تیرے عشق میں
از قلم ماہ گل رانا

تیرے عشق میں

از قلم ماہ گل رانا

مکمل ناول

کیا تم پھر مجھے چھوڑ دو گی لہجے میں بے بسی اور دکھ شامل تھا

وہ کچھ دیر اس کی طرف دیکھتی رہی اور پھر آہستہ سے دو قدم چل کر اس کے بالکل قریب آکر اس کے دونوں ہاتھ تھام کے باقی کا بھی فاصلہ ختم کر کے اس کی پیشانی سے اپنی پیشانی لگا کر ایک لمبی سانس کھینچ کر اس کی خوشبو کو محسوس کیا

تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے اپنا ایک ہاتھ اس کے بائیں گال پر رکھا شاہ میر نے سکون سے اپنی آنکھیں بند کر لی جب کہ وہ کہہ رہی تھی تمہیں پتا ہے کی تم میرا عشق ہو تم ہوتے ہو تو مجھے لگتا ہے کہ زندگی ہے لیکن کچھ چیزیں اور لوگ ہمیشہ ادھورے ہی رہ جاتے ہیں ان کے نصیب میں مکمل ہونا نہیں لکھا ہوتا اور شاید کچھ رشتے بھی مجھے معاف کر دینا۔۔۔

ماضی کچھ سال پہلے

یہ ایک بہت ہی خوبصورت بنگلہ تھا۔ جس میں اکرام صاحب اپنی چھوٹی سی فیملی کے ساتھ رہتے ہیں ان کی عائشہ بیگم سے پسند کی شادی تھی جو کہ ان کی کلاس فیلو تھی۔ شادی کے دو سال بعد اللہ نے ایک خوبصورت بیٹے سے نوازا۔

جس کا نام ماہر اکرام شاہ رکھا بیٹے کی پیدائش کے تین سال بعد اللہ نے بیٹی جیسی رحمت سے نوازا تو اکرام صاحب کی تو دنیا ہی مکمل ہوگئ جس کا نام انہوں نے دیا اکرام شاہ رکھا۔

وقت جیسے پر لگا کہ گزر گیا ماہر اٹھارہ جب کہ دیا پندرہ سال کی ہوگئی۔

دما نے کھانا کھاتے ہوئے اکرام صاحب کو پکارا جی بابا کی جان

ہاہاہا بابا جان تو آپ کی ماما ہے ہم تو جان کے ٹکڑے ہیں اس بات پر اکرام صاحب کے ساتھ ساتھ ماہر نے بھی قہقہ لگایا جب کہ عائشہ بیگم اپنی منہ پھٹ اولاد کو شرمندگی سے گھور بھی نہ سکی

اچھا بتائیے کیا کہنا تھا بابا میں وہ کہہ رہی تھی کہ میں کس کالج میں ایڈمیشن لو جو کالج آپ کو اچھا لگے اس میں لے لیں یا پھر ماہر کا کالج بھی اچھا تھا وہی لے لیں

جی پاپا میں بھی یہی سوچ رہی تھی اور بھائی کا کالج تو مجھے ویسے بھی بہت پسند ہے تو کل میں اپنے ڈاکومنٹس ریڈی رکھو گی پھر ہم ساتھ جائیں گے نہیں بیٹا کل تو میں بیزی ہوگا تم ایسا کرنا اپنی ماما یا ماہر کے ساتھ چلی جانا جی پاپا میں لے جاؤ گا مجھے ویسے بھی اپنے کچھ ٹیچرز سے ملنا ہے اوکے اب جلدی سے کھانا کھاؤ اور جا کر سوجاؤ دونوں پھر صبح میں جلدی اٹھا دوں گی

میرا تو ہو گیا شب بخیر پاپا ماما

اوکے تو میں بھی ذرا باہر واک کر کے آکر سو جاؤ گا میری طرف سے گڈ نائٹ

کچھ دن بعد

تمہیں پتا ہے منہا یہاں سے جو لڑکا ٹاپ کر کے گیا تھا نہ وہ اپنی بہن کو لے کہ آیا تھا ایڈمیشن کے لیے کیا بتاؤں یار کتنا ہنڈسم تھا میں تو لائن کروانے کی کوشش بھی کی لیکن اس کی وہ گھمنڈی بہن ساتھ تھی

منہا جو کب سے اپنی دوست کی بات سن رہی تھی اس بات پہ ہنسنے لگی اچھا ہوا تمہیں بھی تو کوئی اور کام نہیں ہے بہن کے بہانے سہی کوئی لڑکا بچ تو گیا نہ اگر اس لڑکے کی بیوی مجھے ملے تو میں اسے کہوگی اپنی نند سے بہت پیار کرنا کیونکہ اس کی وجہ سے تمہارا شوہر ایک آفت سے محفوظ رہا ہے جب کہ فجر اپنے مذاق بن جانے پہ منہ مسوس کہ رہ گئی ہاہاہاہا یار مزاق کر رہی تھی تم بتاؤ بھی پھر کیا ہوا منہا کو پتا تھا کہ اب وہ ناراض ہوئی ہے تو اپنی پسندیدہ موضوع کو شروع کرنے سے ہی مانے گی

ہاں نہ یار میں بتا رہی تھی کہ اس کی بہن ساتھ تھی ورنہ ہیلو ہائے تو کر ہی لیتی میں اور یار ایک بات تو بتانا بھول ہی گئی میں

بات اور وہ بھی تم بھول گئی یہ آج سورج کس طرف سے طلوع ہوا ہے منہا نے پھر سے اس کا مذاق بناتے ہوئے کہا اسے پتا تھا ایسی باتوں سے کتنی جلدی چڑ جاتی ہے جس کے نتیجے میں یا تو خاموشی ہوتی ہے یا پھر مزید شور یارررررر ایسے تو نہ کہو دیکھو میں ہی ایک تمہاری اچھی فرینڈ ہوں تم تو بورنگ اور انتہا کی آدم بیزار اگر میں ہی تمہیں کچھ نہ بتاؤ تو مجھے اتنا یقین ہے تمہیں تو ہماری سب ٹیچرز کے نام بھی نہ پتا ہو شکر کیا کرو کہ تمہیں اتنی سوشل اور ایکٹیو فرینڈ ملی ہے

جی بالکل شکر کے ساتھ شکرانے کے نفل بھی

ہاں پڑھ سکتی ہو لیکن رہنے دو میں نے سنا ہے جس چیز کا جتنا شکر ادا کرے تعالیٰ اور عطا کرتا ہے تم شکر کرنے جاؤ دو چار اور میری جیسی اٹھا لاؤ

توبہ ہے یار اچھا بات تو بتا دو پھر چھٹی ہونے والی ہے اور بابا ٹائم پہ آئیں ہوتے ہیں

ہاں میں بتا رہی تھی وہ لڑکی ہماری کلاس میں ہی آئی ہے اور دو ایڈمیشن اور ہوئے ہیں اب دیکھو کب سے جوائن کرتے ہیں اووو چلو جب آئیں گے دیکھا جائے گا اور تم اب اس لڑکی سے دوستی کر لینا کیا پتا بھابھی بنا لے تمہیں

نہیں یار منہا اتنی سڑیل نند نہیں چاہیئے میں اپنا یہ کرش اس کی بہن کی وجہ سے قربان کرتی ہوں اب جلدی چلو لیٹ ہونے پہ تمہارے ابا حضور نے مجھے قربان کر دینا ہے۔

آج اس کا پہلا دن تھا اسی لیے تھوڑی نروس تھی نروس وہ لوگوں کی وجہ سے نہیں اپنے بھائی کی نصیحتوں کی وجہ سے تھی جو کے پورے راستے یہی بولتے آیا تھا دیکھو دیا میری کالج میں بہت عزت تھی اور ہے بھی سبھی ٹیچرز مجھے جانتے ہے کوئی الٹی سیدھی حرکت نہ کرنا اور اپنا غصہ اور

اپنے منہ کا بھی کم استعمال کرنا کیا مطلب بھائی میں زیادہ بولتی ہوں نہیں بے بی تم زیادہ نہیں بولتی بس دوسروں کی بولتی بند کر دیتی ہو اور کسی کو ایٹیٹیوڈ نہ دکھانا کیونکہ دو سال تمہیں یہی ہو اور یہی دن بعد

میں یاد آتے ہے سب سے اچھے سے رہنا کالج کی بیل سے ایک دم سے وہ اپنے خیالات سے باہر آئی اور اردگرد دیکھا تو سٹوڈنٹس اپنی کلاسس میں جارہے تھے

جلدی جلدی سے وہ اپنی کلاس میں پہنچی شکر تھا ابھی ٹیچر نہیں آئی تھی فرسٹ رو میں تو وہ مر کہ بھی نہ بیٹھتی اسی لیے تھرڈ رو میں جا کہ بیٹھ گئی جب تک وہ بیٹھی کلاس کہ دوسرے بچوں نے بھی آنا سٹارٹ کر دیا

منہا اور فجر جو ابھی آئی تھی نئی سٹوڈنٹ کو دیکھ کہ اسی کے ساتھ بیٹھ گئی ہائے میں منہا ہوں اور یہ فجر ہم نے دو ہفتے پہلے ہی جوائن کیا ہے اور میں فجر جی بتا دیا انہوں نے دیا کہ جواب پہ منہا نے اپنی ہنسی چھپائی کیونکہ جتنا فجر اسے ٹونٹ مارنے سے منع کرتی اتنے ہی بیچاری کو پڑتے ہا۔۔ ہاں مطلب اس نے آدھا بتایا میں پورا بتاتی ہوں میں فجر آہ یہ نہیں آگے سے بتاتی ہوں یہ کہ ہم دونوں بچپن کی دوست ہی سکول اکیڈمی اور کالج سب جگہ ساتھ ساتھ اور آپ کا نام؟

پہلی بات نو آپ شاپ میرا نام دیا ہے اور آج فرسٹ ڈے ہے تم دونوں سے مل کہ بہت اچھا لگا

ابھی وہ باتیں کر ہی رہی تھیں کہ کلاس میں ٹیچر انٹر ہوئی گڈ مارننگ بچو

جیسا کہ آپ کو پتا ہے آج آپ کی کلاس کمپلیٹ ہو گئی ہے تو اب سے آپ بچوں نے کوئی لیکچر مس نہیں کرنا آپ کو ٹف ٹائم نہیں دیا جائے گا ٹیچرز بہت کوپریٹیو ہیں سٹڈی کے ساتھ ساتھ دوسری ایکٹیویز بھی ہوگی تاکہ آپ بور نہ ہو اور سر علی کہ ہوتے تو ہو ہی نہیں سکتے وہ آپ کو ان کی کلاس میں پتا چل جائے گا باقی دو سٹوڈنٹس آفس میں ہیں رضا جائیں بلا کہ لائیں کہ کلاس سٹارٹ ہوگئی ہے

جی میم

لاسٹ لیکچر فری تھا تو سبھی سٹوڈنٹس کلاس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب کہ شاہ میر کھڑکی کے پاس چئیر رکھے آنکھیں مندے بیٹھا ہوا دیا کب سے اسے ہی دیکھے جا رہی تھی

وہ جب سے کلاس میں آیا تھا اس نے اردگرد دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا جب کہ دیا نے اس کے آنے کے بعد اس کے علاؤہ کہی اور دیکھا ہی نہیں تھا

وہ خود پہ حیران ہو رہی تھی کہ ایسا کیا ہے کہ بار بار نظر اسی پر جا رہی ہے ہینڈسم ہے تو کیا اس نے پہلے بھی ہینڈسم لڑکے دیکھے تھے اس کی تو آنکھیں بھی بلیک ہیں جب کہ اس کے بھائی کی نیلی سمندر جیسی گہری آنکھیں ہیں

اب یہ آنکھیں کب کھولے گا افففففف

دیا۔۔۔۔ دیا یار دیہان کہا ہے تمہارا

آہ ہ نہیں کچھ نہیں

جی بالکل منہا نے اسے جواب دیتے ساتھ اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا

نہیں تو یار میں بس دیکھ رہی تھی کتنا عجیب ہے کہیں دیکھتا ہی نہیں

اچھا تو پھر کچھ ایسا کرتے ہیں کہ یہ دیکھے فجر نے شاہ میر کی طرف دیکھ کر کہا

دیا اور مہنا نے فوراً اس کی طرف دیکھا کیا مطلب ایسا کیا کرو گی تم

تم دونوں بس دیکھتی جاؤ

ہیلووو ہیلووو بوائز اینڈ بیوٹی فل گرلز جیسے کہ اب ہم کلاس میٹس ہے اور دو سال تک ساتھ ہے تو سب اپنا اپنا گروپس نہ بنائیں بلکہ سب ساتھ ساتھ رہے جو بھی لیکچر فری ہو اس میں ہم سب کوئی نہ کوئی گیم کھیلے گے اور جو کوئی فالتو کا ایٹیٹیوڈ دکھائے یہ بات کرتے ہوئے اس نے چور نظروں سے شاہ میر کی طرف دیکھا اور دیا نے بھی تبھی شاہ میر نے آنکھیں کھولیں اور سیدھا دیا پر نظر گئی اس نے نظریں گھما کر تقریر کرنی والی کو دیکھا جب کہ وہ دونوں اس کے

ایک دم دیکھنے سے گڑبڑا گئی

وہ--- میں کیا کہہ رہی تھی ہاں یاد آیا ہم گیم کھیلتے ہیں

جس میں ہم ٹاسک دیں گے اور وہ پورا کرنا ہوگا

تو چلو کون کون ، نہیں کون کون نہیں سبھی کھیلیں گے

چلو سبھی چئیرز ہٹاؤ اور نیچے دائرہ بناؤ

حال

تم نے اسے بتایا کہ کہا جا رہی ہو تم

نہیں ضروری نہیں سمجھا میں نے

بات تمہارے ضروری سمجھنے کی نہیں اس کی اجازت کی ہے

کس اجازت کی بات کر رہی ہے آپ

یہ بات تم بہتر جانتی ہو

جانتی تو آپ بھی ہیں تو پھر کیوں تماشا دیکھنا چاہتی ہیں

وہ محبت کرتا ہے کیا کیا نہیں دیکھا بچے نے تم نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اب پھر جا رہی ہو اس پر نہیں تو خود پر رحم کر لو

خود پر اور اس پر رحم کر رہی ہوں تو جارہی ہوں

س لے آئی ہے نہ اس بار بھی ایسا ہوا تو مجھے ڈرyگئی تو پہلے بھی ہو لیکن قسمت ہمیشہ اسی کے پا ہے کہی اس کا ضبط جواب نہ دے جائیں اور جس چیز پر انسان صبر کر لیتا ہے نہ وہ سامنے بھی ہو تو نظر میں نہیں ہوتی

ماضی

چلو شاہ میر تم بھی آجاؤ یار رضا شاہ میر کے پاس آتے ہوئے کہتا ہے

تمہیں پتا ہے کہ مجھے ایسی گیمز میں کوئی انٹرسٹ نہیں اسی لیے اپنی شکل گم کرو یہاں سے

میری شکل گم ہوتے ہی بتی تمہاری گل ہو جاتی ہے

رضا کی بات پہ شاہ میر نے اسے ایک گھوری سے نوازا

ایک تو وہ اسے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا کیونکہ بالکل ٹھیک ہی کہہ رہا تھا وہ ایک وہی تو اس کا ہم راز اور ہر مشکل وقت میں ساتھ ہوتا ہے اسی کے وجود نے تو احساس دلایا ہے کہ دنیا میں خونی رشتوں کے علاؤہ بھی ایک رشتہ ہے جو کہ بے غرض اور بے لوث محبت اور وفا سے بنا ہے ا بھی جاؤ یار

وہ دونوں جا کر لڑکوں والی سائڈ پہ بیٹھ گئے

اب ایسا تھا کہ ایک طرف لڑکے اور ایک طرف لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں

اب بتاؤ کون سی گیم کھیلی جائے یا وہ بھی میں بتاؤ فجر نے سب کی طرف دیکھ کہ ک

شاہ میر جو کہ پین کو اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں میں گھما رہا تھا

گیم میں بتاؤ گا اور وہی کھیلی جائے گی

اسی طرح سر جھکائے جواب دیا

اور رضا جانتا تھا کہ یہ مہربانی کیوں کی گئی ہے

تاکہ وہ کوئی ایسی گیم بتائے اور سب کی بینڈ بجائے

اوکے ٹھیک ہے آج بوائز گیم کھیلتے ہیں فجر تو ایکسائیٹیڈ ہی ہو گئی جس کہ لیے یہ کھراک ڈالا تھا وہی گیم ڈیسائیڈ کر رہا تھا

جی بالکل ورنہ لڑکیوں والی گیم میں کیا پتا آپ ہمیں کوا اڑا چڑیا اڑی کھیلنے کا بول دیتی رضا جس کا صبح سے اس چڑیا کی طرح چہچہاتی لڑکی کو دیکھ کہ دل بے قابو ہو رہا تھا تو اب بات کرنے کا موقع کیسے جانے دیتا

اور وہاں کی تو صورتحال ہی بدلی ہوئی تھی وہ جو ہر روز نیو کرش بنا لیتی تھی اب اس کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا

واٹ ایور اب گیم بتائیں نہ آپ کیا ہیں اس نے شاہ میر کو مخاطب کر کہ کہا

یہاں کونسا ٹیچر اپنا پرسنل لیپ ٹاپ لاتا ہے

کیونکہ کالج میں ہر ٹیچر کا کمپیوٹر تھا اسی لیے شاہ میر نے پوچھا

سر اسد لاتے ہے اور فری ٹائم میں کینٹین میں بیٹھ کہ استعمال کرتے ہیں لیکن وہ بہت غصے والی ہیں شاہ میر کے ساتھ بیٹھے لڑکے نے جواب دیا

تو اب کہا ہوگے

ہمارا اور ان کا لیکچر سیم ہوتا وہ بھی فری ہو گے

اوکے تو گیم یہ ہے کہ سب کو ڈئیر دیا جائے گا

اور اسے وہ ڈئیر پورا کرنا ہوگا ورنہ سزا ملے گی

سب نے ہاں ملائی کہ سب ریڈی ہیں اس کے لئیے

شاہ میر نے دیا کی طرف دیکھا جو کہ اسے ہی دیکھ رہی تھی شاہ میر کے دیکھنے سے ہڑبڑا کہ نظریں پھیر لیں

جس پر شاہ میر نے اپنا ہونٹ دبا کر مسکراہٹ روکی

ڈیئر یہ ہے کہ لڑکے یا لڑکیوں میں سے کوئی ایک جا کر سر سے وہ لیپ ٹاپ لائے اور پھر دوسری ٹیم جا کر واپس کر کے آئے

یہ ڈیئر سن کے تو ایک دم سے سبھی بھونچکا کہ رہ گئے کیونکہ ان دو ہفتوں میں وہ سب ہی سر کی ڈانٹ سن چکے تھے

نہیں کچھ اور کریں فجر ایک دم گھبرا کہ بولی کیونکہ اس نے تو بس شاہ میر کی وجہ سے یہ گیم کھیلی تھی بس بہانہ تھی یہ گیم کل تو آکر اس نے یہی کہنا تھا رات گئی بات گئی لیکن ایسا کرنے پر اسنے ہی پھنسنا تھا

ڈیئر تو یہی ہوگا کھیلنا تو یہی منظور کرو ورنہ کوئی گیم نہیں ہوگی شاہ میر نے یہ بات کہہ کر اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کو کر کے سر اٹھایا جس سے اس کے گلے کی ہڈی نظر آ رہی تھی

اور کالی آنکھوں میں روشنی پڑنے سے انہیں چمکدار بنا رہی تھی وہ اپنی جسامت کی وجہ سے کہی سے بھی کالج بوائے نہیں لگتا تھا

شرٹ کے پہلے دو بٹن کھلے ہونے کی وجہ سے اس کا سفید سینا بھی واضح ہو رہا تھا صبح تو بند کر کے ٹائی لگائی ہوئی تھی یہ تو لاسٹ اور فری لیکچر ہونے کی وجہ سے کھول لیے تھے

دیا جس کی غیر ارادہ نظر اس پر پڑی تو ٹھٹھک کہ رک گئی

اور جب اپنے سے کچھ دور بیٹھی لڑکی کو شاہ میر کو گھورتے

دیکھا تو ایک دم سے چہرا غصے سے لال ہو گیا

شاہ میر جو اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا اس کے ایسے رد عمل پر نہ جانے کیوں ایک دم سے سیدھے ہو کر بیٹھ گیا اور شرٹ کے بٹن بند کر لیے

رضا نے بھی یہ بات نوٹ کی

تو ٹھیک ہے تم لیپ ٹاپ لے آؤ واپس گرلز جا کر کر آئیں گی رضا نے یہ حل بتایا شوق تو اسے بھی نہیں تھا یہ تو بس فجر کی وجہ سے وہ بھی کھیلنا چاہ رہا تھا

اور اپنے دوست کے دماغ سے واقف تھا کہ گیم نہ کھیلنے کے لیے یہ نہیں تو کوئی اور بہانہ بنا لے گا اسی لیے جلدی جلدی اس نے حل پیش کیا

ہاں یہ ٹھیک ہے آپ جا کر لے آئیں واپس میں اور منہا کر آئیں گی دیا جو اتنی دیر سے چپ بیٹھی تھی اسے بھی یہی ٹھیک لگا تو جلدی سے بولی

تو ٹھیک ہے میں لے کر آتا ہوں اور پھر آپ لوگوں کا ٹرن ہوگا

اوکے سب نے ایک ساتھ بولا

شاہ میر کینٹین آیا تو سر کارنر والی سیٹ پہ بیٹھے چائے پی رہے تھے اور سامنے ان کا لیپ ٹاپ پڑا ہوا تھا

اسلام وعلیکم سر

وعلیکم السلام جی بیٹا

شاہ میر نے بہانے سے گردن گھمائی تو اسے پتہ چلا کہ کلاس کا ایک بچہ اس پر نظر رکھ رہا ہے

اس کے بعد اس نے سر سے کوئی بات کی

پہلے تو سر نے آرام سے سنی

لیکن پھر سر کہ چہرے پر غصہ ظاہر ہونے لگا وہ اسے غصے سے ڈانٹ رہے تھے

اور پھر اپنا لیپ ٹاپ دے دیا

لڑکا بھاگتا ہوا کلاس میں آیا تو سب پریشان ہو گئے

کیا ہوا سر نے دیا لیپ ٹاپ فجر نے جلدی جلدی پوچھا کیوں کہ بینڈ اس کی ہی بجنی تھی

نہیں سر شاہ میر کو ڈانٹ رہے تھے دور سے باتیں تو سمجھ نہیں آئی مگر سر کہ چہرے پر بہت غصہ تھا ایک دم لال ہوئے پڑے تھے

ابھی وہ بات کر ہی رہا تھا کہ شاہ میر آگیا

یہ لیں لیپ ٹاپ اب دس منٹ تک جا کر واپس کر آئیں

کیا مطلب سر تو غصہ ہو رہے تھے نہ رضا نے لیپ ٹاپ لیتے ہوئے پوچھا

اور باقی سب بھی یقین کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ سر تو غصہ تھے پھر

میرا کام لانا تھا وہ میں لے آیا جو بھی واپس کرنے جائیں یہ کہ دے کہ اس میں ایم ایس ایکسل نہیں

ہے

کیوں کہ میں سٹڈی کے بہانے ہی لایا ہوں

اور جا کر اپنا بیگ پیک کرنے لگا کیونکہ چھٹی میں 15 منٹ رہ گئے تھے اور

یہ ڈئیر ختم ہونے میں وقت کا پتہ نہیں لگنا تھا اور ابھی تو وہ ان کر رونی شکلیں بھی آرام و سکون سے
دیکھنا چاہتا تھا بیگ پیک کر کہ

چئیر سے ٹیک لگا کہ بیٹھ گیا

چلو منہا

نہیں میں نہیں تم فجر کو لے جاؤ

منہا جو صدا کی ڈرپوک تھی ایسے کام تو بالکل بھی نہ کرتی

نہیں تم چلو یہ فجر وہاں بھی اپنی رام کہانی سنانے لگ جائے گی

آج فرسٹ ڈے تھا لیکن وہ پھر بھی بہت اچھی دوستیں بن گئیں تھیں اس میں زیادہ ہاتھ فجر کی ہنس مکھ نیچر کا تھا

منہا کا ہاتھ پکڑ کر بیچاری کی رونی صورت کی پرواہ کیے بغیر اسے ساتھ لے گئ

اسلام و علیکم سر

وعلیکم السلام

سر یہ آپکا لیپ ٹاپ تھینکس

اتنی جلدی کام ہوگیا آپکا

ہاں۔۔۔نہیں وہ ایکچولی سر

وہ نہ اس لیپ ٹاپ میں ایم ایس ایکسل نہیں ہے

اووو آئی سی میں نے کبھی غور ہی نہیں کیا شاید

جی بالکل سر

بیٹا آپ بتائیں مجھے سچ سچ کہ اس کی ضرورت کیوں پڑی تھی اور جھوٹ تو بالکل بھی نا بولیے گا

منہا جو پیچھے ڈری سہمی کھڑی تھی سر نے اس سے پوچھا

سر کے پوچھنے پر وہ دیا کہ پیچھے چھپنے کی ناکام کوشش کرنے لگی

سر دیا نے جو کہا وہی تو ہے

سر نے پہلے منہا کو اور پھر دیا کو دیکھا

بیٹا جی مجھے وہ لیپ ٹاپ لا دیجئے گا جس میں ایم ایس ایکسل نہ ہو اور بنا پاسورڈ لگائیں آپ کو اس کے اندر کے راز پتا لگ جائیں

اب جا سکتی ہیں آپ دونوں وہ دونوں جو سر کو منہ کھولے دیکھ رہی تھیں ساری بات سمجھ آنے پر

رونی شکلیں لے کر کلاس کی طرف چل پڑی

چھوڑو گی نہیں میں اس جلاد ، سڑیل انسان کو

سمجھتا کیا ہے ہمارے ساتھ ہی گیم کھیل گیا دیا جس کا غم اور صدمے سے برا حال تھا بس نہیں چل رہا تھا کہ

اتنی خوبصورت شکل والے کا بیڑا غرق کر دے

یار چھوڑو نہ وہ پھر کچھ اور الٹا کرے گا

اور اس الٹے سیدھے میں ہم بھی پسے گے

جب تک وہ کلاس میں پہنچی چھٹی ہوگئ

دیا نے جیسے ہی کلاس میں قدم رکھا

سامنے ہی شاہ میر بیٹھا تھا

دیا کو دیکھ کہ اس نے آنکھ دبائی اور اپنا بیگ اٹھا کر باہر کی جانب آنے لگا

دیا کے پاس سے گزر کر آگے جا کر رکا

دیا جو ابھی اس کی خوشبو میں کھوئی غصہ وغیرہ بھول چکی تھی

شاہ میر کے واپس سامنے آکر رکنے پر حیران ہوئی

شاہ میر جو دیا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا ایک دم سے جھکا

کہ دیا اپنا سانس تک روک گئی

اور غور سے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا

اور ایک دم سے پاس ہو کر اس کے کان کہ پاس سرگوشی کی

Beauty with no Brain

دیا جو اس کے جھکنے پر اس کی گال کا ہلکا سا لمس اپنی گال پر محسوس کر رہی تھی ایک دم سے

خیالات سے باہر آئی لیکن

جب تک وہ جواب دیتی

وہ جا چکا تھا

تمہیں تو میں چھوڑو گی نہیں

وہ گھر آکر بنا کھانا کھائے سو گئی تھی

اب شام کے وقت اٹھی تو

روم سے باہر آئی

ماہر جو باہر ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا تھا

دیا کو دیکھ کے ہلکے سے مسکرایا

کیسا گزرا دن ہماری ڈان کا

بہت اچھا بھائی

لیکن میں ڈان نہیں کیونکہ کہ آج آپ کی ڈان کے ساتھ کوئی ڈان گیری کر گیا

دیا کی بات پر ماہر نے قہقہہ لگایا

باہر نہ صحیح گھر میں تو تم ہی ڈان ہو نا

ہماری مجال جو اپنی ڈان کے ساتھ ڈان گیری یا حکم کی خلاف ورزی کریں

بس یہی باتیں تم باپ بیٹا اسے سکھانا

عائشہ بیگم جو کچن سے ماہر کے لیے چائے لا رہی تھیں

ان کی باتیں سن کر بولی

ان باتوں پر آپ کو شکایت ہیں لیکن جو آپ ظالموں کی طرح بابا اور بھائی کے جانے کے بعد کام کرواتی ہیں انکا کچھ نہیں

تو کونسا غلط کرتی ہوں

سسرال جا کر یہی کام آتے ہیں

ہاں تو میں آپ کے لیے ایسا داماد ڈھونڈوں عائشہ بیگم کے آنکھیں دکھانے پر جلدی سے دیا نے اپنی بات بدلی

میرا مطلب بابا اپنے لیے ایسا داماد ڈھونڈیں گے نہ

جو مجھ سے بالکل کام نہ کروائیں

ہاں وہ بھی تمھارے جیسا نکمہ ہو اور پھر اولاد ماہا نکمی ہوگی

ماہر جو کے ماں بیٹی کی تکرار سن رہا تھا چپ چاپ

اٹھ کر اپنے روم میں چلا گیا

کیونکہ یہ تو ان کا روز کا تھا جب بھی ماہر اور اکرام صاحب گھر آتے تو

دیا اپنے بابا سے شکایتیں کرتی کے ماما نے یہ یہ کام کروائیں

اور عائشہ بیگم ماہر سے کہ اللہ نے انہیں کتنی نکمی اولاد دی

ان کے گھر کی خوشیاں انہیں نوک جھوک میں تھیں کیونکہ کے کزن تو کوئی پاس تھی نہیں اور بہن بھائی بھی تھے نہیں

دوست ہوتی بھی تو سکول کی حد تک

اسی لیے دیا سب لاڈ پیار نوک جھوک اپنی ماما سے ہی کرتی

لیکن اس نوک جھوک میں کبھی بھی بتمیزی نہیں کی

کبھی کبھی تو جب زیادہ موڈ میں ہوتی تو انہیں پیار سے اپنی آپی بلاتی کیوں کہ اسے بڑی بہن کو خواہش تھی

اور عائشہ بیگم لگتی بھی بڑی بہن جیسی ہی تھی

شاہ میر نے جیسے ہی گھر میں قدم رکھا سامنے صوفے پر اس کے

چچا بیٹھے فون پر مصروف تھے

وہ جو اتنے اچھے موڈ کے ساتھ گھر آیا تھا اب ایسے تھا جیسے منہ میں کسی نے بادام رکھ دیا ہو

چار سال پہلے اس کے بابا کا ہارٹ اٹیک سے انتقال ہوگیا

ان کا بزنس سنبھالنے والا کوئی نہیں تھا

تب ان کا چھوٹا بھائی جو بھائی کے جنازے کے لیے آیا تھا

مستقل رک گیا

اب یہ حال تھا کہ بزنس تو سنبھالہ سارا پیسہ بھی خود کے قبضے میں کر لیا

اور جب شاہ میر اور اس کی والدہ کو پیسے کی ضرورت ہوتی تو ان کی منتیں کرنی پڑتی

اور وہ کاروبار نقصان میں جا رہا ہے کہہ کر مشکل سے رقم دیتے

شاہ میر بنا سلام کیے غصے سے اپنے کمرے میں آکر ٹھک سے دروازا بند کیا

عمران صاحب ایک دم ڈر کر ایک دم سے اچھلے کے صوفہ سے گرتے گرتے بچے

اس لڑکے کو اصل پسٹل کی کیا ضرورت بتمیز انسان دروازوں کی ٹھا ٹھا سے مجھے مار دے گا

ہائے میرا دل گیا پہلے ہی کمزور ہے یہ ناکارہ کر کے چھوڑے گا

عمران صاحب وہمی طبعیت کے مالک ہے جب سے بھائی کی موت ہارٹ اٹیک سے ہوئی انہیں اب ہر وقت یہی وہم رہتا کہ ان کی موت بھی ایسے نہ ہو

وہ جو دل پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے شائستہ بیگم کے کچن سے نکلنے پر ان پر بھڑک پڑے

بھابھی یہ نالائق اولاد پیدا ہونے والی تھی تو کیا بھائی کے ساتھ روز جنگ کے میدان میں جاتی تھی آپ

وہ جو شاہ میر کے پاس جا رہی تھی

ان کی عجیب و غریب بات سن کر حیران ہو کر رک گئی

کیا مطلب بھائی میں سمجھیں نہیں

کچھ نہیں بس پانی لا دیں اور سمجھ اس دن آجائے گی

جب آپ کی اولاد کی وجہ سے میرا دل رک گیا

لمبی لمبی سانسیں لیتے ہوئے بولے جیسے ابھی دل بند ہو رہا ہے

شائستہ بیگم کو زیادہ سوال جواب کرنے کی عادت نہیں تھی۔اسی لیے انہوں نے زیادہ پوچھا نہیں

اور جانتی تھی اولاد کا ذکر کر رہے ہیں تو ان کے سپوت نے ہی کچھ کیا ہوگا

اور جی بھائی کہہ کر کچن میں چلی گئی

عمران صاحب کو پانی دینے کے بعد وہ شاہ میر کے روم میں آئی

تو وہ چینج کیئے بنا

ویسے ہی سونے کے لیے لیٹ گیا تھا

تو وہ ویسے ہی دروازا بند کر کے آگئی

شاہ میر کا کہنا تھا کے وہ بزنس ان کا ہے تو وہ کیوں ان سے پیسے مانگے

جب کہ شائستہ بیگم کا کہنا تھا

بیٹا تم چھوٹے تھے وہ جیسے بھی ہے

تمہارے بابا کے جانے کے بعد ان کا اس گھر میں ہونا میرے لیے بہت بڑا سہارا ہے

میں تمہیں اکیلے کو کیسے سنبھالتی

اور ایک اکیلی عورت کا شوہر یا گھر میں مرد کے بغیر گزارا کرنا نا ممکن ہے ہر روز کوئی نئی بات بن جاتی

تم گھر سے باہر ہوتے تو میں گھر میں اکیلی ہوتی لیکن ندا عمران صاحب کی بیگم اور ان کی بچیوں کی وجہ سے مجھے حوصلہ ہوتا ہے

وہ جیسے بھی ہیں کبھی مجھ سے بتمیزی نہیں کی

وہ پیسہ چاہتے ہیں لیکن کبھی تمہارا برا نہیں کیا

ورنہ کیا تھا تمہیں غلط راستے لگا دیتے یا کچھ اور کر دیتے میں کیا کر لیتی

اور دولت کا کیا ہے

ہمیں اتنا تو ملتا ہے نہ کہ ضروریات پوری ہوجائے

تم اور میں محفوظ ہیں

عزت ہے تو دولت کا کیا ہے بیٹا

ایسے دل چھوٹا نہیں کرتے

لیکن ماما مجھے ان سے مانگنا پسند نہیں اپنی ہی چیز کے لیے ان کے آگے منتیں کروں

بیٹا تم غلط سوچ رہے ہو وہ تمہارے بابا کی جگہ ہے

تمہارے بابا ہوتے تو ان سے بھی تو مانگنے پڑنے تھے نہ

اس نظر سے دیکھو گے تو کچھ بھی غلط نہیں

اور وہ جو ہر چیز کا حساب مانگتے ہیں شاہ میر کا بس نہیں چلتا تھا کے سچ میں ان کا دل بند کر دے

وہ تو میں بھی مانگتی ہوں نہ ماں ہوں تو ٹھیک وہ بھی تو چچا ہیں نہ

یہ عمر ایسی ہی ہوتی ہے

اس عمر میں اپنا آپ بالکل ٹھیک لگتا ہے ہم بھی اسی عمر سے گزرے ہیں اس عمر میں غلطیاں بھی ہو نہ تو ہم دنیا کو اندھا ہی سمجھتے ہیں کہ کسی کو کچھ نہیں پتا چل رہا لیکن اندھی دنیا نہیں ہم ہوتے ہیں اپنی خواہشات کے پیچھے لیکن یہ ہمارے بڑے جو ہوتے ہیں نہ اسی وجہ سے ہمیں اس عمر میں سنبھالنے کی کوشش کرتے ہیں ہر ممکن طریقے سے اور

بیٹا ماں باپ حساب مانگتے ہیں کہ انہیں پتا ہو کہ اولاد کیا کر رہی ہے اور کیا نہیں

جب کوئی آپ کو دے آپ پر خرچ کرے تو اسے حساب تو دینا پڑتا ہیں نہ

رب بھی تو حساب لے گا نہ کہ زندگی دی جوانی دی وقت دیا رزق دیا تو کہاں خرچ کر کے آئے ہو

اس لیے کوئی بھی ایسا کام نہ کرو کہ جب کوئی حساب مانگ لے تو شرمندگی ہو

ان کی پیسے کے فطرت کو چھوڑ کے دوسری باتوں پر غور کرو تو انہیں اپنا مخلص پاؤ گے

وہ جیسے بھی ہیں ڈانٹتے بھی ہیں لیکن کسی باہر یا خاندان والوں کو ہمیں کوئی بات نہیں کرنے دیتے

بڑے ایسے ہی ہوتے ہیں

ان کو فکر اور پیار کا اظہار

ایسے ہی کرنا آتا ہے

وہ ہمیشہ اسے ایسے ہی سمجھاتی تھی

وہ سمجھتا تھا یا نہیں لیکن کچھ دیر تک اس کا موڈ ٹھیک رہتا

اور پھر جب کوئی بات عمران صاحب کرتے تو وہ شائستہ بیگم کو ایسی نظروں سے دیکھتا کہ یہ نہیں سدھر سکتے تو میں بھی نہیں

پھر وہ ایسے چیزوں کو پٹک پٹک کے ٹھا کرتا کہ عمران صاحب اپنا دل لے کہ بیٹھ جاتے

وہ آج صبح جلدی کالج آگئی تھی کیونکہ شاہ میر سے اپنی انسلٹ کا بدلہ لینا تھا

فجر اور منہا بھی ابھی تک نہیں آئی تھیں وہ کافی دیر کلاس کے باہر ان کا ویٹ کرتی رہی

کیونکہ جذبات میں آکر جلدی آتو گئی تھی

لیکن نہ تو شاہ میر آیا نہ ہی فجر اور منہا اور اب وہ بور ہو رہی تھی

کیا ضرورت تھی تمہیں جلدی آنے کی بریک ٹائم یا فری لیکچر میں تم اپنی جنگ کر لیتی منہا جو صبح سے

دیا کا دکھ سن رہی تھی کہ وہ کب سے ان کا انتظار کر رہی تھی اور وہ کیوں جلدی آئی تھی

اب اکتا کر بولی

یار تم بہت بے مروت ہو ایک تو میں ہم دونوں کی انسلٹ کا بدلہ لینے کے لیے جلدی آئی

اور اب تو حد ہی ہو گئی صبح سے سب پوچھ رہیں کہ سر نے کیا بولا

اور وہ میسنا انسان کیسے کھی کھی کررہا تھا منہ نیچے کر کے جیسے مجھے تو پتا نہیں لگ رہا نا

بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے دیا اگر نہیں کھیلنا تھا تو بتا دیتا نہ

اتنا شوخا ہونے کی کیا ضرورت

آؤ دیا ہم ڈھونڈتے ہیں گراؤنڈ میں یا کینٹین میں ہی ہونگے

فجر جو خود صبح سے دونوں دوستوں کی جلانے والی مسکراہٹ دیکھ کے آگ بگولہ ہورہی تھی

وہ کیسے پیچھے رہتی

وہ دونوں باہر آئی تو شاہ میر تو نظر نہ آیا لیکن رضا دوسری طرف منہ کیے کسی سے بات کر رہا تھا

رضا کو دیکھتے ہی فجر کا حلق تک کڑوا ہوگا

اسنے آگے جاتی دیا کا ہاتھ پکڑ کر روکا

دیا تم اس سے پوچھ لو کہ اس کا دوست کہا میں آگے دیکھ کے آتی ہوں

نہیں یار تم ساتھ ہی چلو

اب فجر اسے کیا بتاتی کہ جو یہ کل اتنے ایٹیٹیوڈ سے آئے تھے آج صبح سے

اتنے ہی ٹھرکی بنے ہوئے ہیں

صبح سے رضا اسے بے شرموں کی طرح گھور گھور کر دیکھ رہا ہے

اس بیچاری سے تو ٹھیک سے کوئی لیکچر بھی نہیں لیا گیا

اور جب وہ اسے غصے سے آنکھیں دکھاتی تو آگے سے بے شرموں کی طرح دانت نکالنے لگ جاتا جیسے
کوئی لطیفہ سنایا ہو

نہیں تم جاؤ ٹائم بچے گا نہ سمجھو

اچھا ٹھیک ہے جاؤ تم

فجر کو تو بس ہاں کا انتظار تھا دیا کے تھوڑا آگے جاتے ہی

وہ بھاگ کر کلاس میں گم ہوگئی

سنو رضا جو کسی لڑکے سے بات کر رہا تھا دیا کی آواز سن کر مڑا

جی فرمائیں

تمھارا دوست کہاں ہے ابھی دیا آگے کچھ کہتی

رضا نے اپنا ہاتھ اٹھایا

دیا جو یہ سمجھیں کہ وہ اسے تھپڑ مارنے لگا ہے ایک دم سے آنکھیں بند کر لی

رضا نے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بالوں میں بائیں طرف کو ہاتھ پھیرا اور

پھر تھوڑا جھک کے بولا

میں بھی اگر یہی پوچھو کہ آپکی دوست کہاں ہے

دیا جو آنکھیں بند کر کے یہ سوچ رہی تھی کہ یہ بھلا اسے کیوں تھپڑ مارے گا

رضا کی بات پر ایک دم سے آنکھیں کھولیں

واٹ کیا مطلب ہے تمہارا

لو جی مطلب تو سیدھا ہے میرا

لیکن چھوڑیں آپ

لائبریری میں ہیں

دیا جو اس کی بات سن کر جانے لگی تھی رضا کی اگلی بات سن کر اس کا دل چاہا کے گلا دبا دے اس کا

اگر آپ نے پرائیویٹ ملاقات کرنی تو میں

دروازے کے باہر نظر رکھ سکتا ہوں جیسے ہی کوئی آیا تو سیٹی بجا دوں گا آتی ہے مجھے سیٹی بجانی مار کر دکھاؤ

شٹ اپ بیہودہ انسان

اوکے میں نے تو بس اس لیے کہا تھا کیا پتا آپ میری فیوچر بھابھی بن جائیں

اور میں آپ کو تب اپنا یہ احسان یاد کروا کر مزے مزے کے کھانے کھا سکوں

رضا ابھی آگے بھی کوئی بکواس کرتا دیا وہاں سے چلی گئی

پہلے اس کے دوست کو تو دیکھ لوں

دیا جب لائبریری آئی تو وہاں اکا دکا سٹوڈنٹس تھے کیونکہ بریک ٹائم تھا تو زیادہ بچے کینٹین اور گراؤنڈ میں ہی تھے

اس نے آگے جا کر دیکھا تو شاہ میر کوئی بک ڈھونڈ رہا تھا

دیا نے جاتے اس کا ہاتھ پکڑا اور جب تک وہ کچھ سمجھتا اس کو کھینچ کر ایک کونے میں لے گئی

اسے دیوار کے ساتھ پن کر کے اس کا کالر دونوں ہاتھوں سے دبوچا

تم نے کل کیا بولا تھا سر کو

کیا تم یہ پوچھنے کے لیے مجھے یہاں لائی ہو

شاہ میر نے ڈرمائی انداز میں اردگرد نظریں گھما کر کہا

اس طرح کرتے وہ اتنا کیوٹ لگا کہ دیا کو پھر سارا غصہ ختم ہوتا ہوا محسوس ہوا

لیکن وہ کل والا تو چھوڑ بھی دیتی لیکن آج وہ کس طرح ہنس رہا تھا

اس کا مذاق بنا کر اور اس کی وجہ سے دوسرں کے سامنے جھوٹ بولنا پڑا کہ سر نے کچھ نہیں کہا

ہم نے کہا کہ ہمارا کام ہوگیا ہے

اور جب وہ کسی سے جھوٹ بولتی تب وہ دونوں دوست ایک دوسرے کو دیکھ کے قہقہے لگاتے جیسے وہ تو آپس میں بات کر رہے ہیں

بات مت گھماؤ بتاؤ کیا کہا تھا

شاہ میر نے یک دم سے اپنا دایاں ہاتھ دیا کی کمر میں ڈال کر اسے پکڑا اور اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اسے دیوار سے پن کر دیا

دیا تو اس آفت پر بوکھلا گئی جب تک وہ اسے روکتی وہ اس کے دائیں بائیں جانب اپنے دونوں ہاتھ دیوار سے ٹکا کر کھڑا ہوگیا

بے بی گرل کچھ خاص نہیں کہا تھا

بس میں نے جا کر سر سے کہا کہ

شاہ میر کینٹین آیا تو سر کارنر والی سیٹ پہ بیٹھے چائے پی رہے تھے اور سامنے ان کا لیپ ٹاپ پڑا ہوا تھا

اسلام و علیکم سر

وعلیکم السلام جی بیٹا

شاہ میر نے بہانے سے گردن گھمائی تو اسے پتہ چلا کہ کلاس کا ایک بچہ اس پر نظر رکھ رہا ہے

سر ایکچولی آج میرا فرسٹ ڈے ہیں جس کی وجہ سے

کلاس کے بچوں نے مجھے ڈئیر دیا ہے

اگر میں نے یہ پورا نہ کیا تو وہ مجھے کوئی سزا دیں گے

اوو تو کیا ڈئیر ہے

سر آپ کا لیپ ٹاپ لانے کا بولا ہے

نام بتائیں آپ مجھے اور میرے ساتھ پرنسپل کے آفس چلیں

نو سر میری بات پوری سن لیں شاہ میر نے ایسی معصوم شکل بنا کر کہا

اگر اس کے چچا دیکھ لیتے اور ایسی میٹھی آواز سن لیتے تو ان کا سچ میں دل بند ہو جانا تھا

سر آپ کمپلین کریں گے تو وہ سوری کر لیں گے

لیکن پھر بعد میں مجھے تنگ کریں گے

میں پرامس کرتا ہوں آپ کے لیپ ٹاپ کو کچھ نہیں ہوگا

سر

آپ اپنے لیفٹ سائیڈ بہانے سے دیکھیں ایک سٹوڈنٹ مجھ پر ہی نظر رکھ رہا ہے

آپ بس اپنے فیس پر ایگریسو ایکسپریشنس لائیں تاکہ انہیں لگے کہ آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں

اور پھر لیپ ٹاپ دے دیجئے گا

ہمم تو تمہیں کیا لگتا ہے وہ دوبارا کوئی ڈئیر نہیں دیں گے

سر یہ تو سٹوڈنٹس گیم کھیلتے ہی رہتے ہیں

لیکن میں آپ سے جھوٹ نہیں بولنا چاہتا تھا کیونکہ میرا ماننا ہے سٹوڈنٹس کی گیمز ان تک ہونی چاہیے
کسی ٹیچر کے ساتھ ایسے جھوٹ بول کے اپنی ڈئیر نہیں پوری کرنی چاہیے

آپ کمپلین کر دے گے تو وہ ناراض ہوجائیں گے اور شاید مجھ سے دوستی بھی نہ کریں

میں انھیں سمجھا دوں گا کہ نیکسٹ ٹائم ایسی گیمز میں ٹیچرز کو انوالو نہیں کرنا

پھر سر نے ویسا ہی کیا جیسا شاہ میر نے کہا

تو دیکھا بے بی گرل ایک ساتھ کلاس میٹس کی نظر میں ہیرو

اور ٹیچرز کی نظر میں شریف اور معصوم بچہ بن گیا

شاہ میر نے دیا کا گال تھپتھپا کر کہا

تم کتنے دھوکے باز انسان ہو

ہم سب کو برا بنا کر خود اچھے بن گئے شرم نہیں آئی

نہیں کیونکہ مجھے لگتا شرمانے والا کام لڑکیوں پر سوٹ کرتا ہے

Don't you think so

اور اب تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم سچ میں

Beauty with no Brain

ہو بے بی گرل

اس کی بات پر دیا نے چونک کر دیکھا کیا مطلب

مطلب یہ کہ کل صرف میرا نہیں تمہارا بھی فرسٹ ڈے تھے

تو سر یہی سمجھے ہوگے کہ تمہیں بھی ڈئیر ہی دیا ہوگا

اپنے ساتھ ساتھ تمہیں بھی سیو کر چکا ہوں میں

خفت اور غصے سے دیا کا چہرا سے لال ہوگیا تھا

اووو تم تو ابھی سے شرما کر لال ٹماٹر ہوئے جا رہی ہو

میں نے تو ایسا کچھ کیا بھی نہیں

پیچھے ہٹو جاہل انسان

دیا نے شاہ میر کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دھکا دینا چاہا لیکن مجال ہو جو وہ ذرا سا بھی ہلا ہو

جب وہ اسے پیچھے نا کر سکی تو اس کے دائیں بازو کے نیچے سے بھاگنے کی کوشش کی جسے شاہ میر نے ناکام بنا دیا

وہ بائیں جانب سے جانے لگی تو تب بھی اس نے ایسا کیا

اب دیا کو لگ رہا تھا کہ اس بتمیز انسان سے وہ بلا وجہ الجھ پڑی

رونے جیسی شکل لے کر اب وہ شاہ میر کو دیکھ رہی تھی

اور اس کا چہرا اپنی ہنسی دبانے کے چکر میں لال ہوئے جا رہا تھا

دیکھو ہٹو یہاں گرمی ہے میرا سانس بند ہو رہا ہے

اب تو مجھے بھی لگنے گا ہے کہ مجھ میں کوئی بات تو ہے

جو میری کسی سے بات کرنے پر لوگوں کے ساتھ کچھ ہونے لگ جاتا ہے

چچا سے بات کروں ان کا دل بند ہونے لگتا ہے

ماما سے کروں تو ان کا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے

اب تمہارا سانس شاہ میر نے لب دبا کر اپنا قہقہہ روکا

اچھا جانے دیتا ہوں ہوں لیکن ایک شرط ہے

دیا جس کی اب آنکھیں آنسوؤں سے بھرنا شروع ہوگئی تھی اپنے آنسوؤں چھپانے کے لیے سر جھکایا ہوا تھا کہ اسے لگے کہ اس کی بکواس سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا

اب جب نظریں اٹھا کر دیکھا تو

شاہ میر کو اپنا دل ان میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا

اس نے کب چاہا تھا کہ وہ روئے

وہ تو بس مزاق کر رہا تھا

شاید لڑکیوں سے ایسے مزاق نہیں کرتے میں نے زیادہ کر دیا کیا

اب وہ دل میں سوچ رہا تھا

اب مناؤ کیا

لیکن کس والی بات پر روئی ہوگی ایسا تو کچھ بھی نہیں کہا تھا

ابھی کہہ تو دیا سر اسے غلط نہیں سمجھ رہے

شاید نو برین والی بات پر لیکن وہ تو سچ تھی کہ اس میں دماغ نہیں

اس کے گھر والوں نے بھی تو بتایا ہوگا

شاید لڑکیوں کے منہ پر ایسا سچ نہیں بولتے

مام بھی تو یہی کہتی ہیں ہر انسان مکمل نہیں ہوتا کوئی نہ کوئی کمی ہوتی ہے اسے ویسے ہی قبول کرنا چاہیے اب اس میں دماغ نہیں تو کیا ہوا

میں بھی تو اسے قبول کر کرہا ہوں نہ

قبول مطلب دوست جیسا ابھی وہ اپنے خیالات کی دنیا میں اور گم ہوتا جب دیا کی آواز نے اسے حقیقت کی دنیا میں پٹکا

کیا شرط ہے

آہ-- ہاں---وہ شرطط-- اچھا شرط یہ ہے کہ تم میری ٹیم میں آجاؤ

دیا جو اس پاگل شخص کو دیکھ رہی تھی اب اس کی بات پر حیران ہوئی

کونسی ٹیم

میں رضا اور تم چاہے اپنی ان دونوں فرینڈز کو بھی شامل کر لو

اور کس خوشی میں

خوشی میں نہیں یہاں سے نکلنے کی شرط ہے

دیکھو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے

تمہیں رضا جیسا بھائی مل جائیں گا

اور تم جیسا بھی

استغفراللہ

توبہ کرو دماغ سے پیدل لڑکی

دیا بچاری جو اس کے ایک دم چلانے سے ڈر کر اردگرد

دیکھ رہی تھی کہ اگر کوئی آگیا تو کیا سمجھے گا

اس کی بات پر چونکی

مطلب

رضا بھائی بنیں گا اور میں تمہارا پارٹنر نہ اب اتنے بھائی بنا کر کیا کرو گی

ویسے بھی میری گھر میں دو چچا زاد بہنیں ہیں

ایک بھائی تمہارا گھر ایک یہاں حساب برابر

شرط منظور تو جا سکتی ہو

ہاں ٹھیک ہے اب جانے دو مجھے

بریک بھی ختم ہونے والی ہے

ہاں جاؤ

لیکن شاہ میر تھوڑا سا جھک کر آگے آیا اور اس کے کان میں سرگوشی کی

اگر دھوکہ دینے کا سوچا تو سزا کے لیے تیار رہنا

کیونکہ میری قید سے رہائی تو ناممکن ہے اب تمہاری بے بی گرل

اور دیا کی حیرت سے کھلی آنکھوں میں پھونک مار کر وہاں سے چلا گیا

دیا جو سانس روکے وہی کھڑی تھی بیل کی آواز میں ہوش میں آئی اور کلاس کی طرف بھاگی

تم تو دیا کے ساتھ گئی تھی نہ

فجر جو وہاں سے بھاگ کر منہا کہ پاس آکر بیٹھ گئی تھی اس کے سوال پر گربڑا گئی

ہاں وہ ایکچولی میں نے سوچا کے ایسی سچویشن کو ڈیل کرنا اسے آنا چاہیئے نا

اب میں ہر جگہ تو تم لوگوں کے ساتھ نہیں ہو سکتی

جیسے پہلے تو تم اس کے ساتھ جنگوں پر جاتی رہی ہو نا

تم یہ چھوڑو کچھ کھاتے ہیں یار شدید بھوک لگ رہی ہے

تب تک دیا بھی آجائے گی اس کے لیے بھی

لے آتے ہیں

چلو چلتے ہیں میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ تم لوگ تو چلی گئی ہو میں اکیلے اب کیسے جاؤ

ظاہر سی بات ہے بیٹا اپنے پاؤں سے جانا تھا

اب بھی کونسا میں گود میں اٹھا کر لے جاؤ گی

فجر کی بات پر منہا نے اس کے بازو پر زور سے چٹکی کاٹی

افففففف یارر

میرا مطلب تھا اکیلے جا کر کیا کرنا تھا میں نے تم لوگ آجاتی تو ساتھ جاتی میں

ہاں تو ظالم اس میں اتنی زور سے کاٹا کیوں

تاکہ تم اور فضول نہ بولو

اب تو جیسے میں چپ کر گئی ہوں نا

وہ مجھے پتا لگ گیا بہت ڈھیٹ ہو

کیا کل میں اس کے گروپ میں سچ میں جاؤ گی

دیا اب چھٹی ٹائم شاہ میر کی شرط بتا رہی تھی

ایسا کچھ نہیں ہوگا کل کی کل دیکھ لے گے انتہا کے بتمیز اور ٹھرکی ہیں دونوں فجر نے تو سرے سے اس بات کو سیریس ہی نہیں لیا

ٹھیک کہہ رہی ہے فجر اس نے ڈرانے کے لیے کہا ہوگا

اور ویسے بھی گرلز ایک سائیڈ پر اور بوائز ایک سائیڈ پر بیٹھتے ہیں

کلاس میں تو تم ان کی سائیڈ جانے سے رہی

اور فری ٹائم ہم انہیں نظر ہی نہیں آئیں گی

چلو بائے یار میرے بابا آگئے ہوگے

میں بھی ساتھ ہی جاتی ہوں آج بھائی جلدی آنے والے تھے

اوکے فجر کل ملتے ہیں

دیا اور منہا باہر آئیں تو

منہا کے پاپا تو نہیں

لیکن ماہر باہر کھڑا تھا

دیا منہا کا ہاتھ پکڑ کر ماہر کے پاس ہی لے آئی

بھائی یہ میری دوست ہے منہا

السلام و علیکم کیسی ہیں آپ

منہا جو اس کا ہاتھ پکڑ کر روکنے کی کوشش کر رہی تھی

اب ماہر کے اسلام کرنے پر مروت میں جواب دینے لگی

وعلیکم السلام

کیسی ہوں کا جواب دینا اس نے ضروری نہیں سمجھا وہ کونسا اس کے مامے کا بیٹا تھا جو اسے اپنی خیریت بتاتی

تمہارے پاپا نہیں آئے تو میں ڈراپ کر دیتی ہوں بھائی آپ کو تو پرابلم نہیں

دیا نے منہا کو بولنے کا موقع دیے بغیر ہی ماہر سے پوچھا

نہیں مجھے تو نہیں اپنی فرینڈ سے پوچھ لو

کیونکہ منہا کے چہرے سے ہی لگ رہا تھا کے وہ نہیں جائیں گی

اس سے کیوں پوچھیں فرینڈ ہے میری

بات مانے گی میری

کیوں منہا

وہ دیا پاپا آنے والے ہو گے راستے میں ہی ہو گے

تو کوئی بات نہیں بھائی کے فون سے کال کر کے بتا دو کہ فرینڈ کے ساتھ جا رہی ہوں اب چلو

ابھی منہا کچھ کہتی دیا اس کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی میں بٹھا چکی تھی اور خود بھی ساتھ بیٹھ گئی

تب تک ماہر بھی آگے آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا

اور اپنا موبائل نکال کر دیا کو دیا

منہا جو دیا کے ساتھ تو نہ جاتی کسی طرح منع کر ہی لیتی لیکن ماہر کے سامنے کنفیوز ہوگئی تھی

اب دیا کے موبائل پکڑانے پر اپنے پاپا کو کال ملائی جو پہلی ہی رنگ پر اٹھا لی گئی

السلام علیکم پاپا میں منہا بات کر رہی ہوں

پاپا میں اپنی فرینڈ کے ساتھ آرہی ہوں

آپ نہیں آئے تو میں

ابھی وہ کچھ کہتی آگے سے کچھ کہا گیا اس نے جی پاپا کہہ کر

فون بند کر دیا

دیا جو اس کی ہی طرف دیکھ رہی تھی فون بند ہوتے ہی

اس سے پوچھنے لگی کیا کہہ رہے تھے انکل

وہ کہہ رہے تھے ان کو کوئی کام آگیا تھا انھوں نے لیٹ ہو جانا تھا اچھا ہوا کہ میں آگئی

اور پھر سارے راستے دیا تو اس سے باتیں کرتی رہی لیکن

وہ اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتی رہی

اور جب وہ سامنے دیکھتی تو ماہر ڈرائیونگ کر رہا ہوتا

اور وہ اپنے وہم سمجھ کر جھٹک دیتی

لیکن جیسے ہی وہ دیا کی طرف دیکھتی پھر ایسا محسوس ہوتا

تو اس نے اگنور کرنا ہی بہتر سمجھا

اتنے دن تو کسی کو ڈھنگ سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ سلیبس بہت زیادہ تھا سب اسی کو کور کرنے میں بیزی تھے اور آج ان کا لاسٹ ویکلی ٹیسٹ تھا

جسے دے کر سب پر سکون ہو کر بیٹھیں تھے

یار کالج والوں کی باتوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے فجر نے گراؤنڈ میں بیٹھتے ہوئے کہا

کیسی باتوں پر دیا جو خود ٹیسٹ دے کر تھک گئی تھی فجر کے کندھے سے ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے پوچھا

دیکھو نہ کالج کے سیکنڈ ویک ٹیچر نے بولا تھا ٹف ٹائم نہیں دیا جائے گا اور اب سارا سلیبس جیسے اسی مہینے ختم کرنا ہے

ذرا ترس نہیں آتا بچوں پر اتنا ظلم کر رہے ہیں یہ لوگ فجر کو تو زیادہ ہی دکھ تھا

کیونکہ پڑھنے سے تو اس کی جان جاتی تھی

یار تم دونوں اورریکٹ کر رہی ہو اچھا ہے سلیبس کور ہوجائے گا باقی کا سال ٹینشن فری گزرے گا منہا نے دونوں کا دکھ کم کرنے کو کہا

ابھی دیا اسے کوئی جواب دیتی کہ اسے سامنے سے شاہ میر اور رضا آتے ہوئے دکھائی دیے

اگر میری آنکھیں غلط نہیں دیکھ رہی تو یہ ہم لوگوں کی طرف ہی آرہے ہیں نہ فجر جو آنکھیں پھاڑے ان دونوں کو اپنی طرف آتا دیکھ رہی تھی

دیا کا کندھا ہلا کر کہا

دیا نے جب اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اس کا بھی کچھ ایسے ہی حال تھا

نہیں یار ابھی نہیں

یہ تو دماغ کی دہی کر دیں گے

میں جارہی ہوں چلو فجر دیا نے جلدی جلدی اپنی چیزیں سمیٹتے وہاں سے نو دو گیارہ ہونے کا سوچا

ہاں چلو

اور میں منہا جو ان دونوں کو وہاں سے بھاگنے کی تیاری کرتے دیکھ رہی تھی اپنے بارے میں پوچھنے لگی

تم ان سے کہنا ہمیں ٹیچر نے بلایا ہے

وہ پاس آرہے تھے جب دیا اور فجر وہاں سے بھاگی

وہ جو کافی دنوں سے اس سے بات کرنے کا سوچ رہا تھا کوئی موقع ہی نہیں مل رہا تھا

دیا سے بات کرنے کے چکر میں وہ جلدی ٹیسٹ کر کے بیٹھ جاتا

اور انتظار کرتا رہتا شاید وہ جلدی کر لیں اور جب کلاس سے باہر جائے تو وہ اس سے بات کریں

لیکن شاید وہ انتہا کی نالائق سٹوڈنٹ تھی ٹیسٹ کا ٹائم اوور ہونے کے بعد بھی رونی شکل لے کہ پانچ منٹ اور پلیز میم کر رہی ہوتی تھی

اور جب آج وہ فری ہوکر اس سے ملنے آیا تھا تو وہ اسے دیکھ کر بھاگ رہی تھی جو وہ دور سے ہی سمجھ گیا تھا

ابھی دیا اور فجر آگے جاتی شاہ میر نے بھاگ کر اس کے بیگ کو پیچھے سے کھینچا

جس سے دیا اپنا توازن برقرار نا رکھ پائی اور گرنے لگی تو شاہ میر نے بروقت اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اوپر کو کھینچا

دیا نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اور خود کو محفوظ محسوس کر کے سکون کا سانس لیا ابھی وہ پیچھے مڑتی کے شاہ میر کی سرگوشی سنائی دی

دھیان سے بے بی گرل ابھی میرا نقصان کر دیتی تم

دیا جسے اب احساس ہوا تھا کہ وہ کسی کے سہارے کھڑی ہے اس نے اپنے پیٹ پر لپٹے ہاتھ کو دیکھا

تو اس نے

زور سے ناخن شاہ میر کے ہاتھ میں گاڑ دیے

سی آف جنگلی

شاہ میر نے جلدی سے اپنا ہاتھ سامنے کر کے دیکھا

لیکن ابھی بھی اس نے دوسرے ہاتھ سے دیا کا بیگ پکڑا ہوا تھا

ہاں اور تم کیا ہو شرم نہیں آتی ایک لڑکی کے ساتھ ایسا بیہو کرتے ہوئے

دیا نے اسے شرم دلانے کی کوشش کی مگر وہ جانتی نہیں تھی کہ وہ تو صدا کا بے شرم ہے بقول اس کے چچا

میں نے ایسا کیا کیا انسانیت کی خاطر تمہیں بچایا

اور اب چھوڑوں

ان باتوں کو

آؤ لینچ کرتے ہیں

وہ ایسے اسے آفر کر رہا تھا جیسے وہ بچپن کے دوست ہو

دماغ ٹھیک ہے تمہارا میں کیوں تمہارے ساتھ لینچ کرنے لگی

دیا کا تو دماغ ہی گھوم گیا کیا مصیبت تھا وہ پہلے تو ڈیسنٹ اور معصوم لگا تھا

اب اتنی ہی بڑی بلا لگ رہا تھا جو چپک ہی گیا تھا

دیکھو دماغ والی بات نا کرو پھر رونے لگ جاؤ گی

اور کونسا ڈیٹ پہ لے جا رہا ہوں سب فرینڈز بیٹھ کر لینچ کریں گے

اور ہم فرینڈ کب بنے

اسی دن بے بی گرل جس دن میں تمہیں باہوں میں قید کیا تھا

شاہ میر کی بات پر دیا کا چہرا شرم سے لال ہوگیا

شاہ میر نے یہ منظر اپنے دل میں قید کیا

سورج کی کرنیں دیا کے چہرے پہ پر رہی تھیں اور غصے سے لال چہرہ

چہرے پر آتی زلفیں جنہیں وہ اپنے ہاتھ کی پشت سے پیچھے کر رہی تھی

شاہ میر کو یہ منظر اپنی زندگی کا سب سے خوبصورت منظر لگا

وہ جو پہلی نظر میں ان آنسوؤں بھری آنکھوں پہ دل ہار بیٹھا تھا

اس دن تو اسے بس اٹریکشن لگی تھی

لیکن یہ پورا مہینہ اس کے دل نے کتنا تڑپایا تھا بس وہی جانتا تھا

اور جب وہ روز آکر اس کا چہرا دیکھتا تھا تو جیسے جلتے دل پر ٹھنڈی پھوار پڑتی تھی

وہ بے خود ہوا بس دیکھے جا رہا تھا

اسے محبت ہو گئی تھی اور وہ سمجھ گیا تھا

محبت کو سمجھنے کے لیے مہینوں اور سالوں کی ضرورت نہیں ہوتی اس کا ادراک تو یک دم سے ہوتا ہے

اور کچھ لوگوں کو اس کا ادراک ہونے میں زندگی لگ جاتی ہے اور تب تک ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں بچتا

اور اس پر واضح ہوگیا تھا

اب اپنے سامنے کھڑی لڑکی وہ نہیں کھو سکتا تھا

وہ ابھی اس کی زندگی میں تو نہیں آئی لیکن وہ اس کی دل میں ضرور آگئی تھی

اب اسے پتہ تھا اس کا دل سامنے کھڑی لڑکی کی سانسوں کے ساتھ ہی دھڑکے گا

میں نے لیپنچ کر لیا ہے

دیا کی آواز پر اس کا تسلسل ٹوٹا

نا کھانا مجھے کھاتے ہوئے دیکھ لینا اب چلو وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر منہا کہ پاس آیا تا کہ اسے بھی ساتھ لے سکے

وہ جو دیا کہ ساتھ بھاگی تھی

آگے جا کر اس کا سر اتنی زور سے ٹکرایا جب اس نے سامنے دیکھا تو رضا تھا

ہائے چڑیا

مجھے مس کیا

میں نے تو بہت کیا

فجر جو اپنا ماتھا سہلا رہی تھی اور ساتھ رضا کو بھی گھور رہی تھی اس کے چڑیا کہنے پر تپ گئی

تم ہوگے بندر

ہاہاہاہا

تو دیکھتے ہیں بندر اور چڑیا کی جوڑی کیسی لگتی ہے

بالکل وہیسی جیسی کہاوت ہے انگور کے ساتھ لنگور

فجر کی بات پر وہ بس اپنے دانت کچکچا کر رہ گیا

فجر کو لگتا تھا کہ بس وہی نالائق ہے

لیکن اس عرصے میں جو حرکتیں اس نے رضا کی دیکھی وہ بس افسوس ہی کر سکتی تھی

رضا کا ٹیسٹ کے دوران بس نہیں چلتا تھا کہ اگلے بندے کے ٹیسٹ میں ہی گھس جائے

ٹیچر کا دھیان آگے پیچھے ہوتا تو وہ آگے والے کی سیٹ پر جھکا ہوتا

اور پرسنیلٹی ایسی تھی کہ جیسے ٹاپر

ہو فجر کا تو خیال تھا اگر کلاس میں کسی لڑکی کو اس پر کرش بھی ہوا ہوگا

اب اس کی ایسی حرکتیں دیکھ کر وہ بھائی بھی نا بنائیں

دیکھو مسٹر ہمارا اپنا گروپ ہے اور ہم تین ہی کافی ہیں

تم لوگ جان چھوڑوں ہماری

اور اب ہٹو کام ہے مجھے

دیکھو

Novels : www.urdunovelbank.com

جب فجر نے اپنے پیچھے دیکھا شاہ میر دیا اور منہا کو کینٹین لے کر جا رہا تھا

اب وہ منہ کھولیں انہیں دیکھ رہی تھی جب رضا نے

اس کی تھوڑی پر انگلی رکھ کر

اس کا منہ بند کیا

مکھی چلی جائے گی چڑیا

آجاؤ

ابھی رضا آگے بڑھتا کہ فجر اس سے بھی تیزی سے کینٹین کی طرف بھاگی

فجر جب کینٹین پہنچی تو دیا او منہا حیران نظروں سے ٹیبل کو دیکھ رہی تھی جب اس نے دیکھا تو وہ بھی حیران ہوئی کیونکہ وہ کھانا تو آٹھ سات لوگوں کا لگ رہا تھا اور وہ سمجھ رہی تھی شاید کوئی اور بھی آئے گا

تب تو ان کی آنکھیں حیرت سے مزید کھل گئی جب رضا نے پیچھے سے آکر کہا

یار شاہ میر یہ تھوڑا نہیں

ہم پانچوں کیسے کھائیں گے

یہ سب ہم کھائیں گے منہا نے حیرت سے پوچھا

Of course

یہ ہم کھائیں گے آجاؤ فجر تم بھی

فجر بھی حیران پریشان سی دیا کے ساتھ آکر بیٹھ گئی

مجھے تو یہ دونوں جن لگ رہے ہیں

کوئی ایسا کیسے ہو سکتا ہے

فجر نے دیا اور منہا کے کان میں سرگوشی کی

جو دونوں شاہ میر اور رضا کو کھاتے ہوئے دیکھ رہی تھیں

اور ہمیں انہیں چھیڑنا ہی نہیں چاہیئے تھا

اور دیکھوں لینچ پر ہمیں بلایا اور کھا خود رہے ہیں

کتنے بے مروت ہیں دونوں فجر کو اب کھانا دیکھ کر بھوک لگ رہی تھی اور وہ انتظار کر رہی تھی جب وہ دونوں انہیں بھی آفر کریں

چڑیا تم بھی کھاؤ نا

رضا نے سینڈوچ فجر کی طرف کرتے ہوئے کہا

غصہ تو اسے بہت آیا مگر اب اسے بھوک لگی تھی اس نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا

اور ویسے بھی انہیں اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ ان دونوں دوستوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی

وہ اپنے گھروں میں ہی شیر تھی

اسی لیے آرام سے سینڈوچ لے کر کھانے لگی

لنچ کرنے کے بعد رضا اپنی اور شاہ میر کی بچپن کی باتیں

بتانا شروع ہوگیا وہ جو پہلے منہ پھلا کر بیٹھیں تھی لاکھ نا چاہنے کے باوجود بھی

وہ اپنے قہقہے نا روک سکیں

اور پھر رضا اور فجر کی نوک جھوک بھی انہیں ہنسنے پر مجبور کرتی

ایک اور بات بتاؤں شاہ میر کی

ہمارے کہنے سے تم چپ کر جاؤ گے تو بتا ہی دو

فجر نے گویا ناک سے مکھی اڑائی

تم کہو تو میں ساری عمر خاموش ہو جاؤ

اور اسی خاموشی سے تمہیں دیکھتا رہوں

رضا نے فجر کے کان میں سرگوشی کی اور باقی سب کو ایسے دکھایا جیسے وہ پھر سے اسے تنگ کر رہا ہے

فجر تو اس کی بات پر بوکھلا گئی

تو میں کہہ رہا تھا

یہ جو اتنا لائق سٹوڈنٹ ہے بچپن میں بالکل نہیں تھا

یہ سکول ٹائم میں ہوم ورک کر کے نہیں جاتا تھا

اور وہاں بچوں سے رشوت دے کر کاپیز لیتا

اور رشوت کیا دیتا تھا منہا نے پوچھا کیونکہ وہ اسے نالائق تو بالکل نہیں لگتا تھا

یہ بچوں سے کہتا اس ویک جو بچہ مجھے کاپی دے گا اسے نیکسٹ ویک میں پیسے دوں گا

اور پھر جب وہ پیسے لینے آتے تب یہ ٹیچر کے پاس چلا جاتا کہ

وہ بچے اس سے اس کے پیسے مانگ رہے ہیں

پھر انہیں ڈانٹ پڑتی

اور جب پھر ہوم ورک نہیں کرتا پھر اس کی رشوت بدل جاتی

اور تمہیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی ہوگی تم شاہ میر کی کاپیز سے کام چلا لیتے ہوگے

افففف یار کتنی جلدی جان گئی ہو مجھے چڑیا تم

تم خود ہوگے چھچھوندر کہی کے

کیوں ڈسٹرب ہو رہی ہو کے ہیں

وہ دونوں پھر سے شروع ہوگئے تھے اور اب مشکل سے ہی چپ کرنے تھے

منہا کے پاپا اس دن سے کافی بیزی تھے اور انہیں کام کی وجہ سے شہر سے باہر جانا پڑا

انہوں نے تو منہا سے کہا تھا کہ وہ اسے کچھ ٹائم تک وین لگوا دیتے ہیں

اور جس دن وہ وین میں آئی تو دیا نے دیکھ لیا

اور پھر وہ اس سے ناراض ہوئی کے اس کے ہوتے اس نے وین کیوں لگوائی

اور پھر اس نے زبردستی

منہا کو پک اینڈ ڈراپ کرنا شروع کر دیا

اور اس مہینے میں اسے گاڑی میں خاموش بیٹھے وجود کی نظروں کی تپش کی عادت ہوگئی تھی

وہ کچھ نہ بھی کہے بنا بہت کچھ کہہ جاتا تھا

منہا کو اس کی خاموشی بھی باتوں سے بھری لگتی تھیں

آج وہ اداس تھی کہ کل سے شاید وہ اسے نہ دیکھ سکیں کیونکہ اس کے پاپا آج شام میں واپس آنے

والے تھے

وہ بجھے دل سے دیا کے ساتھ چل رہی تھی

وہ اپنی دوست کو نہیں بتا سکتی تھی کے وہ اس کے بھائی کے لیے فیلینگز رکھتی ہے وہ کیا سوچے گی اس کے بارے میں

اور اس کا بھائی کیا سوچے گا

تم اداس لگ رہی ہو منہا دیا جو مسلسل اس کی خاموشی کو محسوس کر رہی تھی آخر کار بول پڑی

نہیں بس تھک گئی ہوں

تھک تو میں بھی گئی ہوں

آج جا کر ریسٹ کریں گے کل بالکل فریش ہو گے اور تم تو اپنے ٹیسٹ کا رزلٹ دیکھ کر ڈبل فریش ہو جاؤ گی

ہاہا ہا اب اتنے بھی اچھے ٹیسٹ نہیں ہوئے میرے

وہ ایسے ہی باتیں کرتی ہوئی باہر آئیں

تو سامنے ہی ماہر کھڑا تھا

منہا کی نظر اس پر پڑی تو پلٹنا بھول گئی

بلیک جینز

پر وائٹ شرٹ پہنے اوپر بلیک جیکٹ پہنے

بالوں کو جیل سے سیٹ کیے

اسکی وجیہہ شخصیت منہا کے دل کی دھڑکن بڑھا گئی

وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ آکر سیٹ پر بیٹھی

اس کی آنکھوں میں پسندیدگی تو ماہر کو بھی نظر آگئی تھی

اور اس کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ نے احاطہ کیا

ماہر فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھا اور سیٹ بیلٹ باندھتے اس نے مرر میں دیکھا تو تبھی منہا کی غیر ارادی نظر اس پر پڑی

آج تو وہ اپنے جذبات کے آگے بے بس ہوئے جا رہی تھی کہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ خود کو ان آنکھوں میں دیکھنے سے روک نا پائی

اوو شٹ میں اپنی بک بھول آئی ہوں

بھائی میں بس دو منٹ میں آئی

اوکے

دیا کے جاتے منہا کو گھبراہٹ ہونے لگی ایک تو وہ اپنی حرکت پر شرمندہ تھی

اور اب پھر سے اسے ماہر کی نظریں خود پر محسوس ہو رہی تھی

ماہر جو کب سے منہا سے بات کرنے کا بہانا تلاش کر رہا تھا

وہ کسی بھی طور پر اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا تھا

منہا مجھے آپ سے بات کرنی ہے

منہا جو اپنی انگلیوں کو چٹخانے میں مصروف تھی

ماہر کے پکارنے پر چونکی

اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ وہ براہ راست مخاطب کریں گا

منہا نے پہلے ڈر کر باہر دیکھا کہی دیا تو نہیں آرہی پھر نظریں اٹھا کر سامنے

وہ دھک سے رہ گئی کہ وہ اتنی مگن تھی کہ پتہ ہی نہ چلا

کہ وہ بالکل اس کی طرف چہرہ کیے بیٹھا تھا

دیا کی فکر مت کریں وہ جلدی نہیں آئے گی

ماہر جو منہا کا بار بار باہر دیکھنا نوٹ کر چکا تھا

اسی لیے بولا

جج۔۔جی کیا کہنا تھا آپ نے

مجھے کیا کہنا تھا اس کا اندازہ تو آپ کو بخوبی ہوگا

نہیں تو نہیں مجھے کیسے اندازہ ہوگا منہا جو پہلے اداس تھی کہ وہ اسے کل سے شاید دیکھ نا سکے

اب بوکھلاہٹ کا شکار ہو رہی تھی اور بس چاہ رہی تھی کے دیا جلدی سے آجائیں

آئی سی لیکن مجھے تو لگا تھا شاید آپ میری نظروں میں چھپی اپنے لیے محبت محسوس کر چکی ہیں اسی لیے میرے دیکھنے پر آپ کے چہرے پر اتنے خوبصورت رنگ آتے ہیں

منہا تو ماہر کی اتنی بے باکی پر گنگ رہ گئی

ایسا کچھ بھی نہیں منہا نے جلدی سے اپنی صفائی دی

لیکن ایسا ہی ہونا چاہیے

میں اپنی محبت کی وجہ سے آپ کے چہرے پر یہ رنگ ہمیشہ دیکھنا چاہتا ہوں اور صرف اور اپنی وجہ سے

آپ کا انٹر ہو جائے پھر میں دیا اور ماما پاپا کے ساتھ رشتہ لے کر آؤ گا

آپ کو اس لیے بتا رہا ہوں کہ تب تک خود کو میری امانت سمجھے

اب اسے دھونس سمجھے محبت یا جنون یا کچھ بھی

آپ کی آنکھوں میں خود کے لیے پسندیدگی دیکھ چکا ہوں وہ اگر وہم بھی تھا تو اب میں ان آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھنا چاہوں گا

آپ کے پاس کچھ دن کا وقت ہے آپ سوچ لے اور پھر مجھے جواب چاہیے

تاکہ مجھے حوصلہ ہو کہ اس سفر میں اکیلا نہیں ہوں میں

اگر جواب نا میں بھی ہوا تو مجھے فرق نہیں پڑتا

پھر میں آپ کے انٹر کمپلیٹ کرنے کا بھی ویٹ نہیں کروں گا اور رشتہ لے آؤ گا

منہا تو حیرت سے اس پاگل شخص کو دیکھ رہی تھی اسے اندازہ تو تھا کہ

وہ اسے پسند کرتا ہے

لیکن کوئی ایسے اپنی پسند کا اظہار کرتا ہے

جو اظہار کم اور دھمکی زیادہ لگے

منہا کے چہرے پر تو سچ میں ماہر کی باتوں سے اتنے رنگ کھل گئے تھے جنہیں چھپانے کے لیے اس نے چہرا جھکا لیا

جس پر ماہر نے اپنی مسکراہٹ روکی

ویسے مجھے بیوی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والی چاہیے تھی

لیکن اب مجھے اندازہ ہوا ہے کہ اس لڑکی سے تو مجھے ہر بار نئے سرے سے عشق ہو جائیں گا جو یوں میری باتوں پر چہرا جھکا لے گی جس پر میری محبت کے اتنے پیارے رنگ آئیں ہو گے

منہا لاکھ چاہنے کے باوجود بھی کچھ نہیں بول پا رہی تھی

اسے لگ رہا تھا کہ وہ کبھی اس شخص کے سامنے بول نہیں پائے گی وہ اس کی باتوں کا جواب دینا چاہتی تھی لیکن ہمت نہیں ہو رہی تھی

لگ رہا تھا وہ بولے گی تو بولا نہیں جائے گا

اسی لیے خاموشی سے سر جھکائیں رکھا

اور ماہر تو اسے جی بھر کے نظروں کے رستے دل میں اتار رہا تھا

آپ ایسے شرماتی رہے گی تو انتظار مشکل ہو جائے گا

میرے جزبات بڑھ جائیں گے

ابھی وہ اور بے باکی دیکھاتا کہ دیا کار میں آکر بیٹھ گئی

مل گئی شکر بھائی چلیں میری وجہ سے منہا پہلے ہی لیٹ ہو چکی ہوگی

دیا کو اب منہا کی فکر تھی کیونکہ وہ ٹائم پہ آنے جانے والی بچی تھی اس کی نظر میں

پھر سارے راستے وہ اس کی نظروں کے حصار میں رہی پہلے جو وہ اس کے دیکھنے میں

نظریں پھیر لیتا تھا

آج ڈھٹائی سے دیکھ رہا تھا

اور منہا سوچ رہی تھی ابھی اس نے جواب نہیں دیا تو یہ حال ہے

اگر وہ جواب دے دیں تو یہ تو اور بے شرم ہوجائے گا جسے اپنی بہن تک کا خیال نہیں

شائستہ بیگم شاہ میر کے کمرے میں آئی تو وہ سو رہا تھا

شاہ میر اٹھو بیٹا

نہیں ماما سونے دیں

شاہ میر نے کروٹ بدلتے کہا

نہیں کوئی بہانا نہیں ایک تم کالج سے آکر سو جاتے ہو اور رات تک اٹھتے نہیں ہو

کچھ اپنی صحت کا خیال کرو

اور باہر سب کھانا کھانے لگے ہیں تم بھی ساتھ کھاؤ آج سب کے

باہر آجاؤ

ورنہ بات مت کرنا مجھ سے

شائستہ بیگم لائٹس اون کر کے باہر چلی گئی تو شاہ میر بیزاریت سے اٹھا

اب ان کا بھی چچا بھتیجا شو دیکھنے کا دل کر رہا ہوگا جو اتنے دن سے نہیں دیکھا تو میرا کیا قصور

وہ جو بنا شرٹ کے سویا تھا ایسے ہی منہ ہاتھ دھو کر باہر چلا آیا

وہ ڈائننگ ہال میں آیا تو سب کھانا شروع کرنے والے تھے

وہ آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا

شائستہ بیگم کی نظر پڑی تو وہ بس دانت کچکچا کر رہ گئی

وہ تو ابھی عمران صاحب نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا

انہیں پتا تھا کہ ابھی وہ کوئی بات کرتے پھر دونوں کی بحث ہونی تھی

اور ان کا کھانا اس کی ٹھا کی نظر ہوجانا تھا

اسی لیے پہلے وہ کھانا کھا کر پھر اس کی روٹین پوچھنے کا ارادا رکھتے تھے

لیکن جیسے ہی پانی کا گلاس لبوں سے لگاتے ان کی غیر ارادی نظر سامنے اٹھی تو

پیا ہوا سارا پانی منہ سے باہر آگیا

ایک دم سے انہیں کھانسی کا دورہ پڑا

ندا بیگم نے جلدی سے ان کی پیٹھ سہلائی لیکن انہوں نے ہاتھ سے روک دیا

تم جاہل کھوتے انسان کوئی شرم حیا ہے گھر میں جوان بہنیں ہیں اور تم بے شرموں کی طرح گھوم رہے ہو

میں پوچھتا ہوں جب پہننی ہی نہیں ہوتی تو ہر ہفتے میرا سر کیوں کھاتے ہو

پیسوں کے لیے

لیکن شاہ میر کے کان پر جو بھی نہ رینگی

وہ ویسے ہی کھانا کھاتا رہا جب کہ

میرب اور حنا منہ نیچے کر کے اپنی ہنسی چھپا رہی تھی

وہ ان کے ابو کے ساتھ جیسا بھی تھا لیکن ان کو کبھی بھائی کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی

وہ ان کا سگے بھائیوں سے بھی زیادہ خیال رکھتا تھا اور یہ بات عمران صاحب کو بھی معلوم تھی

لیکن وہ دونوں ایک دوسرے سے لڑنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے

آپ کھانا کھائیں بھائی میں اسے پوچھتی ہوں شائستہ بیگم نے ان کا غصہ کم کرنا چاہا

وہ بہت احساس تھی انہیں ڈر ہی لگا رہتا تھا کے بات بڑھ نہ جائے

لیکن ندا بیگم کو فرق نہیں پڑتا تھا انہیں پتا تھا

کہ ان کے شوہر بس گرج ہی سکتے ہیں برس نہیں اور جب تک وہ برسنے کا سوچتے ہیں تب تک شاہ میر ضرور کوئی ٹھا کردیتا اور وہ اپنا دل لے کر بیٹھ جاتے اور بات ختم

نہیں بھابھی مجھے ہی بات کرنے دیں دیکھیں کتنا بر شرم ہے

میں پاگلوں کی طرح بکواس کیے جا رہا ہوں اور اسے کھانے سے فرصت نہیں

فاقے کاٹ کے آیا ہے جیسے

لیکن شاہ میر کے پھر سے جواب نا دینے پر وہ تلملا گئے

گدھے کی اولاد آئندہ میں ایسے نا دیکھو تمہیں ورنہ آگ لگا دوں گا الماری کو پھر چاہے جیسے بھی گھومنا

لیکن شاہ میر آرام سے کھانا کھاتا رہا

وہ کچھ دیر تو اسے گھورتے رہے لیکن اس کے جواب نہ دینے پر کھانا شروع کرنے لگے

کہ جب انہیں شاہ میر کی آواز سنائی دی

آپ بولیں میں نے سنا اب میں بولوں گا اور آپ سنے گے

انہوں نے پلیٹ پیچھے کھسکائی اور اپنی آبرو آچکا کر اس کی طرف دیکھا جیسے بولنے کا اشارہ دیا ہو

تو آپ کی پہلی بات کا جواب ایسے گھومنے کا

تو جب سنڈے والے دن آپ صبح صبح دھوتی بنیان پہن کر پورے لان کا پوسٹ مارٹم کر رہے ہوتے ہیں تب آپ کو گھر میں جوان بیٹیوں گھر کی چھوڑے ہمسائیوں کی چھت پر کھڑی لڑکیوں سے شرم آتی میں تو پھر گھر میں ہوں

اس کی بات پر عمران صاحب کی آنکھیں غم اور غصے سے پھٹنے والی ہوگئی تھی

وہ سنڈے کو تین بجے تک سویا ہوتا تھا لیکن اس کی نظریں پھر بھی ان پر ہوتی تھی

اور ہر ہفتے میں اپنے باپ کے پیسوں میں سے اپنا حق لیتا ہوں

اور آپ نے میرے باپ کو گدھا بولا تو اس حساب سے آپ بھی

بکواس بند کرو عمران صاحب اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی دھاڑے

افففف پیارے چچا میں نے کب کی میں تو بس بتا رہا تھا نا

اور اب یہ کہ

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر آرام آرام سے چل کر ان کے پاس آرہا تھا

عمران صاحب بھی اپنی سرخ آنکھوں سے اسے گھور رہے تھے

شاہ میر نے ان کے پاس آکر آنکھ دبائی اور یہ میرے باپ کو گدھا کہنے کے لیے

ابھی وہ کچھ سمجھتے اس نے پانی کا جگ آٹھ آکر نیچے پھینکا

اور ٹھاکی آواز سے عمران صاحب اپنا دل لے کر بیٹھ گئے ابھی وہ اس سے نہیں سنبھلے تھے کہ شاہ میر نے کمرے کا دروازا ٹھاکر کے بند کیا تو انہیں لگاکہ اب وہ زندہ نہیں بچے گے

اور اب اسے باہر سے اپنی ماں کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں جنہیں وہ مکمل اگنور کرتا دوبارا سونے کے لیے لیٹ گیا

ان سب کی کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی

ہستے مسکراتے وقت کے گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا تھا

لیکن ان سب کے باوجود اگر کوئی اداس تھا تو وہ تھی منہا

جو اتنے دنوں سے ماہر کو دیکھ بھی نہ پائی

وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ بھی اسے پسند کرتی ہے

لیکن اتنے دنوں سے نہ ہی ماہر آیا اگر آیا بھی تو وہ پہلے چلی جاتی تھی اس لیے اسے دیکھ بھی نہ سکی

اب بھی وہ سب کلاس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے لیکن منہا ابھی بھی ماہر کے بارے میں سوچ رہی تھی

پتا ہے آج نیو ٹیچر آئیں گے

سر علی کالج چھوڑ گئے ہیں اور جب تک نیو ٹیچر نہیں آجاتا

تب تک یہ سر ہمیں پڑھائیں گے

منہا فجر کی بات پر چونکی

ایسے کونسے ٹیچر ہے جو کچھ دن کے لیے آئیں گے منہا نے حیرانگی سے پوچھا

سر کے کوئی پرانے سٹوڈنٹ ہیں وہ اسی لیے شاید

زیادہ مجھے کچھ نہیں پتا

اور آج لیکچرز کی ٹائمنگ چینج ہوئی ہے فرسٹ لیکچر ان کا ہوگا

دن ایک لیکچر فری ہوگا اس کے بعد دو لیکچر اور پھر بریک

اس کے بعد شاید کوئی لیکچر فری نہ ہو

اوووو چلو جو بھی ہو بس اچھا پڑھاتا ہو منہا کو بس اپنی پڑھائی کی فکر تھی اسی لیے اسے ٹیچر سے زیادہ اس کے پڑھانے کے طریقے سے مطلب تھا

ہاہاہا اور ہمیں ٹیچر سے کوئی سروکار نہیں کیوں کہ اینڈ ٹائم پہ ہم نے تم سے ہی تو پڑھنا ہوتا اور ہمیں تمھاری ہی سمجھ آتی ہے

ابھی وہ باتیں کر رہی تھیں کہ لیکچر سٹارٹ ہونے کی بیل بجی

السلام و علیکم سٹوڈنٹس

منہا جو بیگ سے پنسل نکالنے کے لیے جھکی تھی اس آواز پر ساکت ہوگئی

کتنے دن سے وہ اس آواز کو سننے کے لیے ترس گئی تھی

منہا نے جھٹکے سے سر اٹھایا

اور سامنے ماہر اکرام شاہ کو دیکھ کر

خوشی اور حیرانگی کی ملی جلی کیفیت میں اسے دیکھی گئی

آف وائٹ پینٹ کے ساتھ لائٹ گرین کلر کی شرٹ پہنے جس کی سلیوز کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھے

اور جیل سے بالوں کو سیٹ کیا ہوا تھا وہ اس وقت اتنا ہینڈسم لگ رہا تھا کہ منہا کا نظریں ہٹانا مشکل تھا

کلاس کا خیال کر کے ماہر نے ہی پہلے نظریں ہٹائی اور سٹوڈنٹس سے بات شروع کی

حیران تو دیا بھی ماہر کو دیکھ کر ہوئی تھی لیکن وہ جلد ہی سمجھ گئی

اس کی دوست اور بھائی جتنا بھی اس سے چھپانا چاہے لیکن وہ سب جانتی تھی

منہا کے سامنے جب وہ ماہر کی باتیں کرتی تھی اور اس کے چہرے پر جو خوبصورت رنگ آتے تھے انہیں پہلے تو وہ اگنور کر گئی

لیکن جب گھر وہ منہا کی کوئی بات کر رہی تھی اپنی ماما سے

اور جب اس کی نظر ماہر ہر پڑی تو وہ اس کے ذکر پر ایسے ہی مسکراتا رہتا

اور بعد میں وہ جان بوجھ کر دونوں کے سامنے ان کا ذکر کرتی

اور وہ دونوں سمجھتے تھے کہ کسی کو پتا ہی نہیں

ماہر جو کالج ختم ہونے کے بعد بھی ٹیچرز سے کونٹیکٹ میں تھا

ایک دن پرنسپل سے بات کرتے ہوئے اس نے دیا کی سٹڈیز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا

وہ اچھا پڑھتی ہے اب اس کے ٹیسٹ بھی پہلے سے اچھے ہو رہے ہیں

لیکن ابھی ایک ٹیچر کالج چھوڑ کر گیا ہے تو وہ نیو ٹیچر دیکھ رہے ہیں

بچوں کی پڑھائی کا حرج ہو رہا ہے اگر اس کی نظر میں کوئی ہے تو بتائیں

وہ جو اتنے دنوں سے منہا کو دیکھنا اس سے بات کرنا چاہتا تھا یہ موقع کیسے جانے دیتا

پھر اس نے سر سے کہا کہ وہ ابھی کچھ ٹائم فری ہے جب تک ٹیچر نہیں مل جاتا وہ لیکچر دے دے گا تاکہ بچوں کا حرج نہ ہو اور پرنسپل صاحب کو اور کیا چاہیئے تھا

اور اب وہ منہا اور دیا کی کلاس میں ان کو پڑھا رہا تھا

لیکچر کر آوور ہوتے ہی ماہر کلاس سے چلا گیا

دیا بھی اس سے بات کرنے کے لیے اس کے پیچھے بھاگی

اور اس کے بعد کچھ سٹوڈنٹس کلاس میں ہی رہے اور کچھ باہر گراؤنڈ کی طرف چلے گئے

فجر منہا رضا اور شاہ میر بھی گراؤنڈ کی طرف جانے لگے تو شاہ میر کو دیا کا خیال آیا

اس لیے وہ واپس کلاس کی طرف چلا گیا

اس نے دیا کو کلاس میں دیکھا وہ وہاں نہیں تھی

وہ اسے ڈھونڈتے ہوئے کوریڈور کی طرف آیا وہاں اس ٹائم ابھی کوئی نہیں تھا

وہ واپس جانے لگا تو اسے کسی کے بولنے کی آواز آئی

اسی لیے وہ آگے چلا گیا

شاہ میر کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گا اشتعال کی شدید لہر اس کے وجود میں سرایت کر گئی

کیونکہ سامنے دیا کلاس ٹیچر کے گلے لگی ہوئی تھی

اس ٹیچر نے اسے کندھوں سے پکڑ کر پیچھے کیا اور اپنے ایک ہاتھ سے اس کے بال بگاڑے اور وہ دونوں ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے

اس کے بعد ٹیچر نے کچھ کہا اور وہاں سے چلا گیا

دیا جو ماہر کے پیچھے جارہی تھی اس سے پہلے وہ سٹاف روم میں جاتا اس آواز دے کر روک لیا

بھائی رکیں مجھے بات کرنی ہے

دیا یہاں بھائی نہیں سر ہوں ماہر جو دیا کی آواز پر رکا تھا اسے ٹوکے بغیر نہیں رہ سکا

ادھر آئیں بات کرنی ہے

دیا اس کا ہاتھ پکڑ کر کوریڈور کی طرف لے آئی

اب بتائیں یہاں آنے کی وجہ

تو ماہر نے سر کی اور اپنی بات بتا دی

اوووو مطلب یہ صرف سر کی وجہ سے ہے

Of course

بیٹا جی

بھائی جھوٹ مت بولیں

کیا مطلب کیسا جھوٹ ماہر سچ میں اس کی بات پر حیران ہوا تھا

آپ یہاں منہا کی وجہ سے نہیں آئے

ماہر دیا کی بات پر گڑبڑا گیا

کیا مطلب

بھائی ایسے نا کرے نا یار

مجھے سچ سچ بتا دے اور اسے بھی

پتا اتنے دنوں سے کیسی شکل بنا کر پھر رہی تھی۔اور آج آپ کو دیکھنے کے بعد پاگلوں کی طرح مسکرائے جا رہی ہے

دیا نے منہ بنا کر کہا

ماہر کو بھی پتا تھا کہ اب وہ چھپا نہیں پائے گا اور وہ چھپانا بھی نہیں چاہتا تھا

تو تم نہیں چاہتی کے تمہاری دوست تمہاری بھابھی بن جائے

سچ بھائی

مچ بھائی کی ڈان

یا ہووو

دیا نے خوشی سے جمپ کر کے ماہر کے گلے لگ گئ

اس سے اپنی خوشی سنبھل ہی نہیں رہی تھی

جب ماہر نے اسے کندھوں سے پکڑ کر پیچھے کیا

اور اب گڑیا یہ بات اس کے سامنے نا کرنا

ورنہ وہ تمہارے بھائی سے کوئی بات نہیں کرے گی

اوکے ماہر نے دیا کے بال بگاڑتے ہوئے کہا

اور وہاں سے چلا گیا

دیا جو ماہر اور اپنی دوست کو ایک ساتھ سوچ رہی تھی اپنی کلائی کو زور سے کھینچنے پر مڑی

شاہ میر جو غصے سے جانے لگا تھا لیکن اس ٹیچر کے جاتے ہی دیا کی طرف بڑھا

اور اس کی کلائی کو اپنی مضبوط گرفت میں لیے

سٹور روم کی طرف جانے لگا

شاہ میر کیا کر رہے ہو پاگل ہو گئے ہو

You are hurting me

Leave my hand psycho man

دیا اپنی کلائی چھڑواتے ہوئے دبی دبی آواز میں چیخی لیکن شاہ میر ایک بھی سنے بغیر سٹور روم میں داخل ہوا

اور زور سے کلائی کو جھٹکا دے کر دیا کو دیوار سے لگایا

اور خود مڑ کے دروازا لاک کرنے لگے

دیا جو اپنے سر کے اتنے زور سے دیوار سے لگنے پر یہی سمجھ رہی تھی کہ ضرور پھٹ گیا ہوگا دروازا لگانے کی آواز پر با مشکل چکراتے سر کو سنبھال کر

سامنے دیکھا

اور شاہ میر کو دروازا لگاتے

دیکھ اس کی طرف بڑھی

یہ کیا کر رہے ہو باہر سب کیا سوچے گے شاہ میر دروازا کھولو

ابھی وہ کچھ کہتی کہ شاہ میر نے زور سے دیا کا جبڑا اپنے ہاتھ میں دبوچا اور اسے دیوار سے پن کر دیا

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئے ایسی گھٹیا حرکت کرنے کی ہاں

شاہ میر اپنی سرخ آنکھیں لیے دیا پر اتنی زور سے دھاڑا کے خوف سے اس کا رنگ سفید پر گیا

کی--کی-کیا مطلب ش--ا--ہ می--ر

لیکن پھر بھی ہمت کر کے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اس سے پوچھنے کی کوشش کی

شیٹ اپ دل تو میرا کر رہا ہے جن باہوں کا ہار تم نے اس گھٹیا شخص کے گلے میں ڈالا تھا ان باہوں کو ہی کاٹ دوں یا اس شخص کا گلا

ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری یہی سوچ لیتی کہ وہ ٹیچر ہے

یا تم سچ میں پاگل ہو جو تمہیں میری آنکھوں میں میرے انداز سے یہ بات پتہ نہیں چلی کے میں کتنی محبت کرتا ہوں تم سے

نہیں شاہ میر ایسا کچ۔۔کچھ نہ۔۔نہی۔۔نہیں ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے

دیا نے اپنے ہاتھ کو شاہ میر کے چہرے پر رکھتے ہوئے اسے بتانا چاہا لیکن شاہ میر نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا

Don’t touch me damn it

ابھی کوریڈور میں جو دیکھا کیا وہ جھوٹ تھا ہاں

بولو

شاہ میر نے اپنے ہاتھ کا مکہ بنا کر دیا کے کان کے پاس دیوار میں مارا

آہ ہ ہ دیا کی ڈر سے ایک دم چیخ نکل گئی جس کا گلا شاہ میر نے اپنا ہاتھ رکھ کر دبا دیا

تمہیں سچ میں میری محبت محسوس نہیں ہوئی دیا

آواز میں ایک دم سے بے بسی شامل ہوگئی اور شاہ میر نے اپنا ماتھا دیا کے ماتھے کے ساتھ ٹکا دیا

میں نے تو سنا تھا عشق سچا ہو تو اس کی تپش محبوب تک ضرور پہنچتی ہے

پھر کیوں دیا تمہیں کیوں محسوس نہیں ہوا

ابھی دیا کچھ کہتی کہ وہ ایک دم سے پیچھے ہٹا اب چہرے پر سنجیدگی تھی جو بے بسی اور تکلیف آواز میں کچھ پل پہلے تھی اب کہی نہیں تھی اگر تم نے یہی سب کرنا تھا تو باہر کر لیتی اگر میرے علاؤہ کوئی دیکھ ابھی شاہ میر کا جملا پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ دیا کا ہاتھ اٹھا اور شاہ میر کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا

بھائی ہے وہ میرا جاہل انسان بھائی ہے میرا

دیا جو شاہ میر کو سمجھانا چاہتی تھی کہ اسے غلط فہمی ہوئی ہے

لیکن اس کی اگلی باتوں پر اس کا دل کر رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے وہ

اسے کتنا گھٹیا سمجھ رہا تھا

اس سے وضاحت تک نہیں مانگی بس اپنی سنائے جا رہا

تھا

شاہ میر نے دیا کی بات پر شاکی نظروں سے اس کی طرف دیکھا

وہ اپنی جنونی طبعیت کی وجہ سے کتنا غلط کر چکا تھا

دیا-- وہ میں

ابھی وہ بات مکمل کرتا کہ دیا نے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر دھکا دیا اور باہر کی طرف بڑھی

دیا کے دھکا دینے سے شاہ میر لڑکھڑایا لیکن سنبھل کر دیا کے پیچھے لپکا

نہیں میری بات سنو

شاہ میر نے بازو پکڑ کر اسے روکنا

چاہا

نہیں مجھے تم جیسے شخص کی کوئی بات نہیں سننی جسے ایک منٹ میں میرا کردار خراب لگنے لگا

ایم سوری دیا پلیز یار سمجھو نہیں دیکھ سکتا تمہیں کسی کے ساتھ

نہیں کر سکتا میں یہ بات برداشت کہ کوئی تمہاری طرف دیکھے بھی

یہاں تو میں جانتا بھی نہیں تھا کہ تمہارا اور اس کا رشتہ کیا ہے

مطلب کل کو پھر سے کسی کے ساتھ دیکھو گے تو پھر شک کرو گے

تم غلط سمجھ رہی ہو

ایسا کچھ نہیں

ایسا ہی ہے آج تو یہ میرا بھائی تھا اگر کل کو دیکھو گے

تو پھر

تو پھر یہ کہ ایسی نوبت میں آنے نہیں دوں گا

اگر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ میں یہ کہو گا کہ میری بیوی غیر مردوں کی باہوں کا ہار بنے

اور میں خاموشی سے دیکھتا رہوں تو ایسا کچھ نہیں ہے

پہلے

تو میں انہیں تو جہنم واصل کرو گا ہی لیکن تمہیں بھی قید کر دوں گا کیونکہ تمہیں مارنے کا حوصلہ نہیں ہوگا

اب غلط فہمی ہوئی اور معافی مانگ رہا ہوں

دیا تم بیوی ہوگی میری اور میاں بیوی کا رشتہ ہر رشتے سے مضبوط ہوتا ہے

غصہ ہو سکتا ہے جلن بھی شک نہیں ہو سکتا اب بھی جلن اور حسد ہی تھی تم میری محبت ہو صرف اس وقت تم جانے کا کہو گی تو کس حق سے روک لیتا تمہیں میں

تم اگر آج کہہ دیتی کے تم سچ میں کسی اور کو چاہتی ہو تو میں چیختا چلاتا لیکن کیا تمہیں روک پاتا

تم وہ بے بسی محسوس نہیں کر سکتی جو میں نے تمہیں یہاں لانے تک محسوس کی اگر تم کہہ دیتی تو

میں جیتے جی مرجاتا یار

مجھے نہیں سمجھ آرہا کی کیسے سمجھاؤں کیسے یقین دلاؤ کے شک نہیں تھا

بس یہی کہو گا کی

I can’t leave you babe girl

If he weren't your brother and you say you love him, I would probably lose my heartbeat today, not just my love

اگر وہ تمہارا بھائی نہ ہوتا اور تم کہتی کہ تم اس سے محبت کرتی ہو تو آج میں صرف اپنی محبت ہی نہیں (شاید دھڑکنیں بھی کھو دیتا)

تم محبت ہو دھڑکن ہو

سوچو محبت چلی جاتی تو دھڑکنوں کا کیا فائدہ رہتا

وہ دم سادھے اس کی گھمبیر آواز میں ہوئی سرگوشیوں کو سن رہی تھی

وہ ایک دم سے ساکت ہو گئی جب شاہ میر نے اپنا چہرا اس کی گردن میں چھپایا تو اسے نمی محسوس ہوئی کیا وہ رو رہا تھا

پھر اسے سسکی کی آواز سنائی دی اب اس سے اپنی ٹانگوں پر کھڑا رہنا محال لگ رہا تھا

جب شاہ میر نے اپنا چہرا اوپر اٹھایا اور دیا کی آنکھوں میں دیکھا

شاہ میر کی آنکھیں اس وقت ضبط کرنے کے چکر میں سرخ انگارا ہو رہی تھی

دیا کو ان سے خوف محسوس ہوا اس نے شاہ میر کے کندھوں کا سہارا لے کر خود کو گرنے سے بچایا

شاہ میر نے تھوڑا سا جھک کر دیا کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا اور کافی وقت ویسے ہی کھڑا رہا پھر وہ بنا رکے وہاں سے نکلتا چلا گیا اور پیچھے دیا اس کے لمس پر پتھر بنی کھڑی رہ گئی

منہا ابھی واش روم سے باہر آرہی تھی کہ کسی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے کھینچ کر سائیڈ پر لے گیا

منہا نے کافی مزاحمت کی خوف سے اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنا شروع ہوگئے

لیکن لانے والا جو بھی تھا اب دیوار سے پیٹھ لگا کر کھڑا ہوگیا

اور منہا کی پیٹھ اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی

وہ اب بھی مزاحمت کر رہی تھی

جس کا پیچھے والے پر کوئی اثر نہیں ہورہا تھا

منہا کو اپنی گردن ہر کسی کی گرم سانسوں کی تپش محسوس ہوئی جیسے وہ اس کی خوشبو کو محسوس کر رہا ہے

اس بات پر اس نے اپنے چہرے پر رکھے ہاتھ پر ناخن مارنا شروع کیے لیکن پیچھے والا شاید بہت ڈھیٹ تھا ویسے ہی کھڑا رہا

اس نے منہا کے بال گردن سے ایک سائیڈ پر کر کے

منہا کے کان میں سرگوشی کی

ماہر کی سرگوشی سن کر اس کے مزاحمت کرتے ہاتھ تو رک گئے لیکن

اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا اور وہ کچھ نہ کر پاتی اپنی بے بسی سوچ کر منہا نے بے آواز رونا شروع کر دیا

ماہر نے جب اپنے ہاتھ پر آنسوؤں گرتے محسوس کیے تو

چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اسے کندھوں سے تھام کر چہرا اپنی طرف کیا

منہا اب بھی سر جھکائے رونے میں مصروف تھی

یہ تو نہیں کہو گا کہ رو نہ میں نے مزاق کیا تھا

شاید ہیرو بننے کے چکر میں زیادہ ہوگیا

فرسٹ ٹائم تھا نہ تو سمجھ ہی نہیں آیا

ماہر نے اپنے شرمندگی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہا

منہا ابھی بھی رو رہی تھی ماہر نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے نزدیک کیا

اور اسے گلے لگا کر اس کی پیٹھ سہلانے لگا

ہششش چپ کر جاؤ یار اب مجھے بہت برا لگ رہا

سوری مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا

منہا جسے اب اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تھا ایک دم سے پیچھے ہونے لگی کہ

ماہر نے اس کی کمر میں دونوں ہاتھ باندھ کر اسے لوک کر دیا

ماہر چھوڑیں مجھے بات نہیں کرنی آپ سے

منہا نے غصے اور شرم کی ملی جلی کیفیت میں ماہر کے بازوں ہٹاتے ہوئے کہا

جس پر ماہر نے گرفت اور مضبوط کر دی

پہلے میرے اس دن کے سوال کا تو جواب دیتی جائیں

آپ نے تو کہا تھا کہ آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا جواب جو بھی ہو

کرنی تو آپ نے اپنی مرضی ہی ہے نا

جی بالکل لیکن فرق صرف نا کو سن کر نہیں پڑے گا کیونکہ شادی تو میں آپ سے ہی کرنے والا ہوں

لیکن ہاں سن کر بہت فرق پڑے گا

ماہر نے منہا کی طرف جھک کر شوخی سی کہا

ہاں سن کر کیوں پڑے گا منہا نے ہمت کر کے نظریں اوپر اٹھا کر پوچھا

لیکن زیادہ دیر وہ ان لو دیتی نظروں میں دیکھ نا پائی اور نظرے جھکا لی

ماہر کے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ نے احاطہ کیا

یہ آپ پہلے ہاں بولے پھر بتاتا ہوں

تو اب کریں ہاں

تو پھر آپ مجھے جانے دے گے

جی بالکل

جلدی بولے اس سے پہلے کوئی آجائے

ماہر کی بات پر منہا نے گھبرا کر جلدی سے ہاں بول دیا

مجھے منظور ہے

آپ جب مرضی رشتہ لے آئے

منہا کی بات پر ماہر نے جھک کر اس کے ماتھے اور آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑا

ابھی کے لیے اتنا ہی

باقی قبول ہے کے بعد

منہا جو ماہر کے عمل سے ایک دم سے لڑکھڑا گئی تو اس نے ماہر کے بازوں پکڑ کر خود کو بچایا اور اب وہ سرخ چہرہ لیے شاکی نظروں سے ماہر کو دیکھ رہی تھی

منہا کے ایسے دیکھنے پر ماہر نے آنکھ دبائی

یہ چہرہ غصے سے لال ہوا ہے کیا کے میں نے پینڈنگ میں کر دیا

مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ابھی وہ پھر سے جھکتا کہ منہا نے ماہر کو دھکا دے کر وہاں سے بھاگنا چاہا

ماہر نے اس کے بھاگنے پر ہلکا سا قہقہ لگایا

اور منہا کا بازو پکڑ کر کھینچا کے جس سے اس کی پیٹھ

ماہر کے سینے سے ٹکرائی تو وہ اپنا سانس تک روک گئی

میں سوچ رہا ہوں کہ ان پیپرز کے بعد نکاح

اور نیکسٹ کے بعد رخصتی رکھ لیتے ہیں

کیا خیال ہے

می۔۔میرا ایسا کوئی خیال نہیں آپ زیادہ مت پھیلیں

اور اپنی کہنی ماہر کے پیٹ میں مار کر بھاگ گئی

افففف ظالم لڑکی

اس کے جانے کے بعد ماہر دلکشی سے مسکراتا ہوا سٹاف روم کی طرف چلا گیا

فجر جو بیٹھی اپنے نیکسٹ لیکچر کا پڑھ رہی تھی اب رضا کی حرکتوں سے اس کا دماغ گھومنے والا تھا

کبھی وہ پین سے اس کے رجسٹر پر کچھ بنانے لگ جاتا

اور کبھی اپنی دو انگلیوں کو چلاتے ہوئے لاتا اور بک پر رکھے فجر کے ہاتھ سے ٹریس کرتا اس کے سر تک جاتا اور وہاں تھپڑ مار کر واپس آتا

اور پھر ہاتھ پر آکر وہی عمل کرتا

اور فجر کے کوئی جواب نا دینے پر اس کی پیچھے بیٹھ کر اس کے بالوں کے ساتھ کھیلنے لگتا

اس کے کرلی بالوں میں رنگ کی شیپ والے چپس ڈال دیتا

لیکن فجر بھی ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی اور اب تو اس کے صبر کا اینڈ ہوگیا تھا جب رضا نے

اس کے پین کا آپریشن کرتے ہوئے اسے کھولا لیکن پیچھے سے اس سے نہی کھل رہا تھا تو اس نے زور لگایا تو وہ دو حصوں میں ہو گیا

اور پین سے نکلنے والی انک فجر کر چہرے اور بک پر گر چکی تھی

اب وہ خونخوار نظروں سے رضا کو گھور رہی تھی

دیک۔۔دیکھو فا۔۔فاا۔فجر میری معصوم چڑیا یہ تمہارا پین ہی خراب تھا

میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا

فجر کے اتنے خوفناک تاثرات دیکھ کر رضا گڑبڑا گیا

تم چھچھوندر کہی کے اب بچو میرے ہاتھوں

فجر ایک دم سے اٹھ کر اس کی طرف بھاگی

فجر کے اپنی طرف آنے پر رضا بھی گرتا پڑتا وہاں سے بھاگا

کیونکہ وہ اس وقت کسی چڑیل سے کم نہیں لگ رہی تھی

نہیں---بچاو فجر سوری یار غلطی سے ہوا

غلطی جنگلی انسان

تم خود ایک بہت بڑی غلطی ہو

آج آجاؤ ذرا میرے ہاتھ

یہ غلط بات ہے فجر جب میں چاہتا ہوں تم میرے ہاتھ آجاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تب تم آتی نہیں

اب جب میں نہیں چا رہا تو یہ زبردستی ہے یار رضا نے بھاگتے ہوئے پیچھے دیکھ کر کہا

تم بتمیز جاہل چھچھوندر رکو

ابھی وہ آگے بھاگتا کے رضا کا پاؤں ٹکرایا اور وہ دھڑام سے نیچے گرا

ہاہاہاہا

بہت اچھا ہوا

فجر نے وہاں کسی کی گری ہوئی پانی کی بوتل اٹھائی رضا جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا

اس کے پاس جاکر اس کے چہرے پر وہ پانی گرا دیا

اور جب تک وہ سمجھتا فجر نے وہاں سے مٹی اٹھا کر اس کے گیلے چہرے پر لگا دی

ابھی وہ اٹھ کر بھاگتی کہ رضا نے ہاتھ پکڑ کر روک لیا

پہلے وہ خود کھڑا ہوا

ساتھ فجر کو بھی کو بھی کھینچ کر کھڑا کیا دیکھو رضا میں چھوڑو گی نہیں

ابھی وہ کملہ مکمل کرتی کے رضا نے مٹی والی گال فجر کی گال سے لگا کر زور سے رگڑ کے ساری مٹی اس کے منہ پر لگا کر بھاگا

کہ فجر نے اس کے سر کے بالوں سے پکڑ لیا

تمہیں ذرا شرم نہیں

بال چھوڑوں فجر میں گنجا ہوجاو گا

میں تمہیں آج گنجا کر کے ہی چھوڑوں گی

فجر سمجھو یار سب میری بیوی کو کہے گے اس کا شوہر گنجا ہے

جب اسے تم جیسا شوہر مل گیا تو گنجا ہو یا پاؤں تک زلفوں والا اس کا نصیب پھوٹ چکا

فجر کی بات پر رضا نے بھی اس کے بال پکڑ لیے تو ٹھیک ہے

تمہارے بارے میں بھی یہی خیال ہوگا سب کا

ابھی وہ دونوں ایک دوسرے کے بال کھینچ رہے تھے کے دیا نے آکر چھڑوایا

تم دونوں

کیوں جنگلیوں کی طرح لڑ رہے ہو

اس نے پہلے تنگ کیا مجھے

اس نے پہلے بال کھینچے میرے

چپ کر جاؤ دونوں اور جا کر حلیہ درست کرو لیکچر سٹارٹ ہونے والا ہے

ہنہہ جاہل چھچھوندر انسان

اور تم چوں چوں کرنے والی چڑیا

دفع ہو جاؤ دونوں یہاں سے دیا کے چلانے پر وہ دونوں وہا ں سے نو دو گیارہ ہوگئے

چھٹی تک شاہ میر نے بہت بار بات کرنے کی کوشش کی لیکن دیا نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا

وہ محبت کرتا تھا یہ بات دیا مانتی تھی لیکن جو اس نے شک کیا

ابھی اسے غصہ تھا اس بات پر

شاہ میر کو اپنی بیوقوفی اور دیا پر بھی اب غصہ آرہا تھا

شائستہ اور ندا بیگم حنا ارو میرب کے ساتھ شاپنگ گئی ہوئی تھی

وہ گھر آیا تو اسنے اردگرد دیکھا تو اندازہ ہوا شاید کوئی گھر نہیں

لیکن وہ جب تک روم میں جاتا عمران صاحب کچن میں سے پانی لیتے باہر آرہے تھے

نہ سلام نی دعا بیٹا تمہارا مسلمان گھرانے سے ہی تعلق ہے نا

بے شرموں کی طرح منہ اٹھا کر جا رہے ہو

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی اس وقت شاہ میر نے ان کی طرف دیکھ کر جواب دیا تو

اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر اور ان میں نمی دیکھ کر وہ گھبرا گئے

کیا ہوا ہے تمہیں وہ ایک دم سے دھاڑے نشہ وشہ کر کے آئے ہو کیا

پیار سے تو وہ پوچھ نہیں سکتے تھے اور انہیں پتہ تھا کہ وہ ایسی حرکت نہیں کر سکتا لیکن اب کسی بہانے پوچھنا بھی تھا نا

لیکن شاہ میر ان کی بات کا جواب دیے بنا روم میں چلا گیا اور پھر ٹھا سے دروازا بند کیا

اور اس بار عمران صاحب کو اپنے دل سے زیادہ بھتیجے کی فکر تھی

انہوں نے جلدی سے گلاس وہی رکھا

اور رضا کے گھر کال ملائی

پتہ چلا کہ

وہ ابھی تک گھر نہیں آیا

تو انہوں نے جلدی سے کالج پرنسپل کو کال کی

السلام وعلیکم

عمران شاہ بات کر رہا ہوں

جی جی بولے بولے آپ کیا کہنا ہے سر

آج میرے بھتیجے سے کسی نے لڑائی کی ہے کالج میں کوئی جھگڑا ہوا ہے کیا

جی نہیں کالج میں تو کوئی جھگڑا نہیں ہوا شاید سٹوڈنٹس کی آپس میں کوئی بات ہوئی ہو تو میں نہیں جانتا

میری بات کان کھول کر سنو پرنسپل اگر کسی نے میرے بھتیجے کو کچھ کہا ہوا نا تو تمہارے کالج کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا

فون بند کر کے وہ اپنے کمرے کی طرف دوڑے

عمران صاحب کو پیسے کمانے کا شوق تھا ہر بار کاروبار شروع کرتے لیکن ہر بار نقصان ہو جاتا

اسی لیے وہ پیسے کمانے کی ہر ممکن کوشش کرتے جس کی وجہ سے وہ خاندان کی نظروں میں لالچی بن گئے

اور جب بھائی کی وفات ہوئی تو ان کے دل میں ایسی بات نہیں تھی پر خاندان والوں کا کہنا تھا کہ انکی بھابھی نئی شادی کر کے گی اور ساری دولت ساتھ لے جائے گی تو وہ خود سنبھال لے

ان کے دل میں وقتی لالچ آبھی گیا تھا

لیکن بعد میں انہیں اپنی سوچ پر شرمندگی ہوئی

وہ اپنی بیوی اور بیٹیوں کی شائستہ بیگم اور شاہ میر سے محبت دیکھ چکے تھے تو انہیں افسوس ہوا کہ

ان کا تو شاہ میر سے خونی رشتہ ہے تو وہ ایسے کیسے سوچ سکتے ہیں

لیکن انہوں نے اپنے دل ایمانداری کی گواہی کسی کو دینا ضروری نہیں سمجھا

وہ جلدی سے چابی لے کر شاہ میر کا دروازا کھول کر داخل ہوئے تو انہیں لگا کسی نے انکا دل میٹھی میں بند کر دیا ہو

وہ نیچے زمین پر بیٹھا اپنے دونوں ہاتھ ٹانگوں کے گرد لپیٹے منہ چھپائے بیٹھا تھا

اوئے شاہ میر پتر

وہ جلدی سے اس کے پاس آئے اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا تو اس کی سوجی آنکھیں دیکھ کر ہول گئے

بتا اپنے چاچے کو کس نے میرے شیر کو کچھ کہا ہے

شاہ میر ایک دم سے ان کے گلے لگ گیا

چاچو غلطی میری تھی میں اسے ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا شک بھی نہیں کیا

لیکن پتا نہیں غصے میں کچھ پتہ نہیں چلا

میں اسے نہیں کھونا چاہتا چاچو

عمران صاحب اس کی بات سمجھ کر ہولے سے مسکرا دیے دل سے بوجھ ہلکا ہوگیا

ان کا بھائی بھی تو ایسا ہی تھا

کچھ نہیں ہوتا تیرا چاچو اسے لے آئے گا اور منانے کے طریقے بھی بتائے گا اب آٹھ یار اوپر بیٹھ

اسے بیٹھا کر وہ کچن میں گئے اور فرج میں سے سینڈوچ اور دودھ نکال کر اس کے لیے لے آئے اور کچھ تو آتا نہیں تھا بس گرم کر سکتے تھے

پھر شاہ میر کے نا نا کرنے کے باوجود اسے زبردستی کھلا کر ساتھ

میڈیسن بھی کھلا دی

اور دروازا لگا کر سونے کی ضرورت نہیں

قور پھر خود کی ہی بات کی نفی کرتے ہوئے بولے

دروازا چھوڑوں تم سو جاؤ میں یہی ہوں

آپ جائے یار نیند نہیں آئے گی

سوتے ہو یا تمہاری ماں کو بتاؤ پھر اور شاہ میر ان کی بات پر بنا بحث کیے سو گیا

جب انہیں اس کے سونے کا یقین ہوا تو روم سے باہر آ گئے

انہیں ڈر تھا کے وہ خود کو کوئی نقصان نا پہنچا لے وہ اس کی جنونی طبعیت سے اچھے سے واقف تھے

شاہ میر نے اتنے دن دیا کو منانے اس سے بات کرنے کی بہت کوشش کی

لیکن وہ اس سے بات تو دور دیکھنا بھی گوارا نہ کرتی

جہاں شاہ میر ہوتا وہاں سے اٹھ کے چلی جاتی

یہ بات اب منہا فجر اور رضا نے بھی نوٹ کی

تمہارے اور شاہ میر کے درمیان کچھ ہوا ہے کیا

دیا اور منہا جب اکیلی تھی تب منہا نے پوچھا

نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں

دیا نے ٹالنا چاہا

تم نہیں بتانا چاہتی وہ الگ بات ہے ورنہ سب یہ بات نوٹ کرتے ہیں جب شاہ میر کے بات کرنے پر تم اٹھ کر چلی جاتی ہو

میں تمہاری دوست ہوں کوئی پریشانی ہے تو تم جب مرضی شئیر کر سکتی ہو

دیا کچھ دیر خاموشی سے سوچتی رہی

وعدہ کرو کسی کو بتاؤ گی نہیں

خاص کر فجر کو اس کے پیٹ میں کوئی بات نہیں بچتی

تمہیں ایسے لگتا ہے دیا کہ میں تمہاری باتیں بتاؤ گی کسی کو

نہیں یار ایسا نہیں لیکن میں بس یہ چاہتی ہوں کسی کو پتہ نا چلے

اچھا ٹھیک ہے اب بتاؤ

پھر دیا نے شاہ میر سے ہوئی سب باتیں اور اس دن والا سارا قصہ سنا دیا

اور مہنا بیچاری منہ کھولے سن رہی تھی

حد ہے یار تم نے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا

اسے چھوڑو یہ بتاؤ اب میں کیا کرو

دیکھو دیا غلطی ہوئی اور اس نے معافی بھی مانگ لے

جہاں تک میں سمجھتی ہوں مرد اگر کسی عورت کے سامنے جھکتا ہے تو مطلب وہ اسے سچ میں بہت پیار کرتا ہے

اس نے جو بھی کیا تم بات نا کر کے بدلہ لے لیا نا

اب دوستی کر لو اس سے ناراضگی ختم کرو یار

ٹھیک ہے کر لوں گی

لیکن اس کی مجنوں والی شکل دیکھ کر مزا آتا ہے

ہاں اور جس دن وہ مجنوں بھڑک گیا نا پھر دیکھنا

ایوے ہی دیا نے ناک سے مکھی اڑائی

جی بالکل اندازہ ہوگیا آپ کی کہانی سن کر

ہاں تب تو میں کنفیوز ہو جاتی تھی ویسے بھی وہ بڑا ہے

بڑوں کی عزت کرنی چاہیے

ہاہاہاہا

دیا کی بات پر منہا نے قہقہہ لگایا اور یہ عزت تم ہمیشہ کرنے والی ہو

منہا کی بات کا مطلب سمجھ کر دیا نے خجالت چھپانے کے لیے بات بدل دی

وہ سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ جب شاہ میر آیا اسے امید تو تھی کہ دیا اٹھ کر چلی جائے گی

لیکن وہ ویسے ہی بیٹھی رہی تو اسے خوشگوار حیرت ہوئی

جو کے اس کے چہرے سے واضح محسوس ہو رہی تھی

تب شاہ میر دیا سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا

تم کہا تھے رضا نے شاہ میر کو دیکھ کر پوچھا

کہی نہیں آفس گیا تھا

اوووو

خیر ہے آج نواب صاحب کے چہرے کی مسکراہٹ ہی کم نہیں ہو رہی

رضا نے شاہ میر کے مسلسل مسکرانے پر چوٹ کی

جس پر شاہ میر نے اسے گھوری سے نوازا

لیکن ایک دم شاہ میر کی آنکھوں میں چمک آئی تو وہ رضا کی طرف متوجہ ہوا

ہاں نا بلکل وہی وجہ ہے .جو تمہاری ہے

شاہ میر نے طنز کیا جو رضا اور باقی سب کو تو سمجھ نا آیا

کیا مطلب میری ایسی کونسی وجہ رضا نے لاپرواہی سے سموسہ کھاتے ہوئے جواب دیا

یار وہی وجہ نا جس کے ناراض ہونے پر تمھارے چہرے کی بتی گل ہو جاتی ہے اور بولنے پر یہ بتیسی اندر ہی نہیں جاتی

اور جس کی وجہ سے میں بھی اب نظر نہیں آتا شاہ میر ابھی اور گل افشانی کرتا کہ رضا کو شدید قسم کا پھندا لگا

اور فجر بھی یک دم سے گڑبڑا گئی

بکواس مت کر

ایسا کچھ نہیں ہے

رضا نے سانس بحال کرتے اسے ٹوکا

لیکن وہ شاہ میر ہی کیا جو بعض آجائے

مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے

کیوں فجر

شاہ میر کے فجر کو مخاطب کرنے پر وہ بیچاری گڑبڑا گئی

کی۔۔کیا مطلب مجھے کیسے پتا

تمہیں بھی نہیں پتا مجھے لگا تم سارا دن ساتھ ہوتی ہوگی تو اس کی ایکٹیویز پر دھیان بھی ہوگا

شاہ میر نے تاسف سے سر ہلایا جیسے بہت دکھ ہوا ہو اسے

نہیں تو میں کب سارا دن ساتھ ہوتی ہوں بس جب کبھی لیکچر فری ہو

یہ بھی ہے

ویسے فری ٹائم ہی سارا ٹائم نہیں ہوتا کیا اب کلاس میں بھی ساتھ بیٹھنا تھا کیا

شاہ میر کی زبان جو اتنے دنوں سے بند تھی

آج سارے دنوں کی کسر پوری کر رہی تھی اور رضا کا بس نہیں چل رہا تھا کے اس کا گلا دبا دے

مجھے اسائمنٹ کا پوچھنا تھا ٹیچر سے فجر نے تو وہاں سے بھاگنا ہی ضروری سمجھا

اور مجھے تیری یہ شکل نہیں دیکھنی جارہا ہوں کرتا رہ بکواس

ہاہاہا کیوں تمہیں بھی ٹیچر سے اسائمنٹ کا پوچھنا ہے

لیکن رضا نے جواب دینا ضروری نا سمجھا

ان دونوں کے جانے کے بعد وہاں تو خاموشی ہی چھا گئی

منہا نے سر اٹھا کر دیکھا تو دونوں کو اپنے اپنے ہاتھوں کو گھورتے پایا

وہ چاہتی تھی کہ وہ دونوں آپس میں بات کریں اس لیے وہاں سے چپکے سے اٹھ کر چلی گئی

شاہ میر نے منہا سے بات کرنے کے بہانے جیسے ہی سر اٹھایا منہا تو نہیں تھی

لیکن دیا سر جھکائے ضرور بیٹھی تھی

وہ جو اتنے دنوں بعد اسے اتنے پاس سے دیکھ رہا تھا

بے خودی میں دیکھتا ہی رہا

لیکن ایک دم اس کی سامنے نظر اٹھی تو غصے سے چہرا لال ہوگیا

سامنے بیٹھا لڑکا مسلسل دیا کی طرف دیکھ رہا تھا

اور مسکرائے جارہا تھا

شاہ میر پہلے تو اٹھ کر جانے لگا لیکن پھر وہی بیٹھ گیا

اس نے لڑکے کی طرف آبرو آچکا کر اشارا کیا کہ کیا مسئلہ ہے

لڑکے کا شاہ میر پر دھیان گیا تو گڑبڑا گیا

اور اردگرد دیکھنے لگا

شاہ میر نے سر جھٹک کے دیا کی طرف دیکھا

اور اس کے بالکل سامنے آکر بیٹھ گیا کے اس طریقے سو دیا بالکل کور ہو گئی

دیا نے شاہ میر کو اپنے سامنے بیٹھا محسوس تو کیا لیکن وہ گھبرا رہی تھی کہ وہ کیا بات کرے

اور دوسری طرف شاہ میر سوچ رہا تھا

ابھی اگر وہ اس لڑکے کو کچھ کہتا تو اس

Beauty with no Brain

نے یہ کہنا تھا کے وہ شک کر رہا ہے

یہ بات وہی جانتا تھا کہ اپنا غصہ کیسے کنٹرول کیا تھا

اب اس نے دیا کے ہاتھوں کو دیکھا جن پر وہ نجانے کیا تلاش کر رہی تھی

پھر شاہ میر نے ایک دم سے ہاتھ بڑھا کر اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے

دیا نے ھاتھ کھینچنے چاہے جس پر شاہ میر نے گرفت مضبوط کر دی

کیا تلاش کر رہی ہو ان ہاتھوں میں

شاہ میر نے دیا کی طرف دیکھ کر کہا

تو دیا نے آہستہ سے نظریں اٹھائی

جو سیدھا شاہ میر کی آنکھوں سے ٹکرائی

وہ جو اتنی دیر سے بولنے کی ہمت پیدا کر رہی تھی

اب ان بولتی آنکھوں کے آگے وہ پھر سے خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی

میرے ہاتھ میری مرضی

لیکن پھر بھی ہمت کر کے جواب دیا

شاہ میر نے اس کی بات پر سر ہلایا ہو جیسے بات سمجھ آگئ ہو

پھر اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ پر رکھ کر

دوسرے ہاتھ سے اس کی ہتھیلیوں میں لیکیریں کھینچنے لگا

دیا کو ایک دم سے جھرجھری سی آئی

جسم کا سارا خون جیسے چہرے پر سمٹ آیا ہو

میں بتاؤ ان ہاتھوں کی لکیروں میں کیا ہے

شاہ میر نے ویسے ہی سر جھکائے دیا کو مخاطب کیا

لیکن دیا کے جواب نا دینے پر پھر بولا

ان ہاتھوں کی لکیروں میں

شاہ میر شاہ ہے

اس کی محبت اس کا جنون اس کا زندگی بھر کا ساتھ ہے

اگر کوئی پوچھے تم سے کے تمہارے ہاتھ کی لکیروں میں کیا ہے تو بلا جھجک کہنا

میرا شاہ میر شاہ

سمجھ آئی بے بی گرل

دیا تو دم سادھے اس کا جنون سن رہی تھی جو اپنی

کہہ کر اس کے ہاتھ کی ہتھیلیوں پر جھکا اور اپنا شدت بھرا لمس چھوڑ کر سیدھا ہوا

اور ان ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کر لیا

اور اب

دیا کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا

جسے خود احساس نہیں ہوا تھا کہ

وہ بے خیالی میں کب سے شاہ میر کو دیکھی جارہی تھی

شاہ میر کے چہرے پر بھرپور مسکراہٹ آئی

بے بی گرل ایسے دیکھو گی تو تمہارے لیکن مشکل ہو جائے گی

ویسے بھی تمہارے چچا سسر کا کہنا ہے

میں پھیلنے میں ماہر ہوں بس موقع مل جائے

اور تمہارا یوں مسلسل

دیکھنا مجھے موقع سے بھی آگے رضامندی کا احساس دلا رہا ہے

شاہ میر کی گل افشانی پر دیا کو احساس ہوا اور اس نے جلدی سے نظریں پھیری

اور اپنے ہاتھ کھینچنے چاہے جن پر گرفت اور مضبوط ہوگئی

کوشش بھی مت کرنا دیا

نہ آج نہ پھر کبھی

اتنے دنوں سے بے رخی برداشت کر رہا تھا

کیونکہ اپنی غلطی کا احساس تھا مجھے

لیکن اب اگر تم نے کبھی میرے پاس آنے پر دور جانے کی کوشش کی تو انجام بہت برا ہوگا

اس نے ایک دم سے دیا کے ہاتھ پر دباؤ بڑھایا کہ درد سے دیا کی آنکھوں میں آنسوں آگئے

تم نہایت ہی جنگلی انسان ہو

دیا نے بے بسی سے کہا

شاہ میر نے گرفت ہلکی کی

ہاں نا میں جنگلی ہوگا تو میری اولاد ٹارزن پیدا ہوگی نا

شاہ میر نے قہقہہ لگاکر خود کی ہی بات کو انجوائے کیا

اور دیا بچاری تو اس کی بے تکی بات پر بس دانت ہی پیس سکی

شاہ میر خاموش ہو کر دیا کی طرف متوجہ ہوا

جو اب دوسری طرف دیکھ رہی تھی

دیا تم نخرے دکھانا میں پورے دل سے تمہارے ناز نخرے اٹھاؤ گا

فرمائشیں کرنا

لیکن ناراض ابھی وہ بات پوری کرتا کہ دیا نے ایسے دیکھا کہ تمہاری حرکتیں ہے کہ بندا ناراض نا ہو

اچھا ٹھیک ہے ہوجانا

کیونکہ اس کے بنا تم لڑکیوں کا گزارا نہیں

لیکن دور کبھی مت جانا یہ بات میں برداشت ہرگز نہیں کروں گا

اور یہ بات اپنے خالی دماغ میں ڈال لو

کیونکہ میں بار بار ایک بات پر بحث نہیں کر سکتا

اور دیا تو اسے بس گھور کر رہ گئی کے پیار سے بات کرتے کرتے وہ اپنے اصلی جنگلی پن پر اترے بنا کیسے رہ سکتا ہے

****

فجر جو وہاں سے اٹھ کر آگئی تھی ابھی اس نے سکھ کا سانس بھی نہیں لیا تھا کہ رضا بھی اس کے پیچھے ہی آگیا

جس پر فجر کا دل کیا کہ اپنا سر پھاڑ لے

اس انسان کی حرکتیں ہی ایسی تھی

کہ کوئی شک کیے بنا کیسے رہ سکتا تھا

چڑیا یار تم مجھے وہاں ہی چھوڑ کر آگئی

رضا نے آتے اتنے دکھ بھرے انداز میں کہا کہ فجر کو بھی شک ہوا

کہ پتا نہیں بچارے کو کس جنگ میں اکیلا چھوڑ آئی تھی

گزارا نہیں نا ہوا تمہارا بندر

پیچھے پیچھے آگئے اب تمہارا وہ دوست اور ریکارڈ لگائے گا میرا

تو میں ساتھ ہوگا نا تمہاری طرح اکیلے چھوڑ کر نہیں آؤ گا

رضا نے سر جھکاتے جواب دیا

کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے تمہاری

فجر نے اٹھ کر جانا چاہا تو رضا نے ہاتھ تھام کر روکا

اچھا سنو تو نیکسٹ ٹائم ایسا نہیں ہوگا

لیکن تم نے اچھا نہیں کیا مجھے وہاں اکیلے چھوڑ کر

بہت ظلم کر دیا نا گود میں اٹھا کر ساتھ لانا چاہیے تھا نا

تمہیں فجر نے دانت پیس کر جواب دیا

ہاہاہا مجھے تو کوئی اعتراض نہیں تم اٹھا لیتی چڑیا اسی بہانے ہم نیا ٹرینڈ بنا لیتے

فجر نے رضا کی بات پر ایک گھوری سے نوازا

تم بہت بیہودہ انسان ہو

فجر نے دانت پیس کر کہا تاکہ اسے کوئی شرم آئے لیکن وہ دونوں دوست تو انتہا کے بے شرم تھے

ہاہاہاہا بیہودہ نہیں لیکن رومنٹک بہت ہوں لیکن فکر مت کرو ایک دن تم خود یہ بات مان جاؤ گی

رضا کی بے شرمی کا مقابلہ تو وہ کبھی نہیں کر سکتی تھی اسی لیے وہاں سے جانا چاہا

تو رضا نے پھر سے کلائی پکڑ کر روکا

فجر جو جلدی میں بھاگنے والی تھی کلائی کھینچنے پر توازن برقرار نہ رکھ پائی اور سیدھا رضا کے سینے سے ٹکرائی

فجر نے جلدی سے اپنے ہاتھ سینے پر رکھ کر خود کو مکمل گرنے سے بچایا

رضا نے فجر کے چہرے پر آئے بال ہاتھ سے پیچھے کیے اور اس کا شرم سے لال پڑتا چہرا دیکھا

وہ آج اسے اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا

وہ تو پہلے دن ہی اس کے دل میں آبسی تھی

اور اب تو وہ اپنے دل کے دھڑکنے کی آواز اپنے کانوں میں سن رہا تھا

یہی حال فجر کا تھا

رضا نے یک دم سے تھوڑی سی کروٹ بدل کر فجر کو درخت کے ساتھ لگایا اور خود اس پر جھک آیا

چڑیا تمہیں نہیں لگتا کہ ہمیں بہت جلد گھر والوں سے بات کر کے اپنا گھونسلہ بنا لینا چاہیے

جہاں تمہیں مکمل حق اور اپنی مرضی سے جی بھر کر محسوس کر سکو

فجر کی قینچی کی طرح چلتی زبان کو اس وقت بریک لگا ہوا تھا

جس پر رضا اور شوخا ہوا

لیکن

وہاں میں تمہاری خاموشی نہیں اپنے اظہار پر چوں چوں سننا چاہو گا

اب تو بالکل بھی میری چڑیا نہیں لگ رہی

میں چاہتا ہوں میری چڑیا ہر بات پر میرا مقابلہ کرے

رضا نے اس کے چہرے پر پھونک مار کر کہا

تو فجر دانت پیس کر رہ گئی

اب اس کی بے شرمی کا وہ کیا مقابلہ کرتی

فجر نے نظریں اٹھائی تو دیکھا رضا آنکھیں بند کیے اس کے چہرے پر جھکنے لگا تھا

وہ جو اپنے جذبات میں کھویا ہوا تھا فجر کے دھکا دینے پر ہوش میں آیا

جنگلی بیہودہ انسان

کالج ہے یہ

تمہارے ابا کا لو سپوٹ نہیں

جہاں تم جو مرضی کرو

رضا جو دھکا دینے پر بد مزا ہوا تھا اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنسا

اور کمبخت اتنا پیارا لگ رہا تھا کہ فجر کو اپنی نیت خراب ہوتی لگی

لیکن اس کی اگلی بات پر سارا پیار اڑن چھو ہوگیا

مطلب اگر ابا اپنا لو سپوٹ دے دیں تو وہاں اجازت ہے

تم بھاڑ میں جاؤ

فجر وہاں سے پاؤں پٹک کر آگئی

لیکن اپنے پیچھے اسے رضا کے قہقہے سنائی دے رہے تھے

شاہ میر نے گھر آکر آج سونے کی بجائے سب کے ساتھ لنچ کرنے کا سوچا وہ جو اتنے دنوں سے اداس تھا

اب دیا کے بات کرنے پر وہ اداسی ختم ہو چکی تھی

وہ روم سے باہر آیا تو صرف ندا بیگم اور عمران صاحب لنچ کر رہے تھے

میرب اور حنا دوست کی طرف گئی ہوئی تھیں اور شائستہ بیگم آرام کر رہی تھی اسی لیے وہ دونوں ہی لنچ پر تھے

عمران صاحب نے اس کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر مطمئین ہو گئے اور کھانا کھانے لگے

شاہ میر نے بھی کھانا شروع کیا

اور بنا کوئی بات کیے وہ اپنی پلیٹ پر جھک گیا

عمران صاحب نے اس کی طرف دیکھا

تو شاہ میر نے بھی ان کی طرف دیکھا

اور اس کی آنکھوں میں شیطانی مسکراہٹ دیکھ کر

عمران صاحب کو اپنے کھانے اور دل کی فکر لگ گئی

وہ سوچنے لگ گئے یہ بلا جو آرام سے آکر بیٹھ گئی ہے ضرور کوئی ان پر حملہ ہونے والا ہے

انہوں نے نا محسوس انداز میں ڈشو کو اپنے پاس کیا اور اپنی پلیٹ میں ایک ہی بار میں کھانا ڈال کر جلدی جلدی کھانے لگے

کیونکہ

آج انہوں نے ٹھیک سے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا

اور اب وہ بھوکا نہیں رہنا چاہتے تھے

شاہ میر نے اپنا کھانا کھایا

اور آرام سے اٹھ کر اپنے روم میں چلا گیا

تو عمران صاحب نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا

یہ بات تو ندا بیگم نے بھی نے بھی نوٹ کی

کیونکہ وہ دونوں جب بھی آمنے سامنے ہوتے تھے

تو کوئی نہ کوئی ٹھاہ ضرور ہوتی تھی

ابھی وہ اپنی حیرت پر قابو بھی نا

پا سکے کہ شاہ میر انہیں پھر سے آتا ہوا دکھائی دیا

اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی

وہ سیدھا عمران صاحب کے پاس آیا

اور ان کے سامنے رکھی

اور ٹیبل پر اور ان کی چئیر پر

ہاتھ رکھ کر ان کی طرف جھکا

چچا جان اس دن میں بتا نہیں سکا کہ آپ کی پرفیوم کی سمیل کتنی گندی ہے

شاید کبھی پہلے میں نے نوٹ نہیں کی ورنہ تب بتا دیتا

وہ گلیوں ہوٹلوں میں پھرنے والے موالی لگاتے ہے نا بالکل ویسی

اس دن میں نے تین چار بار شاور کیا پھر کہی جا کر وہ سمیل ختم ہوئی

شاہ میر کی بات پر عمران صاحب کا چہرا غصے سے لال ہوگیا ابھی وہ اس کی کرتے کے ندا بیگم کی آواز پر شاہ میر سیدھا ہوا

اپنے چچا کے لیے پرفیوم لائے اور چچی کے لیے خیال نہیں آیا

اوو میری پیاری چچی جان

یہ تو چچا نے سپیشل بولا تھا اس لیے

شاہ میر کی بات پر وہ بری طرح چونکے انہیں پتا تھا

وہ بری طرح سے پھنسنے والے ہیں

آج جو یہ بلا کمرے سے باہر آگئی ہے

کیا مطلب انہوں نے کیوں کہا

انہیں تو یقین ہی نہیں آیا جو ہر وقت لڑتے رہتے ہیں اس سے کیسے فرمائش کی ہوگی

وہ جس دن آپ لوگ شاپنگ پر گئی تھی نہ۔تو شاید اس دن گھر میں ساتھ والی انٹی آئی تھی میں نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا تھا

انہیں شاید چچا کی پرفیوم پسند نہیں آئی تھی

اسی لیے چچا نے مجھ سے لڑائی ختم کر کے مجھے میری پسند کی اچھی سی پرفیوم لانے کو بولا تھا

وہ ایسے معصوم شکل بنا کر بتا رہا تھا

جیسے بہت پیار کرتا ہو اور پہلے کبھی کوئی بات نہ ٹالی ہو

لیکن اس کی بات پر ندا بیگم کے تاثرات یک دم سے بدلے

گڑبڑا تو عمران صاحب بھی گئے تھے

آج تو وہ انہیں سچ میں اپنا جانی دشمن لگا

یہ۔۔ جھ۔۔ جھوٹ بول رہا ہے

ندا تم اس کی باتوں پر دھیان نہ دو

میں کیوں جھوٹ بولوں گا چچا جان شاہ میر نے ان کی طرف دیکھ کر اتنی معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائی کے وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے

چپ کریں آپ مجھے تو پہلے ہی شک تھا جو صبح صبح واک کرنے نکل جاتے ہے کچھ دنوں سے میں بھی سوچو کیا ضرورت آن پڑی

اور بہانا کیا کہ فٹ رہنا چاہیے

نہ۔۔۔نہیں بیگم یہ گھٹیا انسان جھوٹ بول رہا ہے شوہر سے زیادہ اس پر یقین ہے

ہاں ہے بیٹا ہے میرا

ندا بیگم کی بات پر شاہ میر نے انہیں گلے سے لگایا

میں ہوں نا چچی آپ غصہ نا کرے

عمران صاحب غصے سے اٹھے اور شاہ میر کو ندا بیگم سے دور کرنے کی کوشش کی

چھوڑو بتمیز انسان

میری بیوی کو میرے خلاف ورغلا رہے ہو

وہ ایک دم سے دھاڑے تو شاہ میر نے ندا بیگم کو چھوڑ کر ٹیبل پر چھوٹا سا پھولوں کا پڑا گلدان اٹھا کر ٹھا سے زمین پر پھینکا عمران صاحب جو ندا بیگم کو لے کر جانے والے تھا وہی رک گئے

افففف میرا دل آج بند ہو جائے گا

یہ لڑکا مجھے مار کر ہی سکوں لے گا

ندا بیگم

جھوٹ بول رہا ہے ابھی وہ بات مکمل کرتے کے ندا بیگم نے ہاتھ مار کر کرسی گرائی

اور اس ٹھا کی آواز پر تو عمران صاحب کی اپنی آواز بند ہوگئ

شائستہ بیگم میڈیسن لے کر سوئی ہوئی تھی باہر شور کی آواز سن کر بھاگ کر آئی تو ساری صورتحال دیکھ کر

آج پہلی بار انھوں نے جوتا اتار کر

شاہ میر کو مارا جو بے شرموں کی طرح وہا کھڑا دانت نکال رہا تھا

اور ندا بیگم غصے سے عمران صاحب پر چلا رہی تھی اور وہ اپنا دل پکڑے اشاروں میں کچھ کہ رہے تھے

انھیں اندازہ ہوگیا تھا کہ ان کے بیٹے نے ہی کوئی حرکت کی ہوگی

شاہ میر نے جوتا پڑنے پر پیچھے دیکھا تو اپنی ماما کو دیکھ کر روم میں بھاگا اور پھر سے ٹھا سے دروازا بند کیا

لیکن اس ٹھا سے عمران صاحب کی آواز بحال ہوئی

بھابھی مجھے بچا لیں میرا دل بند ہو جانا

شائستہ بیگم جلدی سے آگے بڑھی اور انہیں پانی پلایا اور کرسی سے اٹھا کر صوفے پر بٹھایا

اور شاہ میر کی کلاس لینے کا سوچنے لگی

ماہر نے گھر اپنے ممی پاپا سے رشتہ لے جانے کی بات کی تو انہیں کوئی اعتراض نہیں تھا

اور آج وہ سب منہا کے گھر جانے والے تھے

فجر پہلے سے ہی منہا کے گھر چلی گئی تھی کیونکہ اس کی بچپن کی دوست تھی

اور رضا دیا کی طرف سے ساتھ جانے والا تھا

دیا نے شاہ میر کو بھی بلایا تھا لیکن اس نے آنے سے منع کر دیا

اور اب وہ سب منہا کے گھر جا رہے تھے

یار منہا یہ لپسٹک لگانے دو قسم سے شہزادی لگو گی

فجر جب سے آئی تھی تب سے ہی منہا بچاری کو پتا نہیں کتنی بار تیار کر چکی تھی

اور اب ڈارک ریڈ کلر کی لپسٹک لیے اس کے سر پر کھڑی تھی

فجر پاگل ہو سب کیا سوچے گے

رشتہ تو ہکا ہوا نہیں اور لڑکی دلہن بن کر بیٹھ گئی ہے

تو سوچنے دو

اور لوگوں میں اور ہے ہی کون تمہارے ہونے والے سسر ساس

لڑکے تو کو تو تم کالج یونیفارم میں ہی اتنی پسند آگئی تو رشتہ لا رہا ہے نا

آج تو دیکھنے کے بعد اسے افسوس ہوگا کے بارات کیوں نہیں لایا

لیکن جیسے تم تیار کر رہی ہو اسے رشتہ لانے پر بھی افسوس ہونا ہے

زیادہ باتیں مت کرو وہ بس آنے والے ہیں یہ والی لگا لو

فجر نے جلدی سے کہا کیونکہ ٹائم واقع بہت ہوگیا ہے

تو منہا نے اپنی پسند سے لائٹ سی لپسٹک لگائی اور کھڑی ہو گئی

منہا نے وائٹ کلر کی فراک پہنی تھی جو اس کے پاؤں تک تھی

اور گلے میں وائٹ ہی ڈپٹہ جس کی سائیڈوں پر گولڈن کام ہوا تھا

جب کے فجر نے بالکل ویسی ہی بلیک کی فراک پہنی تھی

اور اپنے کرلی بالوں کو پیچھے ہلکا سا کیچر لگا کر قید کیا تھا

دیا نے یہ ڈریس آئن لائن آڈر کیے تھے

اس کا کہنا ہے وہ فرسٹ ٹائم ایک دوسرے کو کالج یونیفارم کے بغیر دیکھے گی

تو انہیں سیم ڈریس ہی پہننا چاہیے یہ اس کی اپنی نرالی سوچ تھی جس پر فجر نے اس کا بھرپور ساتھ دیا

اب وہ دونوں اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ انہیں دیا کا انتظار تھا

کہ وہ کیسی لگ رہی ہوگی

باجی جی وہ مہمان آگئے ہیں اور بڑی بیگم صاحبہ چلارہی ہیں

ابھی وہ اور ٹائم برباد کرتی کے ملازمہ نے آکر

دیا لوگوں کے آنے کی اطلاع دی۔

بھائی صاحب آج ہم بہت اہم گزارش لے کر حاضر ہوئے ہیں

اکرام صاحب نے بات شروع کی

آپ بلا جھجک بات کریں منہا ہمیں

آپ لوگوں کے بارے میں بتا چکی ہے

اقبال صاحب نے انہیں جواب دیا

وہ بہت سادہ سے انسان تھے

یسے تھے جو شادی کے بعد اپنی بیویوں کے ساتھ بیرون ملک جا بسے

سا تھ رہتے تھے

بیٹوں کا دل کرتا تو سالوں سال بعد آجاتے ورنہ کبھی کبھار فون کر لیتے

انہیں اپنی نہیں منہا کی فکر تھی اور

جب منہا نے ماہر کے بارے میں بتایا تو

اقبال صاحب نے اپنے توسط انفارمیشن نکلوائی

تو انہیں وہ لوگ بہت پسند آئے

اور اب وہ اپنے جیتے جی منہا کو کسی محفوظ ہاتھوں سونپ دینا چاہتے تھے

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ بچوں کی مرضی شامل ہیں تو ہم بنا وقت ضائع کیے

انہیں ایک رشتے میں باندھنا چاہتے ہیں

کیونکہ منہا ہمیں اپنی بیٹی دیا جتنی عزیز ہے

آپ کو اگر پڑھائی کی فکر ہے تو پلیز پریشان نا ہو

میں وعدہ کرتا ہوں

جب تک میری بیٹی پڑھنا چاہے گی میں اس کی مکمل سپورٹ کروں گا

باقی اب آپ بتائیں اگر کوئی سوال کوئی مسئلہ ہو تو

اکرام صاحب نے ہر طرح سے ان کی تسلی کرنی چاہی

اقبال صاحب کا تو دل خوشی سے بھر گیا

پڑھائی کا تو انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا

وہ تو بس اسے محفوظ ہاتھوں دینا چاہتے تھے

دیکھیئے اکرام صاحب میری اکلوتی بیٹی ہے

اور ہمیں جان سے عزیز ہے

میری بیٹی نے ادھورے رشتے دیکھے ہیں

بھائی ہو کر بھی نہیں تھے

بہت چھوٹی تھی جب وہ بیرون ملک چلے گئے

بہت صابر بچی ہے میری

ماں باپ کو تو بیٹی کے نصیب کی ہی فکر ہوتی ہے

آپ لوگ بہت اچھے ہیں

بہت عزت سے رشتہ مانگ رہے ہیں

پھر بھی بیٹی کا باپ ہوں سو وسوسے ہوتے ہیں

لیکن اس رشتہ میں میری بیٹی کی خوشی شامل ہے تو ہمیں اور کیا چاہیئے

ماں باپ تو اچھے نصیب کی دعا ہی کر سکتے ہیں

اقبال صاحب نے جواب دیا تو

اکرام صاحب نے ان کی تسلی کروائی

اور انہیں یقین دلایا کہ منہا ہمیشہ خوش رہے گی

بڑے اپنی باتوں میں مصروف ہوئے تو منہا اور رضا نے ایک دوسرے کو کوفت سے دیکھا کیونکہ ابھی تک جن کا انتظار تھا وہ تو آئی نہیں تھی

انکل ہم منہا سے مل آئے

جی جی بیٹا ضرور ٹی وی لاونج کے ساتھ والا روم اس کا ہے

وہ دونوں جب آئے تو سامنے سے منہا اور فجر آرہی تھی

رضا تو فجر کو فرسٹ ٹائم ایسے کپڑوں میں دیکھ کر شاک میں ہی چلا گیا

وہ اسے کوئی نازک سی گڑیا ہی لگ رہی تھی

وہ پلک جھپکائے بنا اسے دیکھے جا رہا تھا

ایک دم سے چیخ سے ہوش میں آیا کہ

وہ تینوں دوستیں ایک دوسرے کے گلے لگی خوشی سے چیخیں مار رہی تھی

تم دونوں بہہہت پیاری لگ رہی ہو بالکل پرنسس

دیا نے ان دونوں کے گال کھینچتے ہوئے کہا

اور تم دلہن

فجر نے اس کی لال رنگ کی فراک پر چوٹ کی

بھائی کا رشتہ لائی تھی یا بارات

اب دیکھو میرا اکلوتا بھائی ہے اب اس کی شادی پہ سب لاڈ نہ کروں گی تو پھر کب کروں گی اور میری دوست کی بھی شادی تو سب ڈبل ہوگیا نا بس اسی خوشی میں

دیا نے منہا کو زور سے گلے لگا کر فجر کو جواب دیا جس پر وہ بس ہہمم ہی کر سکی

فجر کی رضا پر نظر پڑی تو وہ بے شرموں کی طرح اسے ہی دیکھ رہا تھا

لیکن حیران کرنے والی بات یہ تھی کہ اس نے بھی بلیک کلر کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی

اور اپنے چاکلیٹ براؤن کلر کے بالوں کو جیل سے اوپر کو سیٹ کیا ہوا تھا

چلو منہا ممی پاپا کب سے اپنی بہو کا انتظا کر رہے ہیں

دیا منہا کا ہاتھ پکڑ کر لے گئی فجر بھی ساتھ جاتی کہ رضا نے ہاتھ پکڑ کر روک لیا

تم لوگ جاؤ ہم آتے ہیں

فجر کو کچھ بھی کہنے کا موقع دیے بغیر اسنے دیا کو پیچھے سے آواز لگا کر کہا اور فجر کا ہاتھ پکڑ کر منہا کے روم لے گیا

رضا نے کمرے میں لاکر دروازا بند کیا اور فجر کو دروازے کے ساتھ پن کر دیا

اور اس کے اردگرد اپنے ہاتھ رکھ دیے جس سے وہ مکمل قید ہوگئی

آج تو میری چڑیا

پری ستان میں جادو کرنے والی چڑیل جیسی لگ رہی ہے

فجر جو رضا کی تعریف کرنے پر شرمانے کی کوشش کر رہی تھی

کہ اس کے بات پوری کرنے پر اسے خونخوار نظروں سے دیکھنے لگی

اور خود

بھی تو جن ہی لگ رہے ہو

فجر نے بھی حساب پورا کیا

اور یہ جن بہت بری طرح تم سے چمٹنے والا ہے

رضا نے فجر کی طرف جھک کر کہا تو فجر نے اس کے سینے پر دباؤ ڈال کر اسے تھوڑا پیچھے کیا

تم یہ بتاؤ بلیک کلر کیوں پہنا

اب میں تو کوئی فلم کی ہیروئن نہیں اور نا تم ہیرو

اور الہام ہونے سے تو رہا

لیکن جن تو ہوں نا

رضا نے پھر شوخی سے کہا

آہ ہ ہ

فجر نے ایک دم سے رضا کے بال پیچھے سے کھینچے کے بچارا کراہ کر رہ گیا

سچ بتاؤ مجھے رضا تم

وہ میں نے کل کالج میں دیا سے پوچھا تھا بہانے سے کہ وہ تم سب کیسی ڈریسنگ کروں گی

اور میں کیسی کروں کہ مجھے کوئی آئیڈیا نہیں تو اس نے بتایا کہ اس کا بھائی وائٹ شلوار قمیض پہنے گا

اس نے سب کی بتائی تو بس اسی لیے مجھے پتا چل

گیا

اب چھوڑوں جنگلی عورت

رضا کی بات سن کر فجر نے اس کے بال چھوڑیں

ابھی وہ وہاں سے نکلنے کی کوشش کرتی کہ اب اس کے بال رضا کے ہاتھ میں تھے

آج نہیں رضا چھوڑوں پاگل انسان

سارے خراب ہو جائے گے

آؤ ہو اور جو میرے خراب کیے وہ

رضا نے دانت پیس کر جواب دیا

رضا کہ جواب پر فجر نے پھر سے اس کے بال پکڑ لیے

اب وہ دونوں ایک دوسرے کو پہلے تم چھوڑوں کہہ کر لڑائی میں مصروف ہوگئے

فجر نے اپنی ہیل رضا کی ٹانگ پر ماری تو وہ بچارا درد سے بلبلا

اٹھا

افففف میری ٹانگ

اور لو مجھ سے پنگا

اب اپنی شکل نا دکھانا

ابھی فجر آگے جاتی

کہ رضا

نے اسے پیچھے سے کھینچ

کر دائیں طرف دھکا دیا تو وہ صوفے پر گری

تم جنگلی انسان

کوئی شرم حیا ہے تم میں لڑکیوں سے ایسے بیہو کرتے ہیں

اووو لڑکی کہاں ہے مجھے تو نہیں دکھ رہی

رضا نے صوفے کے پاس آکر دونوں سائیڈز پر اپنے ہاتھ ٹکا کر جواب دیا

تو فجر نے رضا کے پیٹ میں مکہ مارا کہ بیچارا

کراہ کر رہ گیا

رضا جو پیٹ پر ہاتھ رکھ کے اٹھنے لگا تھا پاؤں سلپ ہونے پر دھڑام سے فجر پر گرا

افففففف

موٹے انسان میرا سانس بند ہوجانا ہے

دن میں تارے تو رضا کو بھی نظر آگئے تھے کیونکہ فجر کا سر اس کے ناک پر لگا تھا

چپ ایک دم چپ اگر اب کچھ بولی تو تمہارا گلا دبا دوں گا

افففف میری ناک پاگل عورت کی وجہ سے ٹوٹ جانی تھی

رضا جو اٹھنے لگا تھا تو فجر کی طرف دیکھا دیکھا جو اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی

لیکن اب رضا کی آنکھوں میں جذبات بدل گئے

اب وہ لو دیتی نظروں سے فجر کو دیکھ رہا تھا

وہ ایک دم سے اس کی بدلتی نظریں دیکھ کر گڑبڑا گئی

رض۔۔۔رضا اٹھو کوئی آجائے گا

تو آنے دو میں ڈرتا ہوں کیا

رضا نے فجر کے بال کان کے پیچھے اڑستے ہوئے کہا

اگر انکل آنٹی آگئے تو

فجر نے گھبرا کر کہا

تو پھر تو سچ میں مسئلہ ہو جائے گا میری چڑیا

رضا نے اپنا سر فجر کے سر کے ساتھ ٹکا کر جواب دیا

اب وہ رضا کی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی

کیا پتا مسئلہ حل بھی ہو جائے

ہمیں ایسے دیکھ کے ماہر بھائی کے ساتھ ساتھ ہماری بھی بات پکی ہو جائے

اچھا ہو گا نا

رضا نے آنکھیں بند کیے کہا

تو فجر نے اس کی طرف دیکھنے کی کوشش کی

لیکن اسے اتنا پاس دیکھ کر پھر سے نظریں جھکا دی

نن۔۔ننہی۔۔ نہیں ہٹ۔۔ ہٹو رضا ورنہ میں بات نہیں کروں گی

فجر نے ہکلاتے جواب دیا

اور کون کمبخت بات کر کے وقت ضائع کرنا چاہتا ہے ابھی وہ اس کے چہرے پر جھکتا کے دروازے کے باہر سے آواز آئی تو فجر نے رضا کو دھکا دیا

وہ جو اپنے جذبات میں کھویا ہوا تھا

ایک دم سے نیچے گرا

ابھی وہ اٹھتا کہ دروازا کھلا

دیا جو کب سے ان دونوں کا انتظار کر رہی تھی اب کھانا لگنے پر خود بلانے آگئی

لیکن اندر آکر اس نے با مشکل خود کی چیخ روکی

کیونکہ رضا نیچے گرا ہوا تھا سارے بال

اور کرتا خراب ہوا تھا

اور یہی حال فجر کا تھا جس کے بال گھونسلے کی طرح شکل اختیار کر چکے تھے

دیا نے جلدی سے دروازا بند کیا اور ان کی طرف آئی

تم دونوں

یہاں بھی اپنا جنگلی پن دکھانے سے بعض نہیں آئے

اللہ تیرا شکر کے آنٹی روم میں نہیں آگئی

دیا نے خون کے گھونٹ بھر کر دبی آواز میں ان پر چلائی

پانچ منٹ صرف پانچ منٹ ہیں دونوں حلیہ درست کرو اپنا

ورنہ یہی کھڑکی سے دفعہ ہو جاؤ

وہ دونوں جو سر جھکائے باتیں سن

رہے تھے

دیا کے دھمکی

دینے پر جلدی سے مرر کی طرف بھاگے اور اپنا حلیہ درست کیا لیکن تب بھی ایک دوسرے کو گھورنے سے بعض نہیں آئے

وہ سب رشتہ طہ کر آئے تھے

اور سب بہت خوش تھے

دیا تب سے ماہر کے ساتھ بیٹھ کر شادی کی پلیننگ کر رہی تھی

اور اب رات گئے وہ سونے کے لیے اپنے کمرے میں آئی

مرر کے سامنے کھڑی ہو کر خود کو دیکھنے لگی وہ آج کتنی خوبصورت لگ رہی تھی

اور اس کے دل میں یہ خواہش تھی کہ کاش شاہ میر اسے اس روپ میں دیکھتا

وہ ابھی اپنے خیالوں میں گم تھی کے اسے لائٹ بند ہونے کا احساس بھی نہیں ہوا

جب کسی نے دیا کے منہ پر ہاتھ رکھ کر

اسے کمر سے جکڑا تو دیا ہوش میں آئی

اور کمرے میں اندھیرا دیکھ اور خود کو کسی کی گرفت میں پاکر اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی

اور اس نے خود کو چھڑوانے کی کوشش کی لیکن ناکام ہوئی

جب پیچھے والے نے کھینچ کر اسے بیڈ پر دھکا دیا

اس سے پہلے وہ چیخ مار کر اٹھتی کے

وہ وجود اس کہ اپر جھک آیا اور اپنے ہاتھ سے اسکی آواز کا گلا گھونٹ دیا

اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر سر کے اوپر پن کر دیے

بے بی گرل تم نے سوچ بھی کیسے لیا

کہ تم کچھ سوچو اور میں پورا نا کرو

شاہ میر کی سرگوشی پر دیا کے مزاحمت کرتے ہاتھ پاؤں روک گئے

شاہ میر نے دیا کے منہ سے ہاتھ ہٹایا

اور اس کے چہرے پر آئی لٹوں کو پیچھے کرنے لگا

ہاتھ بڑھا کر لیمپ آن کیا

کمرے میں لیمپ کی ہلکی سی روشنی میں اب وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے

شاہ میر وائٹ ٹی شرٹ اور بلیک پینٹ پہنے رف سے بالوں کے ساتھ بہت دلکش لگ رہا تھا

تم-- تم یہاں کیسے آئے

سمپل پاؤں سے چل کر

شاہ میر نے کہہ کر دیا کے چہرے پر پھونک ماری جس سے دیا نے اپنی آنکھیں بند کر لی

میرا مطلب کیوں آئے ہو

دیا کی بات پر شاہ میر نے اپنا سر اوپر اٹھا کر دیا کی آنکھوں میں دیکھا

کیا تم نہیں چاہتی تھی کہ میں تمہیں اس ڈریس میں دیکھوں

جس کی شان میں تم نے اتنے قصیدے پڑھے میرے سامنے کہ جسے پہن کر تم بہت خوبصورت لگو گی

اور جب تم اتنی خوبصورت لگ رہی ہوگی تو کیسے ممکن ہے کہ میں نا آؤ تمہیں دیکھنے

شاہ میر آنکھوں میں ڈھیروں جذبات لیے بول رہا تھا کے دیا سے آنکھیں اٹھانا محال تھا

شاہ میر اٹھو

مجھے سانس نہیں آرہا

دیا نے اسے پیچھے کرنا چاہا تو شاہ میر اور جھک آیا

اب تم نے میری لیے پہنا ہے اب میرا بھی فرض ہے تمہاری تعریف کروں

اس کے بعد نا صرف ہٹو گا بلکہ چلا بھی جاؤ گا

تو کرو تعریف جلدی اور ہٹو

دیا نے اسے ہٹانے کے لیے جلدی سے کہا لیکن وہ بھول جاتی تھی کہ وہ انسان نما جن تھا

جسے اس کے پچا کے بقول پھیلنے اور دل بند کرنے کی عادت ہے

میری تعریف عملا ہے

ابھی دیا کچھ سمجھتی کہ

وہ اس کے بال گردن سے ہٹا کر وہاں جھک آیا

اور وہاں شدت سے اپنا لمس چھوڑا

ابھی دیا اسے پیچھے کرتی کہ شاہ میر کا ہاتھ اس کہ منہ پر آیا

اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن پر اس کے دانتوں کا دباؤ بڑھا

جب وہ اپنا نشان دینے پر کامیاب ہوگیا

تو مسکراتے ہوئے چہرا اوپر کیا

اب وہ اپنے دیے گئے زخم پر انگلی پھیر کر خون کے نشان مٹا رہا تھا

دیا آنکھوں میں آنسوؤں لیے اسے گھور رہی تھی

بے بی گرل رونا نہیں بس میں چاہتا تھا میری محبت کی پہلی نشانی ہمیشہ تمہیں میرے ہونے کا احساس دلائے اب جب بھی تم اسے دیکھو گی میں رہو یا نا تمہیں یہ نشان میرا احساس دلائے گا

اور میرے جیتے جی یہ ہمیشہ ایسا ہی رہے گا کیونکہ میں اسے ختم ہی نہیں ہونا دوں گا

شاہ میر نے اس کے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے اس کی آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑتے ہوئے کہا تو دیا نے اپنی آنکھیں بند کر لی

شاہ میر نے اٹھ کر جی بھر کر اسے دیکھا اور جس راستے آیا تھا اسی راستے چلا گیا

ان سب کے دامن محبت خوشیوں سے بھر گئے تھے کے سنبھالے سنبھل ہی نہیں رہے تھے

ہر گزرتے دن کے ساتھ محبت اور خوشیوں میں اضافہ ہی ہوا تھا

وہ تو سب دنیا سے بیگانے ہو گئے تھے

ان دوستوں کی اپنی ایک دنیا بن چکی تھی

لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے اس دنیا میں قیامت آنے والی ہے

وہ بھول گئے تھے

محبتیں تو کر بیٹھیں ہے ہجر بھی تو جھیلنا ہے لیکن وہ اس سب سے بے فکر اپنی اپنی خوشیوں میں مصروف تھے

فجر آرام کرنا ہے تو کر لو ورنہ اگر کوئی ضروری سامان ہے تو وہ رکھ کو ویسے پیکنگ میں نے کر دی ہے

وہ جو ابھی گھر آئی تھی اپنی ماما کی بات پر حیران ہو کر دیکھا

طلب ہم کہی جا رہے ہیں

ہاں لندن جا رہے ہیں آج رات کی فلائٹ ہے اور آج میں کوئی بحث نہیں چاہتی

مجھے کچھ نہیں اور مجھے جانے میں بھی کوئی اشو نہیں

اب وہ یہاں رکتی بھی کس کے لیے اسی لیے انہیں جواب دے کر اپنے روم میں آگئی

تب سے رکے آنسوؤں کو بھی بہنے کا موقع مل گیا تو وہ وہی دروازے سے لگ کر نا جانے کتنی دیر روتی رہی

اور پھر رات کی فلائٹ سے وہ ہمیشہ کے لیے لندن چلی گئی

دیا ور ماہر راستے میں ہی تھے جب انہیں کال آئی

ماہر نے دیا کو نہیں بتایا کیونکہ وہ بھی اس بات پر یقین نہیں کرنا چاہتا تھا

گاڑی جب ہاسپٹل کے باہر رکی تو دیا نے پوچھا لیکن ماہر بغیر جواب دیے اندر کی طرف بھاگا

دیا بھی پیچھے ہی گئی تو آگے جو دیکھنے کو ملا دونوں بہن بھائیوں کے لیے قیامت سے کم نہیں تھا

لوگ کہہ رہے تھے کہ شکلیں پہچان میں نہیں آرہی

لیکن وہ تو اولاد تھی کیسے نا پہچانتی

وہاں اکرام صاحب کے دوست آئے

انہوں نے ڈیڈ باڈیز کو گھر لے جانے کی بجائے اکرام صاحب کے کزن کے گھر لے جانے کا کہا کیونکہ یہاں تو کوئی رشتے دار نہیں تھا اور پھر وہ وہاں سے اسلام آباد چلے گئے جانے سے پہلے دیا جب ہوش میں آئی تو وہ رو رو کر برا حال تھا کسی سے سنبھل نہیں رہی تھی

اکرام صاحب کے دوست کے ساتھ بھی کوئی عورت نہیں تھی

اس لیے انہوں نے ماہر سے کہا کہ وہ فون کر کے اس کی کسی دوست کو بلا لے

ماہر نے منہا کے گھر کال کی تو وہ ابھی نہیں آئی تھی

پھر اس نے بوا کو بتا کر فون رکھ دیا

اور وہ ڈیڈ باڈیز کو لے کر اسلام آباد چلے گئے

بیٹا وہ آپ کے منگیتر کا فون تھا

کہہ رہے تھے کہ ان کے والد اور والدہ کا ایکسیڈینٹ میں انتقال ہوگیا ہے

وہ آپ کو بلا رہے تھے

کک۔کیا مطلب کب آئی کال بوا آپ نے بتایا کیوں نہیں

منہا جو فریش ہو کر باہر آئی تھی بوا کی بات پر بے یقینی سے پوچھا

ایسے کیسے ہوسکتا ہے بوا ابھی کچھ دیر پہلے سب ٹھیک تھا

سب خوش تھے ایسے کیسے

نہیں مزاق کیا ہوگا

نہیں بیٹا وہ شاید ہوسپٹل تھے پیچھے کافی شور بھی تھا

اور جیسے وہ لڑکا ہچکیوں سے رو رہا تھا

آپ ایک بار دیکھ آؤ

وہ اس کے سگے ماں باپ تو نہیں تھے لیکن ماہر کی وجہ سے اسے بہت عزیز تھے اور جتنی عزت اور محبت وہ منہا سے کرتے تھے اس کے لیے یقین کرنا نا ممکن تھا

بوا میں جارہی ہوں اور مجھے رکنا بھی پڑے تو فکر مت کیجئے گا

منہا ماہر کے گھر آئی تو وہاں کوئی نہیں تھا

ہوسپٹل کا اس نے پوچھا نہیں تھا

اپنی بیوقوفی پر رہ رہ کر غصہ آیا

موبائل میں نمبر بھی سیو نہیں تھا

ابھی وہ واپس جاتی کے اس کے سامنے ایک گاڑی آکر رکی

گاڑی سے نکلنے والے نقاب پوش نے

اسے سمجھنے کا موقع نہیں دیا اور گھسیٹ کر گاڑی میں ڈال کر وہاں سے فرار ہو گیا

بیٹا دیا ابھی صدمے میں ہے اسے سنبھلنے میں وقت لگے گا

اس لیے اچھا ہے کہ اسے یہاں سے باہر لے چلے ہم لوگ تو جارہے ہیں

تم بھی ہمارے ساتھ ہی لندن چلو

اکرام صاحب کے کزن نے ماہر سے کہا

جی مجھے میں بھی یہی سوچ رہا ہوں لیکن میں ابھی گھر نہیں جانا چاہتا انکل مجھ میں حوصلہ نہیں

اس گھر میں ماما بابا کے بغیر جانا

تم فکر نا کرو وہ میں جاکر لے آؤ گا بس تم دیا سے بات کر لو جی

اور پھر ایسے ہی کچھ دنوں میں وہ لندن چلے گئے

جتنے وہ ایک دوسرے کے پاس تھے اب اتنے ہی

میلوں کے فاصلے درمیان آگئے تھے

پورا مہینہ اس پر درندگی کی انتہا کی گئی

اب تو اسے نا دن کا پتا تھا نا رات کا

اس فلیٹ میں دن رات اس کی چیخیں اور آہیں گونجتی رہی

لیکن کسی کو اس پر رحم نہیں آیا

لیکن آج وہ درندے نشے میں ڈوبے ہوئے تھے

منہا نے ہمت کر کے اپنا وجود سمیٹا اور لڑکھڑاتے ہوئے بیڈ سے اتری اس نے اپنے سامنے کبرڈ کو دیکھا تو اپنے وجود کو گھسیٹتے وہاں تک آئی

اسے کھول کر دیکھا تو اس میں سب مردانہ جوڑے تھے لیکن وہاں ایک مردانہ کالی شال پڑی تھی اس نے

اس سے خود کو لپیٹا

اور کمرے سے باہر جھانکا تو وہ سب

نشے میں دھت ہوش سے بیگانہ ہوئے پڑے تھے

اس نے آہستہ سے وہاں پڑے آدمی کا والٹ اٹھایا

اور دبے پاؤں وہاں سے نکلتی چلی آئی

سارے راستے وہ رکشہ والی کی خود پر ظریں محسوس کرتی رہی

لیکن نا اسے خوف محسوس ہو رہا تھا

نا ہی کوئی دکھ

جیسے تیسے وہ گھر پہنچی تو دروازا کھٹکھٹایا جو چوکیدار نے کافی دیر سے کھولا شاید سو رہا تھا

وہ نیند میں تھا اسی لیے شاید اس کی حالت پر دھیان نہیں دیا

وہ اپنے کمرے میں آئی تو واش روم میں بند ہو گئی

شاور آن کر کے وہی بیٹھتی چلی گئی اب تو رونا بھی نہیں آرہا تھا

ہر احساس ختم ہوگیا تھا

رونے سے کیا ہوتا اذیت کم ہو جاتی کیا

اس کے وجود کے زخم بھر جاتے کیا

وہ تو اس کا غم بانٹنے گئی تھی لیکن خود ساری عمر کا روگ لے بیٹھی تھی

چھ مہینے بعد

دوست کے غم میں وہ اس کا برابر کا شریک تھا ہر پل اس کے ساتھ رہا

بہت مشکل سے وہ اسے غم سے باہر لانے میں کامیاب ہوا

اب جب حالات کچھ نارمل ہوئے تو اسے فجر کا خیال آیا

بھولا تو وہ پہلے بھی نہیں تھا

لیکن شاہ میر کے ساتھ وہ اتنا مصروف تھا

چاہنے کے باوجود بھی وہ اس سے بات نہیں کر سکا

آج اس نے منہا کے گھر کال کی تو نمبر بند جارہا تھا

تو وہ اس کے گھر آیا تو پتہ چلا چار پانچ ماہ پہلے وہ یہاں سے شفٹ ہو چکے ہیں

وہاں سے وہ دیا کے گھر گیا تو ان کے گھر کے باہر بھی تالا لگا ہوا تھا

یہاں سوسائٹیز میں لوگوں کو ایک دوسرے کی کہاں خبر ہوتی ہے

ہر طرف سناٹا تھا

سامنے گھر کے باہر مالی پودے کاٹ رہا تھا تو وہ اس کے پاس چلا آیا

السلام و علیکم

انکل

وعلیکم السلام جی بیٹا

انکل یہ سامنے گھر والے کدھر گئے ہیں کچھ پتا ہے

نہیں بابو چھ مہینے پہلے دیکھا تھا

یہی تھا صبح کے وقت میں پہلے بیٹا اور بیٹی کہی گئے اور بعد میں ان کے والد اور والدہ اس کے بعد کوئی واپس نہیں آیا

کچھ دن بعد ایک صاحب آئے تھے گھر سے کوئی سامان لے کر چلے گئے

رضا جیسے جیسے سن رہا تھا اس کے لیے اپنے پاؤں پر کھڑا رہنا محال تھا

وہ وہاں سے شکستہ قدموں سے واپس لوٹ آیا

شاہ میر وہ سیدھا شاہ میر کے پاس آیا

ہمم

وہ جو اوندھے منہ بیڈ پر گرا ہوا تھا ویسے ہی جواب دیا

فجر نہیں مل رہی یار

شاہ میر اس کی بات پر پلٹا

کیا مطلب

تو وہ شاہ میر کو سب بتاتا چلا گیا

یار میں نے اپنے ہاتھوں سے سب ختم کر دیا ابھی تو میں نے اسے بتانا تھا کہ میں مزاق کر رہا تھا

رضا کی بات پر شاہ میر چونکا

کیسا مزاق

تو رضا نے اپنی اور فجر کی آخری ملاقات کی ساری باتیں بتا دی

جس پر شاہ میر کا دل کر رہا تھا کہ وہ اس کا گلا دبا دے

وہ ایک دم سے رضا کی طرف بڑھا اور اسے کالر سے پکڑ کر اٹھایا

اگر اس نے یہی بات دیا کو بتا دی ہوئی

تو تمہیں اندازہ ہے وہ ہمارے بارے میں کیا سوچے گی

شاہ میر ایک دم سے دھاڑا تو رضا کو اپنے کیے پر افسوس ہوا

مجھے لگا تھا میں سب کلئیر کر دوں گا

کلئیر مائے فٹ شاہ میر نے ایک مکہ رضا کے چہرے پر مارا تو وہ بستر پر جا گرا

میری بات کان کھول کر سن لو رضا

وہ لڑکی جنون ہے میرا

سانسوں کے چلنے کی وجہ

وہ مجھے نا ملی تو

تمہیں اپنے ہاتھوں سے زندہ دفن کرو گا

اور وہاں سے باہر کی طرف بڑھ گیا

فجر نے یہاں آکر منہا سے رابطہ کرنا چاہا تو نہیں ہو سکا لیکن ایک دن دیا کی کال آئی تو پتہ چلا وہ بھی یہی لندن ہے

وہ دونوں تو ایک دوسرے سے مل چکی تھی

اور انہوں نے ہر ممکن طریقے سے منہا سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن نہیں ہو سکا

آج بھی دیا انٹرنیٹ سے کالج میں پڑھنے والوں کی آڈیز دیکھ رہی تھی

اور جاننے والوں کو کال کر کے شاہ میر رضا اور منہا کی معلومات لینے کی کوشش کر رہی تھی

لیکن کہی سے بھی کچھ پتہ نہیں چلا

اب کیا کروں میں کہی سے کچھ پتا نہیں چل رہا

دیا نے بے بسی سے اپنا سر ہاتھوں میں گرا کر فجر سے کہا

جب کہ فجر نے تاسف سے اسے دیکھا

ایک بات کہو دیا

ہمم کہو دیا نے ویسے ہی جواب دیا

اپنی تلاش ختم کر دو

تلاش نہیں کرو گی تو بس یہی دکھ ہو گا کہ تم نے کوشش نہیں کی ورنہ مل جاتا

لیکن تلاش کرنے پر مل کر بھی وہ نہ ملا تو اس دکھ کا مداوا نہیں ہو گا

فجر نے آسمان کی طرف دیکھ کر جواب دیا تو دیا چونکی

کیا مطلب دیا نے حیرانگی سے پوچھا

تم نے سنا تو ہو گا

first impression is the last impression

میں سمجھ نہیں رہی فجر تم کہنا کیا چاہتی ہو

تمہیں پتا ہے فرسٹ ڈے ہم نے ان کے ساتھ گیم کھیلی تھی

جس پر شاہ میر نے ہمارے ساتھ ڈبل گیم کھلی اور دھوکہ دیا

انہوں نے لاسٹ ڈے بھی یہی کیا

صاف صاف بتاؤ فجر پہلیوں میں بات نہ کرو

دیا کی بات پر فجر نے دیا کی طرف دیکھا اور اسے اپنی اور رضا کی ساری بات بتائی

تم اسے تلاش کر رہی ہو

اگر اس نے رابطہ کرنا ہوتا تو مجھ سے بھی کر سکتا تھا

شاہ میر کو اپنا نمبر دیا تھا میں نے جو یہاں آکر بھی آن ہی ہے

فجر کی بات پر دیا کو شاہ میر کی بات یاد آئی

اس نے بتایا تو تھا کہ فجر نے اسے نمبر دیا ہے

وہ ہمارے جذبات کے ساتھ کھیل چکے ہیں دیا

کھیل کا آغاز ہم نے کیا تھا

لیکن اختتام وہ کر گئے

اور یقین مانو اس اختتام میں خود کو ہار بیٹھی ہوں میں

تم بھی اس فریب سے نکل آؤ

یقین مانو اذیت کم نہیں ہو رہی ابھی تک لیکن نئی مزید بھی نہیں مل رہی کیونکہ ابھی تک پہلے غم کا ہی رونا ختم نہیں ہوا

روز اس کے الفاظوں کا زہر ختم کر رہا ہے مجھے

یہ غم تو کہی بہت بعد میں ہے کہ وہ مل نہیں رہا

ایسا لگتا ہے اس کی بیوفائی کا غم ایک زندگی کے لیے کافی ہے

ہجر کا تو ابھی میں نے سوچا بھی نہیں

جب کہ دیا پلک جھپکائے بنا فجر کو دیکھ رہی تھی

فجر خاموشی سے وہاں سے اٹھ کر چل پڑی

سولہ برس کی

سولہ برس کی بالی عمر کو سلام

اے پیار تیری پہلی نظر کو سلام

وہ وہاں سے شکستہ قدموں سے گھر آئی تو سامنے ماہر بیٹھا ہوا تھا

دیا کو دیکھ کر ہلکے سے مسکرایا

اور اٹھ کر کمرے میں چلا گیا

شاید وہ اس کا ہی انتظار کر رہا تھا

دیا کمرے میں آئی تو بیڈ پر اوندھے منہ گر کر رونے لگی

دنیا میں سب سے پہلے

جس نے دل دیا

دنیا کے سب سے پہلے

دلبر کو سلام

جبکہ دوسری طرف ماہر روم میں چئیر پر بیٹھا بار بار منہا کے گھر کا نمبر ڈائل کر رہا تھا

کتنی ضرورت تھی اس وقت اسے وہ رونا چاہتا تھا بتانا چاہتا تھا کہ وہ کس کرب سے گزرا ہے لیکن اس سے کوئی رابطہ ہی نہیں ہو رہا تھا

کہ اس نے موبائل سامنے دیوار پر مارا جو ٹکڑوں میں بکھر گیا

اور چہرا آنسوؤں سے تر ہو گیا

جنہیں اس نے صاف کرنے کی زحمت نہ کی بلکہ ویسے ہی کرسی سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لی تو سامنے چھن سے منہا کی صورت آ سمائی تو غصے سے آنکھیں کھول دی

دل سے نکلنے والے رستے کا شکریہ

دل تک پہنچنے والی ڈگر کو سلام

اے پیار تیری پہلی نظر کو سلام

وہ خود کو اب اس کے قابل تو نہیں سمجھتی تھی لیکن ایک بار اسے دیکھنا چاہتی تھی

ایک بار ان آنکھوں میں محبت دیکھنا چاہتی تھی پھر وہ خود ہی اس کی زندگی سے دور کہی چلی جاتی لیکن ایک بار

جس میں جوان ہوکر بدنام ہوئے ہم

اس شہر اس گلی اس گھر کو سلام

جس نے ہمیں ملایا جس نے جدا کیا

اس وقت اس گھڑی اس گھر کو سلام

اے پیار تیری پہلی نظر کو سلام

وہ صبح سے اسے ہر جگہ ڈھونڈ چکا تھا ہر جاننے والے سے پوچھ چکا لیکن کچھ بھی پتہ نہیں چلا

اب رات کے تیسرے پہر وہ سڑک پر پیدل چل رہا تھا

ایک بار مل جاؤ دیا

کبھی کبھی نہیں جانے دوں گا

میں کیسے رہوں گا تمہارے بغیر

پلیز آجاؤ

وہ وہی گھٹنوں کے بل سڑک پر بیٹھ گیا

ہر طرف سناٹا تھا

اور اس سناٹے میں شاہ میر شاہ کی سسکیاں

ملتے رہیں یہاں ہم یہ ہے یہاں لکھا

اس کی لکھاوٹ کی زیروزبر کو سلام

اے پیار تیری پہلی نظر کو سلام

فجر گھر آئی تو بنا کسی کی طرف دیکھے کمرے میں بند ہوگئی جب کے اس کی مما دروازا بجاتی رہی لیکن اس نے نہیں کھولا

وہ پہلے کتنی ہنس مکھ تھی یہاں آکر وہ بالکل خاموش ہوگئی تھی

پہلے تو وہ سمجھیں کہ وہ اداس ہے لیکن

ابھی تک اس میں کوئی بدلاؤ نہیں آیا تھا

بلکہ وہ بس کمرے تک محدود ہوگئی تھی

یا بس دیا سے ملنے جاتی تھی

اور واپس آکر ایسے ہی بند ہو جاتی تھی

رضا کے ساتھ گزرا ایک ایک لمحہ اور اس کے آخری الفاظ

سب آنکھوں کے سامنے گھوم رہے تھے

لیکن اس کی آنکھیں اور دل بالکل خاموش تھا

ان مست گہری گہری آنکھوں کی جھیل میں

جس نے ہمیں ڈبویا اس بھور کو سلام

گھونگھٹ کو چھوڑ کر جو سر سے سرک گئی

ایسی نگوری دھانی چیز کو سلام

آے پیار تیری پہلی نظر کو سلام

ماہر کو دس سن ہوگئے تھے پاکستان آئے ہوئے اور ان دس دنوں میں اس نے منہا کو ہر جگہ ڈھونڈا

اور آخر کار وہ اس میں کامیاب بھی ہوگیا

اور اب وہ اسلام آباد میں اس کے فلیٹ کے سامنے کھڑا تھا

ابھی اس نے ڈور بیل پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ دروازا کھلا

اقبال صاحب اور ان کی بیگم کہی باہر ہی جا رہے تھے ماہر کو دیکھ کر چونکے

بیٹا آپ

السلام و علیکم انکل آنٹی

وعلیکم السلام

اندر آؤ بیٹا

وہ اسے لیے ڈرائینگ روم میں گئے

ماہر کی متلاشی نگاہوں نے اردگرد منہا کو تلاشا لیکن وہ کہی نظر نہیں آئی

انکل میں وجہ پوچھ سکتا ہوں کہ آپ لوگ ایسے اچانک کیوں غائب ہوئے

ماہر نے بیٹھتے ہی پہلا سوال یہی پوچھا جس کی وجہ سے وہ الجھن میں تھا

بیٹا ہمیں خود کچھ سمجھ نہیں آرہا

کیا مطلب انکل ماہر ان کی بات پر چونکا

ہمیں تمہارے والدین کی وفات کا پتا چلا بہت افسوس ہوا بیٹا

لیکن آپ تو جانتے ہو ہم اس وقت ملک سے باہر تھے

فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی تو ہو نہیں سکا

وہاں تو ہم کچھ دنوں کے لیے گئے تھے لیکن دو مہینے لگ گئے

واپس آکر ہم لوگ گئے تھے وہاں لیکن آپ لوگ وہاں تھے ہی نہیں

اور منہا بھی کوئی بات نہیں کرتی تھی

ہم نے کئی بار بات کرنے کی کوشش کی

لیکن اس نے کہا وہ شادی نہیں کرنا چاہتی

اقبال صاحب کی بات پر ماہر نے حیرت سے انہیں دیکھا

کک۔کیا مطلب انکل وہ ایسا کیوں چاہتی ہے

بیٹا بوا نے بتایا تھا کہ ایکسیڈینٹ والے دن وہ آپ کی کال آنے پر گئی تھی

اور پھر ایک مہینے بعد گھر آئی اور کب آئی یہ تک نہیں انہیں پتہ

ہمیں لگا آپ سے کوئی لڑائی ہوئی ہوگی

ہمارے آنے سے پہلے اس نے کال پر گھر بدلنے کا بولا

اور جب ہم آئے تو اس کی ضد پر یہاں آنا پڑا

ہم نے اس کے منع کرنے کے باوجود اسے بتائے بغیر آپ لوگوں کے ہاں کئی بار گئے لیکن وہاں کوئی نہیں تھا

جیسے جیسے اقبال صاحب بولتے جا رہے تھے

ویسے ویسے ماہر کو لگ رہا تھا

اس کا سانس بند ہو جائے گا

وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس کا خواب کچھ ایسا پورا ہوا ہوا

انکل میں کہو کہ مجھے کل ہی منہا سے نکاح کرنا ہے

پلیز انکل انکار مت کیجئے گا

میرے پاس کوئی رشتہ نہیں بچا میں منہا یا آپ لوگوں کو نہیں کھونا چاہتا

ماہر کی بات پر کچھ دیر وہ خاموش رہے پھر اثبات میں سر ہلا دیا

وہ خود منہا کی حالت سے حیران تھے

جسے پڑھنے کا اتنا شوق تھا

لیکن اب اس نے پڑھائی سے انکار کر دیا اور خود کو کمرے تک محدود کر لیا ہے

میں منہا سے مل سکتا ہوں

ں سا ہم لوگ باہر جا رہے ہیں

مارکیٹ سے کچھ سامان لانے آپ جائیں گا مت کھانا ہمارے ساتھ ہی کھائیے گا

جی انکل

ماہر آرام سے دروازا کھول کر اندر آیا تو منہا مرر کے سامنے کھڑی تھی

گیلے بال پشت پر بکھرے ہوئے تھے

جن سے پانی کی بوندیں ٹپک کر پشت کو گیلا کر رہی تھی

وہ اپنے خیالوں میں گم

کھڑی تھی

ماہر کچھ دیر تو اسے دیکھتا رہا پھر اس کی غائب دماغی کو نوٹ کر کے اس کی طرف بڑھا

اسے اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا

منہا کے پاس جا کر پیچھے سے اس کے گرد حصار قائم کیا

اور اس کی گردن میں چہرا چھپا لیا

منہا اس نرم گرم حصار پر چونکی اور جب سامنے شیشے میں ماہر کو دیکھا تو

اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیے

یہ خیال تو وہ روز دیکھتی تھی

اس خوشبو کو تو روز وہ خود میں محسوس کرتی تھی

کہ ایک دم وہ حصار کے تنگ ہونے پر حیران ہوئی اور نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا

تو دھک سے رہ گئی وہ سرخ انگارا آنکھیں لیں اسے ہی دیکھ رہا تھا

مم۔ما۔۔ماہر

منہا نے حیران ہو کر ٹکروں میں اس کا نام ادا کیا

انکار کیوں کیا منہا وہ ایک دم سے دھاڑا کے منہا کو اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی

مم۔میں نہیں کرنا چاہتی ماہر مجھے نہیں کرنی کوئی شادی

وہ چہرا ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

لیکن ماہر بے تاثر چہرے سے اسے دیکھے گیا

کہ ایک دم سے وہ اس کی کان کی لو پر جھکا اور وہاں کاٹا کہ منہا

نے بامشکل اپنی چیخ روکی

ویسے ہی اس کی کمر پر حصار بنائے اسے گھمایا اور اس کے بال اپنی مٹھی میں قید کیے چہرا اوپر کو اٹھایا

جس کے باعث منہا کا چہرا اس کے چہرے کے بالکل قریب آگیا تھا

تمہیں شاید میری بکواس سمجھ نہیں آتی منہا اقبال

کہا تھا نا

تم ہاں کرو یا نا ہوگا وہی جو میں چاہو گا

تو پھر اس فرار کا مقصد

وہ ایک دم سے پھر دھاڑا کہ منہا اپنی بے بسی پر پھوٹ پھوٹ کر رو دی

ماہر ایک دم سے اس کے ہونٹوں پر جھکا اور اپنی شدتیں لٹانے لگا

منہا نے اسے روکنا چاہا تو ماہر نے اس کے دونوں ہاتھ پیچھے پشت پر لوک کر دیے

وہ اسے لیے ایسے ہی آگے بڑھا اور

منہا کی پشت مرر کے ساتھ لگا دی

جب اسے لگا منہا کا سانس روک رہا ہے ایک سیکنڈ کے لیے پیچھے ہوا اور منہا کا سرخ چہرا دیکھا اور دوبارا جھک گیا

اپنی شدتیں لٹانے کے کافی دیر بعد وہ پیچھے ہوا تو منہا تیز تیز سانسیں لینے لگی

منہا نے اپنا سر ماہر کی بازو سے ٹکا دیا کیونکہ اسے ابھی بھی سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی

تمہیں اندازہ بھی ہے کہ میں کس غم میں تھا کتنی ضرورت تھی تمہاری

تمہیں میری ہمدرد بننا تھا منہا لیکن تم مجھے یہاں ایک اور غم دینے کا سوچ رہی تھی

ماہر نے پھر سے اس کا چہرا اپنے سامنے کیا تو منہا نے روتے ہوئے آنکھیں بند کر لی

ماہر میں لیکن اس سے بولا ہی نہیں جا رہا تھا

کہ اچانک ماہر کو اقبال صاحب کی بات یاد آئی

منہا تم

ماہر کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے کہے

تم ایک ماہ کہا تھی

وہ دل میں دعا کر رہا تھا

کہ وہ کہہ دے کسی دوست کی طرف تھی لیکن اس کے ساتھ کچھ غلط نا ہوا ہو

لیکن منہا کے لگلے الفاظوں نے

اس کے جسم سے روح کھینچنے کا کام کیا تھا

ماہر وہ مجھے لے گیا تھا

میں بہت روئی چلائی

مم۔میں رونے کی وجہ سے اس کی ہچکی بندھ گئی

کون تھا منہا

ماہر کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی

تو منہا نے کالج والا واقع بتایا

لیکن وہ اپنی کیڈنیپینگ کے بعد والا

سب چھپا گئی

ہشششش منہا کچھ نہیں ہوا میں ہوں نا

کل ہمارا نکاح ہے تم ایسا کچھ نہیں سوچو گی

نہیں ماہر میں

میں نہیں کروں گی

ایک لفظ نہیں منہا

اگر مجھے زندہ دیکھنا چاہتی ہو تو کل ہاں کہہ دینا ورنہ یہی تمہاری آنکھوں کے سامنے خود کو ختم کر دوں گا

ماہر نے مکا بنا کر مرر پر مارا کہ اس میں دراڑ آگئی

اس سے پہلے منہا اس کا ہاتھ دیکھتی وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا

اسے نہیں پتا وہ کب دلہن بنی کب نکاح ہوا اور کب کیسے ماہر نے گھر والوں کو رخصتی کے لیے منا لیا کے اب وہ اس کے ساتھ رخصت ہو چکی تھی

منہا نے نظریں اٹھا کر اپنے دائیں طرف ڈرائیونگ کرتے ماہر کو دیکھا

جس کے چہرے پر سکون ہی سکون تھا

کیا وہ پوری سچائی جاننے کے بعد بھی اتنا ہی پر سکون ہوگا

یا وہ اسے اپنی زندگی سے نکال دے گا

نہیں میں ماہر کے پاؤں پر جاؤ گی میں اس سے کہو گی کہ وہ اپنا نام مجھ سے جدا نا کرے

وہ مجھے اپنے ہاتھوں سے مار دے لیکن اپنا نام میرے نام کے ساتھ رہنے دے

ابھی وہ انہی سوچو میں گم تھی کہ گاڑی کہ رکنے پر ہوش میں آئی

ابھی وہ کچھ سمجھتی کہ ماہر نے اس کی سیٹ بیلٹ کھول کر کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچ لیا تھا

جس پر منہا بوکھلا گئی ماہر کیا کر رہے ہیں

کچھ نہیں مجھے لگا شاید میں زیادہ ہینڈسم لگ رہا ہوں

جو میری بیوی ہوش بھلائے مجھے دیکھ رہی ہے

تو سوچا آسانی کر دوں کچھ اس کے لیے

منہا نے ماہر کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن ماہر نے اپنے دونوں ہاتھ منہا کی پشت پر باندھ کر اسے مزید اپنی طرف کھینچا

کہ منہا نے اپنی سانس تک روک لی

ماہر نے اس کے سجے سنورے روپ کو دیکھا

منہا نے ماہر کی لو دیتی نظروں سے گھبرا کر پلکیں جھکا لی

ماہر کی نظر ان سے ہوتی ہوئی ریڈ لپ اسٹک لگے ہونٹوں پر ائی وہاں سے ہوتی ہوئی صراحی دار گردن پر گئی جو کسی بھی آرائش سے پاک تھی

ماہر بے خود ہوا اس پر جھکا

اور اپنے تشنہ لب وہاں رکھ دیے

منہا نے ماہر کے گرم نرم لمس پر گھبرا کر سے پیچھے کرنا چاہا لیکن اس کی شدتوں میں اضافہ ہوتا گیا

منہا کی اکھڑتی سانسوں کا خیال کرتے وہ پیچھے ہوا تھا گردن پر اپنی شدتوں کے واضح نشان دیکھ کر ماہر نے منہا کی آنکھوں میں دیکھا

جس کی آنکھیں اور چہرا اس وقت لال ہوا پڑا تھا

اور پھر کچھ کہے بنا منہا کو اس کی سیٹ پر بیٹھا کر سیٹ بیلٹ لگائی اور پھر اس کے ڈوپٹے کہ پن نکال کر ڈوپٹہ آگے کیا جس سے منہا کی گردن کو چھپا دیا کہ نشان نظر نا آئے

وہ گھر پہنچے تو وہ منہا کو روم میں چھوڑ کر آرام کرنے کا کہہ کر خود کہی چلا گیا

منہا کے بتانے پر اس کے سامنے تو وہ خاموش ہوگیا لیکن وہی جانتا تھا کہ اس کے اندر کیسی آگ جل رہی تھی

وہ اس کی تکلیف یا دکھ کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا نا ہی اس کا کوئی مداوا ہو سکتا تھا

لیکن وہ اسے تکلیف دینے والے کو جب تک جہنم واصل نا کر دیتا اسے چین نہیں آنا تھا

اب وہ عمر شیرازی کے گھر کے باہر کھڑا تھا اردگرد کا جائزہ لے کر وہ دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہوا

رات ہو چکی تھی اسی لیے کوئی ملازم نہیں تھا یا شاید اس کی خوش قسمتی تھی

وہ گھر میں داخل ہوا تو گھر میں شاید کوئی نہیں تھا

ایک کمرے سے ٹی وی کی آوازیں آرہی تھی تو ماہر اس طرف بڑھا دروازا ہلکا سا کھلا

ہوا تھا

اس نے اندر جھانک کر دیکھا تو عمر شیرازی کوئی مووی دیکھ رہا تھا اس کی دروازے کی طرف پیٹھ تھی

[illegible] ہوا اور اپنے پیچھے دروازا بند کر دیا

اور عمر شیرازی کے پیچھے جا کر کھڑا ہوگیا

اور ساتھ پڑا ریموٹ اٹھا کر آواز تیز کر دی عمر شیرازی نے اس عمل پر پیچھے مڑکر دیکھا تو اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا

تم کون ہو اور کیا کر رہے ہو یہاں

تمہاری موت ماہر نے۔ اتنا کہتے ہی اپنی جیکٹ سے تیز دھار چاقو نکالا اور عمر شیرازی پر حملہ کیا

خون کی تیز دھار ماہر کے کپڑے اور چہرہ بھی خون سے بھر گئی

عمر شیرازی نیچے گرا

میں نے کیا بگاڑا ہے کون ہو تم مجھے جانے دو

گھٹیا شخص ایک لڑکی کو تباہ کر دیا اور کہہ رہے ہو میں نے کیا کیا

ماہر نے بال مٹھی میں دبوچ کر عمر شیرازی کا سر زمین پر زور سے پٹکا

انہیں آنکھوں سے گندی نظر ڈالی تھی نا

ماہر چاقو کی نوک اس کی آنکھ کے پاس لا کر بولا

دیکھو مجھے معاف کر دو تم کہو گے تو میں اس لڑکی سے شادی

ابھی اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی جب ماہر کا چاقو اس کی گال کاٹتا چلا گیا جس پر عمر شیرازی کی چیخیں اس کمرے میں گونجیں

ایسے ہی وہ چلائی ہوگی تمہیں رحم آیا ماہر نے کھڑے ہوکر اس کے پیٹ میں ٹھوکر ماری

ابھی ماہر دوبارا اس پر وار کرتا کہ عمر شیرازی کا قہقہ گونجا

ہاہاہاہا

تمہاری محبوبہ نے تمہیں آدھی ادھوری کہانی بتائی

ہاہاہ شاید بچاری اپنی عزت رکھ رہی ہوگی

عمر شیرازی کی بات پر ماہر نے ایک اور ٹھوکر ماری

جس پر اس کے قہقہوں میں اضافہ ہوا

صرف مجھ سے بدلہ لوگے یا باقی سب سے بھی

اس بات پر ماہر کا چاقو چلاتا ہاتھ ہوا میں ہی رہ گیا

اور ماہر کی فق شکل دیکھ کر اس نے خباثت سے پھر قہقہہ لگایا

اچھا میں بتاتا ہو پوری کہانی

میں نے تمہاری محبوبہ کو بس کچھ دن رکھا تھا پاس

لیکن

تو کیسا لگا میرا بدلہ ڈارلنگ

عمر شیرازی نے خباثت سے منہا کی طرف دیکھ کر کہا

مجھے جان سے مار دو یا جانے دو میرے ماں باپ مر جائے گے

مجھ پر رحم کرو

وہ سسک رہی تھی رو رو کر آنکھیں بھی پتھر ہو چکی تھی اب وہ خشک اور سوجھی آنکھوں سے اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر گرگرا رہی تھی

اس کے ماں باپ چاہے اسے مار دیتے لیکن وہ انہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ اسے غلط نہ سمجھے ماہر کو اگر اس کی گمشدگی کا پتا لگا ہو تو وہ اسے بے وفا نا سمجھے وہ کہی اپنی مرضی سے نہیں گئ تھی

بس خود کی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے جانا چاہتی تھی

ہاہاہا

اس سب کے بعد زندہ بھی رہ سکے گے

بہت ہی بے شرم واقع ہو گے

چلو آزاد کرتا ہوں

دفعہ ہو جاؤ اب یہاں سے ویسے بھی میرا دل بھر گیا ہے

ابھی عمر شیرازی باہر جاتا کہ باہر سے باتوں کی آوازیں آئی

اوو شٹ پاپا

منہا نے عمر شیرازی کے پاپا کہنے پر حیرانگی سے دیکھا اور دل میں امید جاگی

کیا وہ اس کی مدد کر سکتے تھے

ابھی عمر شیرازی کوئی بہانہ سوچتا کہ وہ دروازا کھول کر اندر آئے اور وہاں اپنے بیٹے کے ساتھ منہا کو دیکھا

اس کی حالت دیکھ کر کوئی بھی اندازہ لگا سکتا تھا کہ اس کے ساتھ کتنی درندگی دکھائی گئی ہے

انکل

منہا بھاگ کر ان کے پیچھے چھپی مجھے بچا لے پلیز انکل مجھے گھر جانا ہے وہ

روتی ہوئی ان سے اپنی رہائی کی بھیک مانگنے لگی

لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ بھی اسی درندے کا باپ ہے

شیرازی نے آنکھوں سے اپنے بیٹے سے سوال کیا

کہ کیا ماجرا ہے

پاپا بدلہ لیا ہے اپنی انسلٹ کا

عمر شیرازی نے کندھے آچکا کر جواب دیا

انکل پلیز میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گی مجھے بچا لیں آپ کو اللہ کا واسطہ وہ ان کے پاؤں پکڑ کر گڑگرانے لگی

کہ وہ شیطان صفت انسان اپنے بیٹے کی طرف دیکھ کر مسکرایا

عمر باہر بیٹھیں لوگ بہت اہم ہیں انہیں ہر حال میں خوش کر کے ڈیل حاصل کرنی ہے

اور خوش کرنے کا اس سے اچھا سامان کوئی نہیں

ان باتوں کو سن کر منہا کو لگا کسی نے پگھلتا سیسیہ اس کے کانوں میں ڈال دیا ہو

وہ آنکھیں پھاڑے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جسے وہ اپنے باپ کی جگہ سمجھ کر مدد مانگ رہی تھی

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ مری کیوں نہیں

لیکن اسے اندازہ ہو رہا تھا مر جاتی تو شاید ہر اذیت ختم ہو جاتی موت تو شاید اذیتوں سے نجات کا نام ہے

زنگی مشکل تھی جو اسے جینی تھی

جو اس نے پہلے نہیں سوچا تھا وہ اب سوچنے لگی

وہ حرام موت نہیں مرنا چاہتی تھی

لیکن اس کے بعد وہ جینا بھی نہیں چاہتی تھی

اس لیے کئی بار وہاں خودکشی کی کوشش کی جس پر وہ ناکام ہوئی اور ان کے تشدد کا نشانہ بنی

اب تو اسے مرنے سے بھی خوف آتا تھا

کہ اگر مر گئی تو وہ اس کے ساتھ اور ظلم کرے گے

تکلیف میں وہ تھا لیکن قیامت تو اس پر بھی ٹوٹی تھی اور اس نے کوئی شکوہ تک نہیں کیا تھا اس سے

سب سے زیادہ تو اسے ضرورت تھی

باہر سے دروازا بجانے کی آواز آرہی تھی

شاید

عمر شیرازی کی بہن تھی

ماہر نے وہاں پری شیٹ سے عمر شیرازی کے ہاتھ پاؤں باندھے

ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر اس کے منہ میں ٹھونسے

تمہیں پتا ہے جب کسی عورت کی عزت جاتی ہے تو اس کے گھر والوں پر کیا گزرتی ہے

ماہر کی سرسراتی آواز عمر شیرازی کے کانوں میں گئی تو اس نے حیرت سے ماہر کو دیکھا

اس کے دیکھنے پر ماہر نے دروازے کی طرف دیکھا جس کے پار شاید اس کی بہن تھی عمر شیرازی نے اپنا سر دائیں بائیں مارنا شروع کر دیا

تمہیں کہاں اندازہ ہوگا

لیکن آج میں تمہیں اس چیز سے بھی روشناس کرواؤ گا

ماہر نے کھڑے ہو کر ٹی وی کی آواز کم کی

اور جا کر دروازا کھولا جہاں سامنے اس کی بہن کھڑی تھی

اور اسے سوچنے کا موقع دیے بغیر اندر کھینچا

جب کہ عمر شیرازی مسلسل سر ہلا رہا تھا

بھائی وہ لڑکی ابھی عمر کی طرف بڑھتی کہ ماہر نے بازو سے پکڑ کر کھینچا

کہاں اپنے بھائی کے کیے گناہوں کا حساب کون دے گا

جب کہ وہ لڑکی ہاتھ پاؤں مار کر خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی جس پر ماہر نے تھپڑ اس کے منہ پر مارا کے وہ نیچے جا گری

عمر شیرازی خون زیادہ بہنے کی وجہ سے شاید بیہوش ہو چکا تھا

ماہر نے اس لڑکی کا دوپٹہ کھینچ کر دور اچھالا

کسی بھی مرد کی آنا غصہ یا بدلہ عورت کی عزت سے بڑھ کر نہیں ہوتا

ابھی وہ آگے بڑھتا کہ

اپنی ماں کے کہے الفاظ یاد آئے تو رک گیا

منہا کا چہرا آنکھوں کے سامنے لہرایا تو دل کو بے چینی ہوئی

اس نے روتی ہوئی لڑکی کو دیکھا اور پھر عمر شیرازی کو

پھر وہ اس کے پاس آیا اور اسی چوقو سے اس کا گلا کاٹ دیا

تم سمجھدار تو ہوگی کہ کس چیز کا بدلہ تھا یہ

بتا دینا اپنے باپ کو اس کے بعد جہنم اس کا انتظار کر رہی ہے

اور وہاں سے نکلتا چلا گیا

وہ گھر آیا تو گیسٹ روم میں جاکر فریش ہوا وہ نہیں چاہتا تھا کہ منہا اسے اس حالت میں دیکھے

یا اسے پتا بھی چلے کہ وہ سب جان گیا ہے

اگر اس نے اپنا پردہ رکھنا چاہا تھا تو وہ کون ہوتا تھا اسے بے پردہ کرنے والا

وہ تو اس کا محافظ تھا

وہ اس کی حفاظت نہیں کر پایا اس کے لیے شاید ہی وہ کبھی خود کو معاف کر سکے لیکن اب وہ اس پر آنچ بھی نہیں آنے دے گا

وہ روم میں آیا تو وہ سو رہی تھی

ماہر باہر ٹیرس پر چلا گیا

اپنے ہاتھوں کو غور سے دیکھا

وہ آج ایک خون کر کے آیا تھا

اور ابھی تو باقی درندوں کو بھی جہنم واصل کرنا تھا

اسے نہیں پتا تھا یہ سفر اسے کس منزل تک کے جائے گا

لیکن اب اس کے جینے کی کوئی وجہ تھی تو وہ منہا تھی

اور کوئی مقصد تھا تو ان درندوں کو جہنم واصل کرنا

تھوڑی دیر کھڑا رہنا کے بعد وہ روم میں آیا کچھ دیر لیٹ کر وہ منہا کا چہرا دیکھتا رہا پھر اس کا سر اپنے کندھے پر رکھ کر اس کے گرد اپنا حصار باندھ کر سوگیا

حال

تین سال بعد

اب تو گھر جا کر بھی مہمانوں والی فیلنگ آنے لگ گئی ہے

تین چار ماہ بعد جاؤ وہ بھی دس پندرا دن کے لیے

رضا نے شاہ میر کے کندھے پر سر رکھ کر کہا

کیونکہ اب وہ آرمی آفیسرز بن چکے تھے

دیا کے غائب ہونے پر کافی ٹائم تو شاہ میر نے رضا سے بات نہیں کی

لیکن ٹریننگ کے وقت ساتھ ہونے پر اور پھر ڈیوٹی بھی ساتھ کرنے پر بات تو کرنی پرتی تھی

لیکن شاہ میر کا رویہ پہلے جیسا نہیں رہا تھا

وہ جیسے پہلے رضا کی ٹانگ کھینچتا تھا اب ویسا نہیں تھا وہ کافی خاموش ہو گیا تھا

سب اسے جلاد کہتے تھے وہ کافی بے رحم ہو گیا تھا

رضا اس کی بے رحمی مجرموں کے ساتھ دیکھ کر روح تک کانپ جاتا تھا

ڈیوٹی کے درمیان رضا کافی زخمی ہوگیا تھا

تب شاہ میر کا رویہ پہلے جیسے ہوا تھا لیکن صرف رضا کے ساتھ

کے ٹھیک ہونے پر پھر سے ویسا ہی سرد رویہ ہوگیا

لیکن اب وہ رضا سے کھل کر بات کر لیتا تھا

کیونکہ محبت اس نے کھوئی تھی تو رضا نے بھی کھوئی تھی

وہ تو اپنا غصہ ناراضگی دکھا رہا تھا لیکن رضا تو اپنا درد چھپائے بس اسے منا رہا تھا

شاہ میر کو اپنا آپ خود غرض لگا

اور جس دن اس نے رضا سے کہا کہ وہ اس سے ناراض نہیں قسمت میں یہی لکھا تھا

تب رضا شاہ میر کے گلے لگ کر اتنا رویا کہ شاہ میر سے سنبھالنا مشکل ہو گیا

وہ کتنا ٹوٹا ہوا تھا شاہ میر کو اس دن اندازا ہوا

اور آج وہ دونوں گھر چھٹی جا رہے تھے تو رضا شاہ میر کے کندھے پر سر رکھے باتیں کر رہا تھا

وہ ڈیوٹی پر تو بہت ایکٹیو ہوتا تھا

لیکن جیسے ہی چھٹیاں ملتی تو ایسے سست بن جاتا کہ بس شاہ میر کی گود میں اٹھانے کی کسر رہ جاتی تھی ورنہ اسے کھینچ گھسیٹ کر ہی لے جانا پڑتا جیسے اب وہ کررہا تھا

ٹانگیں سامنے والے ٹیم کے بندے پر رکھی تھی

سر شاہ میر کے کندھے پر رکھا ہوا تھا

اور ساتھ بیٹھے جونئیر سے اپنے ہاتھ دبانے کو بول رہا تھا

شاہ میر نے اس کے ڈرامے پر گردن گھما کر اس کی طرف دیکھا

رضا ابھی اگر تم انسانوں کی طرح نہیں بیٹھے تو یہاں سے گھر پیدل جاؤ گے

شاہ میر کے وارننگ دینے پر وہ ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

کہ اسی وقت جیپ رکی

جیپ کیوں روکی ہے ساجد

شاہ میر نے ڈرائیونگ کرتے ساجد سے کہا

سر یہ باہر کسی کی گاڑی خراب ہوئی ہے

ان کی مدد کے لیے

موسم خراب ہوگیا تو

ایسی جگہ سے جانے میں مسئلہ ہوگا

ساتھ لیڈیز بھی ہے

ٹھیک کیا

تم روکو ساجد رضا جا کر دیکھ کر آؤ کہ کیا مسئلہ ہے

یار میرے پاؤں میں

ابھی وہ جملہ مکمل کرتا کہ شاہ میر کی گھوری پر کھڑا ہوگیا

تم بھی آؤ اگر یہ سازش ہوئی اور مجھ پر حملہ ہوگیا

تم نہ بھی کہتے تو آرہا تھا میں ورنہ تم وہاں بھی اپنی شیخی بھگاڑنے لگ جاتے

آج تین سال بعد وہ پاکستان آئی تھی

وہ بھی ماہر کو بتائے بغیر کیونکہ وہ ہر دفعہ اسے منع کر دیتا تھا کہ وہ اپنی سٹڈی کمپلیٹ کرے

لیکن آج وہ فجر کو ساتھ لے کر پاکستان آگئی تھی

یہاں ہی تو سب کچھ تھا اس کا

اتنے پیارے رشتے محبت سب یہی تو تھا اور یہی تو اس نے یہ سب کھو دیا تھا

کیا وہ شاہ میر کو یاد بھی ہوگی

یا وہ موو آن کر گیا ہوگا

وہ اسے دیکھے گا تو پہچانے گا بھی یا نہیں

ابھی وہ انہیں سوچو میں گم تھی کہ فجر کی آواز سن کر ہوش میں آئی جو حماد بھائی سے کوئی بات کر رہی تھی

حماد دیا کا کزن تھا

حماد کا یہاں آبائی گھر تھا جہاں اکرام صاحب اور عائشہ بیگم کی ڈیڈ باڈیز لے کر وہ آئے تھے

حماد کو کام کے سلسلے میں پاکستان آنا تھا اسی لیے دیا بھی اسی کے ساتھ آگئی ورنہ اسے اور فجر کو اکیلے اجازت نا ملتی

حماد بھائی کچھ نہیں ہوتا یار نیکسٹ ٹائم بھابھی کو ساتھ لے آیے گا

حماد کی بیوی ڈاکٹر تھی اور اسے لیو نہیں ملی تھی اسی لیے حماد کو اکیلے آنا پڑا اور اب وہ اداس ہو رہا تھا

وہ تو میں آجاؤ گا

لیکن شادی کے بعد فرسٹ ٹائم آیا ہوں میں چاہتا تھا وہ بھی آتی

ہاہاہا کتنے کیوٹ لگ رہے ہیں آپ بھائی

بھابھی کو پتا چلے کتنا خوش ہوگی کے ان کے شوہر کا ان کے بغیر دل نہیں لگ رہا

اور یہ دن پتا نہیں کب آئے گا

یہ لڑکیاں کبھی بھی خوش نہیں ہوتی بھائی فارس نے پیچھے بیٹھی فجر کو دیکھ کر کہا

فارس حماد کا چھوٹا بھائی تھا

کیونکہ تم لوگوں کو خوش کرنا ہی نہیں آتا

ابھی وہ باتیں کر رہے تھے کہ ایک دم سے گاڑی رک گئی

شٹ ٹائر گیا

حماد نے سٹیرنگ پر ہاتھ مار کر کہا

چلو فارس ٹائر بدلے

وہ دونوں باہر چلے گئے

لیکن ان سے ہو ہی نہیں رہا تھا

جب دیا اور فجر بھی باہر نکل کر ان کے سر پر کھڑی ہو گئی

کب تک ہوگا تم سے یہ فارس دیا نے فارس سے کہا جو کب سے لگا ہوا تھا

یار میں نے پہلے کبھی نہیں کیا

اب ٹرائے کر تو رہا ہوں

ابھی وہ اپنی باتوں میں ہی مصروف تھے کے ان کے ساتھ دو جیپ آکر رکی لیکن انہوں نے کوئی دیہان نہیں دیا

بس ہوگیا دیکھو دیا میں نے کر دیا فارس دیا کا ہاتھا پکڑ کر کھڑا ہوا تو اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر اسے ویل ڈن کہا

تو پیچھے سے آئی آواز پر دیا کا پورا وجود ساکت ہوگیا

شاہ میر اور رضا باہر آئے تو ایک لڑکی اور لڑکا موبائل میں مصروف تھے شاید وہ کچھ دیکھ رہے تھے

جبکہ ایک لڑکی اور لڑکا ٹائر لگا رہے تھے

اسے وہ دونوں کپل ہی لگے

اس نے پہلے ویٹ کیا کہ وہ پیچھے مڑ کر دیکھے تو وہ پوچھے لیکن

وہ تو خود میں ہی مصروف تھے

کہ شاہ میر کو خود مخاطب کرنا پڑا

Excuse me Sir

Do you need any help?

شاہ میر کی آواز پر فارس یونہی دیا کا ہاتھ پکڑے پلٹا شاہ میر کو لگا کسی نے اس کے جسم سے روح کھینچ لی ہے

وہ اسے اتنی دیر بعد ملے گی وہ بھی کسی اور کا ہاتھ تھامے ہوئے ایسا تو اس نے کبھی نہیں سوچا تھا

و حتفاکہ وہ اسے ملے گی تو وہ اسے اپنے سینے میں چھپا لے گا

اب ساکت آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا

جب فارس کی بات پر خالی خالی نظروں سے اس کی طرف دیکھا

شکریہ آفیسر بٹ ہمارا ہوگیا

فارس بھی شاہ میر کے عجیب سے انداز پر دیکھنے پر حیران ہوا جو اب پھر سے دیا کو دیکھ رہا تھا

تو فارس نے اپنا ہاتھ دیا کے کندھے کے گرد رکھا اور

شاہ میر کو اللہ حافظ کہہ کر دیا کو گاڑی میں بٹھا کر خود اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا

جبکہ وہ ابھی بھی ساکت نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

رضا جو دیا کو دیکھ کر حیران ہوا تھا وہی نظریں سامنے اٹھی تو پلٹنا بھول گئی وہ اس کی چڑیا ہی تھی جو حیران نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

ایک دم کے لیے رضا کو اس کی آنکھوں میں نمی نظر آئے پر دوسرے ہی لمحے انہی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت نظر آئی

نفرت دیکھ کر تو رضا کا دل تڑپ گیا ابھی وہ آگے بڑھتا کہ وہ ساتھ کھڑے لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر کار میں بیٹھ گئی

اب فرنٹ سیٹ پر دیا اور فارس بیٹھے تھے

اور بیک پر حماد اور فجر

حماد نے کھڑکی سے منہ نکال کر انہیں اللہ حافظ کہا

جب کہ فارس نے یہ زحمت بھی نہ کی اور زن سے گاڑی نکال لے گیا

جب کے شاہ میر کو لگا وہ اس کا دل بھی اسی گاڑی کے نیچے کچل گیا ہے

عجیب تھے یار وہ آفیسرز بھی کیسے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے تھے

وہ سب ڈنر کر رہے تھے

جب فارس نے کہا

اسے رضا اور شاہ میر ایک آنکھ نا بھائے

Overreact

کر رہے ہو وہ لڑکیوں کی وجہ سے دیکھ رہے ہوگے کہ ہمارے ساتھ ہے یا نہیں

آج کل کے ماحول کا پتا تو ہے

ایک تو بیچارے اتنی دیر کھڑے رہے جب تک ہم لوگ آنہیں گئے حماد نے فارس کی بات کی نفی کی

جب کہ دیا اور فجر سر جھکائے کھانا کھانے میں مصروف تھی

اب دیا انہیں کیا بتاتی کہ وہ وہاں کیوں کھڑے ہوئے تھے یہ بات وہ دل میں ہی سوچ سکی

اس حویلی نما گھر میں حماد لوگوں کے گاؤں سے آئی ملازمیں رہتی تھی اس لیے انہیں کوئی مسئلہ نہیں تھا یہاں اکیلے رہنے میں وہ حویلی کے پیچھے بنے کوارٹر میں رہتی تھیں ان میں دو بزرگ اور باقی لڑکیاں بھی تھی کچھ گھر کے اندر رہتی تھی تقریباً دس پندرا تھی جو حویلی کی دیکھ بھال بھی کرتی تھی

دیا صبح ہم مال جارہے ہیں مجھے شاپنگ کرنی ہے اور تمہیں یہاں کے مالز کا آئیڈیا ہوگا تو ٹائم بچ جائے گا

فارس نے دیا سے کہا کیونکہ وہ آتے ہوئے زیادہ سامان نہیں لایا تھا

اس کا کہنا تھا وہ پاکستان سے شاپنگ کرے گا

یاد ہے مجھے لیکن ٹائم پر اٹھ بھی جانا

میں سونے جارہی ہوں

فجر نے انہیں باتوں میں مصروف دیکھ کر کہا

دیا نے ایک نظر فجر کی طرف دیکھا وہ اس کے چہرے پر کچھ کھوجنا چارہی تھی

لیکن وہ بالکل بے تاثر تھا

میں بھی سونے جارہی ہوں صبح جلدی اٹھ جانا

دیا فارس سے کہہ کر فجر کے پیچھے روم میں چلی گئی

شاہ میر رات سونے کے لیے لیٹا تو بار بار دیا اور فارس کا چہرہ سامنے آجاتا

دیا کہ آنکھوں میں اپنے لیے خالی پن دیکھ کر اس کے دل پر کیا گزری تھی صرف وہی جانتا تھا

وہ جو کہتا تھا کہ اگر کوئی اس کی طرف دیکھے گا بھی تو وہ اسے جہنم واصل کر دے گا اور دیا کو قید کر لے گا آج پھر ہمیشہ کی طرح کچھ نہیں کر پایا

اپنی بے بسی پر رہ رہ کر غصہ آرہا تھا

اگر فجر نے تمہیں کچھ بتایا تھا تمہیں مجھ پر شک تھا گلہ تھا تو پوچھتی تو ایک بار

تمہاری جدائی کو ناراضگی اور سزا کے طور پر قبول کر لیتا میں

تم آتی تو اپنی سانسوں میں بسا کر رکھ لیتا کبھی دور نا جانے دیتا

لیکن اس بیوفائی کے لیے کبھی معاف نہیں کرو گا

اس کے لیے تمہیں مجھے جواب دینا ہی ہوگا

لاکھ نا چاہنے کے باوجود بھی ایک آنسو پلکوں کی بار توڑ کر بہہ گیا

دیا روم میں آئی تو

فجر سونے کے لیے لیٹ چکی تھی وہ بھی ساتھ آکر لیٹ گئی فجر نے ایک دم سے اس کے سامنے اپنا موبائل رکھ دیا

دیا جو پہلے حیران ہوئی لیکن موبائل پکڑ لیا

وہ فجر سے کچھ پوچھتی کہ اس نے کروٹ بدل لی

دیا نے موبائل آن کیا تو سامنے ہی شاہ میر کی پروفائل تھی

تو دیا خوشی سے اٹھ بیٹھی

اس نے کتنی بار ٹرائے کی تھی لیکن کبھی نہیں ملی

لیکن آج شاید فجر نے کیپٹن شاہ میر لکھ کر کی تھی اسی لیے مل گئی

لیکن اگلی پیکچرز دیکھ کر دیا کو لگا کسی نے بے دردی سے اس کے ارمانوں کا خون کر دیا ہو

کیونکہ ان پکچرز میں شاہ میر کے ساتھ کوئی لڑکی تھی وہ کسی بات پر ہنس رہے تھے جب پکچر لی گئی

اس کے بعد ایک پکچر پر رضا شاہ میر اور دو لڑکیاں اور تھی

ان چاروں نے آرمی یونیفارم پہنا ہوا تھا

دیا نے ویسے ہی موبائل بند کر کے رکھ دیا

تم بہت برے ہو شاہ میر

تم نے غلط کہا تھا شاہ میر میرے ہاتھ کی لکیروں میں تمہارا ساتھ محبت جنون نہیں بلکہ بے وفائی تھی

کتنے ہی آنسوؤں آنکھوں سے بہہ گئے

یہ تمہاری جلدی ہے فارس شام کے چار بجے

یار نہیں آنکھ کھلی میری

نئی جگہ تھی نا اسی لیے رات جلدی نیند نہیں آئی مجھے

فارس نے اس کا غصہ کم کرنے کو وضاحت دی

اور اس کے بعد

دیا نے آبرو آچکا کر پوچھا

یار تیار شیار ہونے میں اتنا ٹائم تو لگ ہی جاتا ہے

اب ٹائم نا ویسٹ کرو چلو جلدی شاپنگ کرتے ہیں

فجر اور حماد بھائی تو آتے ہی کھانے کے لیے چلے گئے ہیں

جیسے گھر سے کچھ کھا کر نہیں آئے ہم فری ہوگئے تو میں چلی جاؤ گی رکو گی نہیں

دیا نے فارس کو گھسیٹتے ہوئے کہا

اب وہ دونوں شاپنگ کر رہے تھے

دیا کو اللہ اللہ کر کے کوئی چیز پسند آتی

اور فارس بیچارا سامنہ لے کر بیٹھ جاتا

اب مجھے اندازہ ہو رہا ہے تم کیوں کہہ رہی تھی کہ ہم لیٹ ہو جائے گے

وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہہ رہا تھا

جس پر دیا نے دیہان دینا ضروری نہیں سمجھا

ابھی دیا آگے جاتی کہ فارس اس کا ہاتھ پکڑ کر جیولری شاپ میں لے آیا

اب تم چپ رہو اور مجھے کرنے دو

دیا کو بٹھا کر

فارس نے جیولر کو رنگز دکھانے کو کہا

یہ کیسی ہے فارس نے دیا کو ایک بہت پیاری رنگ دکھائی

وہ واقع میں بہت پیاری رنگ تھی

جو ایک کراؤن کی شیپ میں بنی تھی اور اس پر چھوٹے چھوٹے پرپل کلر کے نگ لگے ہوئے تھے

فارس نے دیا کا ہاتھ پکڑ کر وہ رنگ پہنا دی اور پیمنٹ کرنے لگا

لیکن شیشے کا پار کسی نے یہ منظر آگ برساتی نظروں سے دیکھا تھا

شاہ میر جسے رضا زبردستی ساتھ لایا تھا

اب یہاں آکر رضا کو مصروف دیکھ کر باہر آیا تو اس کی غیر ارادی نظر سامنے اٹھی تو اس کا دل کیا

سب جلا کر بھسم کر دے

ابھی وہ خود اندر جاتا کہ دیا

باہر آئی شاید وہ کسی کو ڈھونڈ رہی تھی جبکہ

اس کے ساتھ موجود لڑکا اور جیولری دیکھ رہا تھا

دیا آگے جاتی کہ شاہ میر لمبے لمبے ڈنگ بھرتا اس کے پاس پہنچا اور اس کی کلائی اپنی سخت گرفت میں لیتا تقریباً اسے گھسیٹنے کے انداز میں کھینچتے ہوئے باہر لے گیا

دیا نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام ہو کر اس نے اپنی کوشش ختم کر دی

شاہ میر نے گاڑی کا دروازا کھول کر دیا کو اندر دھکا دیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر کار سٹارٹ کی دیا کو لگا شاید یہ اس کا آخری سفر ہے

کیونکہ شاہ میر بہت سپیڈ سے گاڑی چلا رہا تھا

شاہ میر پاگل ہوگئے ہو کار روکے

لیکن شاہ میر نے روکنے کی بجائے سپیڈ بڑھا دی

گاڑی ایک دم سے رکی تو شاہ میر نکل کر دیا کی طرف آیا اور اس کی کلائی سے پکڑ کر اسے لیے گھر کی طرف بڑھا

یہ ایک سنسان سی جگہ تھی دیا نے پہلے تو باہر دیھان نہیں دیا اب ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی جنگل کے بیچوں بیچ آگئی ہو وہ

کیونکہ گھر کہ اردگرد درخت ہی درخت تھے دور دور تک ایسا ہی تھا جبکہ گھر اسے کوئی نظر نا آیا

شاہ میر بہت درد ہو رہا ہے ہاتھ چھوڑو میرا

تم مجھے بتمیزی کرنے پر مجبور کر رہے ہو ہاتھ چھوڑا میرا شاہ میر

دیا نے اپنے ناخن اس کے ہاتھ میں گاڑھے لیکن وہ بنا اثر لیے اسے لے کر اندر بڑھا

لاؤنج سے ہوتے ہوئے وہ اسے لیے کمرے کی طرف بڑھا

کمرے میں آکر اس نے دیا کو سامنے صوفہ پر دھکا دیا اور خود دروازا لوک کرنے لگا

اس منظر پر دیا کہ آنکھوں کے سامنے ایک دفعہ پہلے کا منظر گھوم گیا

لیکن تب میں اور اب میں کتنا فرق تھا

وہ سر جھٹک کر کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف بڑھی جب شاہ میر نے کندھوں سے پکڑ کر دیوار سے لگادیا

تو میں یہ مان لوں کہ دیا اکرام شاہ تم بیوفائی کر چکی ہو

اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر دیا کے اردگرد رکھ کر اس کے چہرے پر جھک کر کہا

دیا نے نظریں اٹھا کر اس ستمگر کو دیکھا جو خود ہر الزام اس پر ڈال رہا تھا خود بیوفا ہوتے ہوئے اسے بیوفا کہہ رہا تھا

شاہ میر کی بات پر دیا کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ آئی

ساڑھے تین سال یہ عرصہ کم تو نہیں تھا

جو اس نے اس کی یاد میں گزارا فجر کے اتنا کچھ کہنے کے باوجود بھی اس کا دل نہیں مانا

کتنی اذیت میں تھی وہ

تمہاری وفا سے میری بے وفائی بہت بہتر کیپٹن شاہ میر شاہ

جانے دیں مجھے

شاہ میر نے اپنے ہاتھ سے دیا کا منہ دبوچا تو دیا کو لگا اس کا جبڑا ٹوٹ جائے گا تکلیف سے آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے

اور تمہیں کیوں لگتا ہے میں بیوفائی معاف کروں گا بے بی گرل

کہا تھا نا تمہیں مار تو نہیں سکتا لیکن قید کر سکتا ہوں

اور یہ قید مرنے سے بھی بری ہوگی

وہ ایک دم سے دیا کے چہرے پر دھاڑا تو وہ سانس تک روک گئی

سانس لو دیا

وہ پھر سے دھاڑا

کیونکہ اب ایسے کئی مواقع آئے گے جب تمہیں اپنی یہ سانسیں بند ہوتی محسوس ہوگی

دیا نے ایک دم سے اسے دھکا دے کر پیچھے کیا

تو تم بتاؤ مجھے شاہ میر جو اتنا عرصہ میں نے قید کا کاٹا وہ کس سزا کی قید تھی

تم سے محبت کرنے کی یا تمہارا انتظار کرنے کی

ہاں وہ ایک دم سے اپنے بال نوچتے ہوئے چیخی

تم گئے تو مجھے لگا میری زندگی میری سانسیں میرا وقت آزادی سب چلی گئی

ہر آزادی کے باوجود تمہاری محبت کی قید میں تھی

ہر پل ہر لمحہ سسک سسک کر گزارا تمہارا انتظار کیا دم گھٹتا تھا میرا تنہائی جان لیتی تھی میری کوئی نہیں تھا کوئی بھی نہیں کتنا پکارا میں نے کتنا چیخی چلائی لیکن سب چلے گئے مجھے انتظار تھا تمہارا کہ آؤ تاکہ میں سانس لے سکو

میں یہ زندگی جی سکو اور تم دیا ایک دم سے اس کی طرف بڑھی جو بت بنے کھڑا تھا اور اس کا کالر دونوں ہاتھوں سے دبوچا

تم مجھے بیوفا کہہ رہے ہو تو ہوں میں بیوفا

کیونکہ تم سے وفا نبھانا بہت مہنگا پڑا مجھے

وہ وہی بیٹھتی چلی گئ

شاہ میر ابھی اسے اٹھاتا کہ اس کے ہاتھ کی انگلی میں وہ رنگ دیکھ اشتعال کی ایک شدید لہر وجود میں سرایت کر گئی

جو دکھ تکلیف کچھ دیر پہلے تھی وہ ایک دم سے ختم ہوگئی

شاہ میر نے دیا کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیا

تو یہ کیا ہے دیا اکرام شاہ

شاہ میر ایک دم سے دھاڑا تو دیا نے بے یقینی سے اسے دیکھا اور پھر اپنے ہاتھ کو

پھر تلخ سا مسکرائی

ابھی بتایا تو بیوفا ہوں میں

کتنا عجیب شخص تھا خود کہاں تھا کیوں نہیں رابطہ کیا اپنی صفائی میں کچھ نہیں کہہ رہا تھا اور اس پر مسلسل الزام لگائے جا رہا تھا

شاہ میر نے دیا کہ ہاتھ کو اتنی زور سے دبایا کہ اسے لگا اس کا ہاتھ ٹوٹ جائے گا رنگ اسے اپنی انگلیوں میں گڑھتی محسوس ہوئی

اگر تم چاہتی ہو میں تمہارے اس دو ٹکے کے عاشق کو زندہ نا گاڑ دوں تو مجھے سچ سچ بتاؤ دیا

شاہ میر پھر سے دھاڑا کہ دیا کا چہرہ ڈر سے سفید پڑگیا

نن۔نہیں اسے کچھ نہیں کہو گے سنا تم نے اگر اسے کچھ ابھی دیا اسے کچھ کہتی کہ دیا کے بال شاہ میر کی گرفت میں تھے

وہ **شاہ میر نے اسے گالی دی تو دیا کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئی

اس روپ میں کب دیکھا تھا اسے

وہ میری محبت میرا جنون میرے اتنا سالوں کے انتظار

کا حاصل مجھ سے چھین رہا ہے اور میں کچھ کہو بھی نا

تم صرف میری ہو دیا صرف اور صرف میری اس جسم پہ روح پہ اور ان آتی جاتی سانسوں پر صرف صرف شاہ میر شاہ کا حق ہے

صرف اور صرف میرا

اگر شوہر ہے تو عدت پوری ہونے تک کا انتظار کرو گا

اگر منگیتر ہے تو یہ زحمت اب نہیں کرو گا

تو بتاؤ بے بی گرل

کیا رشتہ ہے تمہارا

شاہ میر نے دیا کے بال سہلاتے ہوئے کہا

کک۔۔کزن ہے میرا او۔۔اور یہ رنگ اس نے کسی کو پرپوز کرنے کے لیے لی تھی

لیکن یہ مجھے پسند آگئی تو میں نے رکھ لی بس اور کچھ نہیں شاہ میر

دیا نے ہچکیوں سے روتے ہوئے جواب دیا

تو شاہ میر کو سکون ہوا

لیکن اب اس نے دیا کو سمجھنے کا موقع دیے بنا وہ رنگ اس کے ہاتھ سے کھینچی تکلیف سے دیا کی چیخ نکل گئی

شاہ میر وہ رنگ لے کر کھڑکی کے پاس گیا

اور اسے باہر پھینک دیا

اب وہ موبائل نکال کر کسی کو کال کر رہا تھا

اگلے دس منٹ میں اس لوکیشن پر پہنچوں قاضی اور گواہ لے کر

سوال مت کرو

جلدی پہنچو

وہ دیا کی طرف بڑھا تو دیا ایک دم سے کھڑی ہو کر پیچھے کو قدم لینے لگی

دیکھو شاہ میر میں بالکل بھی نکاح نہیں کرو گی

سمجھے تم

دیا نے انگلی اٹھا کر شاہ میر کو وارن کرنے کے انداز میں بولی

جیسے شاہ میر دیا کی طرف بڑھ رہا تھا ویسے ویسے ہی دیا پیچھے ہوتی جا رہی تھی کہ ایک دم سے وہ دروازے کے ساتھ جا لگی

اپنے پیچھے دروازا محسوس کر کے دیا نے جلدی سے پلٹ کر اسے کھولنا چاہا کہ شاہ میر ایک ہی جست میں اس تک پہنچا اور دیا کو ایسے ہی دروازے کے ساتھ لگا دیا

مجھے تم سے تمہاری محبت اور قربت سے مطلب ہے دیا

نکاح نہیں کرنا تو نا کرو

لیکن آج تم مجھے روک نہیں پاؤ گی

اپنے ہجر اور محبت کی داستان تو اب میں تمہارے وجود پر لکھ کر رہو گا

اور تمہیں آج میری شدتیں برداشت کرنی پڑے گی

پھر چاہے تم راضی ہو یا نا ہو

کیونکہ اب دوبارا نہیں کھو سکتا میں

دیا کو اپنی گردن پر شاہ میر کی گرم سانسیں محسوس ہو رہی تھی

دیا کا رخ ایک دم سے اپنی طرف کر کے شاہ میر اس کے ہونٹوں پر جھک گیا

کتنی دیر وہاں اپنی شدتیں لٹانے کے بعد جب اسے دیا کی بند ہوتی سانسوں کا احساس ہوا تو اسنے اپنے لب آرام سے دیا کے لبوں سے جدا کیے

دیا شاہ میر کے کالر کو پکڑے اپنی بے ترتیب ہوئی دھڑکنیں سنبھال رہی تھی

جب شاہ میر نے پھر سے اس کی گلاب کی پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں لیا اور اپنی سانسیں اس کی سانسوں سے الجھا دی

اپنی مرضی کرنے کے بعد وہ پیچھا ہٹا تو دیا سرخ چہرہ اور آنکھیں لیے اسے گھور رہی تھی

لیکن وہ بنا اثر لیے اس کے گردن پر جھک گیا

شاہ میر ہٹو پیچھے

ضد ادھکا دینا چاہا لیکن وہ تو اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ ہلا

کیسے اپنی منمانیاں کر رہا تھا

اور اس کی کوئی بات ہی نہیں سن رہا تھا

ایک بار تو کہہ دیتا کہ میں پیار کرتا ہوں دیا میں نے انتظار کیا لیکن نہیں دیا بس یہ سوچ ہی سکی

اب تم بتاؤں کیا اب بھی نکاح نہیں کرنا

شاہ میر نے ایسے ہی گردن میں منہ چھپائے سوال کیا

تو دیا کا دل کیا اس کا گلا دبا دے

کیا اب اس کے پاس کوئی آپشن بچ رہا تھا جس کی بنا پر وہ اس جلاد سے رہائی حاصل کر سکے

نہیں اب ہٹو پیچھے

تو شاہ میر ایسے پیچھے ہٹا جیسے سب باتیں اسی کی تو مانتا آیا

ہے

اب بے شرموں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا

بے بی گرل مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ اتنے ٹائم بعد ملوگی تو ڈائریکٹ ہماری گولڈن نائٹ ہوگی

شاہ میر کی بے شرمی پر وہ ہمیشہ کی طرح دانت کچکچا کر رہ گئی

بھاگنے کا سوچنا بھی نہیں دیا

اگر ایسا کیا تو مجھ سے نرمی کی امید بھول جانا

ایک دم سے اس کے تاثرات بدلے اور اپنی بات کہہ کر باہر چلا گیا

جب کی دیا وہی اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ خوش ہو یا روئے وہ ہمیشہ کے لیے اس کی ہو رہی تھی اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا

لیکن وہ پکچرز

وہ بدگمان نہیں ہونا چاہتی تھی لیکن وہ سوچنے سے خود کو روک بھی نہیں پا رہی تھی

شاپنگ کے دوران اس کا دیھان جب شاہ میر پر گیا تو وہ اسے کہی نہیں دکھا

رضا نے کالز کی تو اس نے فون بند کر دیا رضا نے فون کو گھور کر دیکھا جیسے وہ شاہ میر ہو

پھر اس نے سوچا شاید اکیلے کھانے بیٹھ گیا ہو

اتنے عرصے میں یہی عادت تھی جو ابھی تک سلامت تھی

وہ اس سائیڈ آیا تو اسے شاہ میر تو کہی نظر نہیں آیا لیکن واپس پلٹتے رضا کی غیر ارادی نظر سامنے اٹھی

تو غصے سے خون کھول اٹھا

فجر کل والے لڑکے کے ساتھ بیٹھی ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی

شاید رضا کی نظروں کی تپش ہی تھی جو اس نے گردن گھما کر اپنے دائیں طرف دیکھا

رضا کو دیکھ کر پہلے شاید وہ ٹھٹھکی پھر اس نے اپنے سامنے بیٹھے لڑکے کو زبردستی اپنے ہاتھ سے کچھ کھلانے کی کوشش کی جس پر وہ فجر کا ہاتھ پکڑ کر روکنے کی کوشش کر رہا تھا

اور رضا بس یہی تک برداشت کر سکتا تھا

فجر جو حماد کو دیکھ کر ہنس رہی تھی کیونکہ وہ سپائیسی کھانا نہیں کھاتا تھا

اب فجر نے بریانی منگوائی جو نارمل تھی لیکن اسے کھاتے بھی حماد کی ناک آنکھیں سرخ ہو چکی تھی

ہاہاہا پتہ چلا ہم کیسے آپ لوگوں کے پھیکے کھانے کھاتے تھے

بس میری بہن میری توبہ

افففف بہت مرچی تھی یار

فجر کو ایسے محسوس ہوا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے اس نے نظر گھما کر دیکھا رضا کو دیکھ کر وہ دھک سے رہ گئی

لیکن اس کی لال انگارا نظریں دیکھ کر ٹھٹھکی پھر اسے محسوس ہوا کہ وہ حماد کو دیکھ کر غصہ ہوگا تو اسے جیلس فیل کر وانے کے لیے وہ زبردستی حماد کو اپنے ہاتھ سے کھلانے لگی

لیکن وہ شاید بھول چکی تھی کہ وہ دونوں دوست کتنے بے شرم اور ڈھیٹ تھے جن کا مقابلہ وہ کبھی نہیں کر سکتی تھی

****

تبھی رضا تن فن کرتا اس کے سر پر پہنچا تو حماد نے چونک کر دیکھا

یہ کل والا آفیسر تھا جو راستے میں ملا تھا

حماد اسی وقت پہچان گیا تو سلام کرنے میں پہل کی

السلام و علیکم آفیسر

جب کہ رضا فجر کو گھور رہا تھا

وعلیکم السلام حماد کے سلام کرنے پر وہ حماد کی طرف مڑا

ابھی حماد کچھ کہتا کہ رضا نے فجر کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھایا

معذرت بھائی صاحب میں کچھ دیر کے لیے اپنی فرینڈ سے بات کرنا چاہتا ہوں

آپکی بہن کو بحفاظت آپ تک پہنچا دوں گا یہ ایک فوجی کا وعدہ ہے

حماد یا فجر روکتے یا کچھ کہتے وہ اپنی سنا کر فجر کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے گیا

وہ پارکنگ میں آیا تو وہاں کار نہیں تھی

تب اس کا دیہان گیا کہ فجر کے ساتھ دیا بھی نہیں تھی مطلب کہ اس کا دوست پہلے ہی اپنی دلہنیا لے کر بھاگ چکا تھا

ابھی وہ کچھ سوچتا کہ فجر نے پوری طاقت سے اس کے ہاتھ پر کاٹا جس پر رضا نے فوراً سے اس کا ہاتھ چھوڑا

تو فجر باہر کی طرف بھاگی

رضا نے اس کے بھاگنے پر دانت کچکچائے

جنگلی عورت چھوڑو گا نہیں

رضا اس کے پیچھے بھاگتا

کہ اسے فجر واپس اس کی طرف آتی نظر آئی فجر گرتی پڑتی رضا کے پاس آئی اور اس کا بازو پکڑ کر بامشکل کھڑی ہوئی

رضا کچھ سمجھتا کہ فجر نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا

رضا کتا فجر نے ہانپتے ہوئے رضا سے کہا تو اس کا حیرت سے منہ کھل گیا

مطلب ان کا بہت مزاق تھا ایک دوسرے کو تنگ بھی کرتے تھے لیکن اب وہ آرمی آفیسر تھا اس سے عمر میں بڑا بھی اور وہ کیسے منہ پھاڑ کر اسے کتا بول رہی تھی

رضا کتا فجر نے روہانسی آواز میں کہا تو رضا نے غصے سے اسے گھورا

شٹ اپ فجر مانا میری غلطی تھی لیکن تم ایسے گالی نہیں دے سکتی مجھے

فجر نے حیرانگی سے دیکھا کہ کب گالی دی ابھی وہ کچھ کہتی کہ پیچھے سے کتے کے بھونکنے کی آواز آئی تو وہ رضا کے پیچھے چھپ گئی

رضا کو اب سمجھ آئی بات تو وہ کبھی سامنے سے آتے کتے کو دیکھ رہا تھا اور کبھی اپنی پیچھے چھپی فجر کو

کتا ان کے نزدیک آتا کہ رضا نے فجر کا ہاتھ پکڑ کر دوڑ لگائی وہ اتنا بھاگ تو نہیں سکتے تھے اسے لیے رضا نے فجر کو اٹھا کر وہاں کھڑی کار کی چھت پر بٹھایا اور خود بھی اوپر چڑھ گیا

اب وہ دونوں اوپر بیٹھے تھے

جب کہ کتا نیچے کھڑا ان کو گھور رہا تھا

اب کیا کریں گے رضا فجر نے رونی روہانسی آواز میں رضا سے کہا تو

وہ بس اس کی شکل دیکھ کر رہ گیا کہا وہ معافی مانگنا چاہتا تھا اور کہا اس لڑکی نے اس کے پیچھے کتا لگا دیا یہاں بیٹھ کر اپنا گھونسلہ بنائے گے رضا نے دانت پیس کر کہا

اور نیچے کتے کو دیکھا جو ابھی بھی خون خوار نظروں سے انہیں ہی دیکھ رہا تھا

تم نے کہا کیا تھا جو یہ پیچھے لگ گیا رضا نے کتے کی طرف دیکھتے فجر سے پوچھا

میں نے کیا کہنا کتے سے فجر منہ میں ممنائی تو رضا نے گھوری ڈالی

ہاں وہاں تو تمہارا انتظار کر رہا تھا نا کہ تم آؤ اور پھر یہ بھاگنے کی پریکٹس کرے نا رضا کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے نیچے دھکا دے دے اب کوئی ایسے دیکھ لیتا تو کیا عزت رہ جاتی اس کی

وہ میں جب بھاگ رہی تھی نہ تو سامنے چھوٹو سے پتھر تھا جس پر ٹھوکر لگی تو وہ اس کتے کو لگ گیا یہ سو رہا تھا وہاں تو شاید اسے لگا میں نے جان بوجھ کر مارا ہے

جب یہ اٹھا تو میں واپس بھاگ آئی تو یہ بھی پیچھے پیچھے آگیا

فجر نے آنکھیں پٹپٹا کر جواب دیا تو رضا کا دل کیا خود کو شوٹ کر لے پیچھے آگیا تو ایسے کہہ رہی تھی جیسے کوئی انسان کا بچہ تھا

رضا نے موبائل نکالا اور کسی کو کال کی

ہاں اشرف گاڑی لے کر آؤ لوکیشن سینڈ کرتا ہوں

رضا کا ڈرائیور کار لے آیا تو تب تک کتا چلا گیا تھا

لیکن فجر ابھی بھی اوپر ہی بیٹھی تھی

فجر اب نیچے اترو

کیوں تم جاؤ

اکیلے جانا ہی ہوتا تو اتنی دیر یہاں بیٹھتا

اب نیچے اترو

فجر منہ بناتی نیچے اتری اور اس کی کار میں جا کر بیٹھ گئی

اشرف گھر کون کون تھا

کوئی نہیں صاحب جی اور بیگم صاحبہ تو کسی فنکشن کے لیے گئے ہیں رات تک آئیں گے

ٹھیک ہے یہ پیسے لو تم رکشہ کروا کر آجانا

میں پرانے گھر جا رہا ہوں کوئی پوچھے تو کہنا دوستوں کے ساتھ ہوں

رضا نے پیسے نکال کر دیے اور کار میں آکر بیٹھا فجر کی طرف دیکھا جو باہر دیکھنے میں مصروف تھی

وہ فجر کو لے کر اپنے پرانے گھر آیا جس کی چابیاں ہمیشہ اس کے پاس ہوتی تھی

یہ اس کے دادا دادی کا گھر تھا جہاں اس کی ماں آنا پسند نہیں کرتی تھی

رضا کا زیادہ وقت یہی گزرتا تھا یا شاہ میر کے ساتھ

وہ فجر کو لیے اندر گیا

اور اسے لاؤنج میں بٹھا کر خود کچن میں چلا گیا

فریج سے دو کولڈ ڈرنکس نکال کر لایا ایک فجر کے سامنے رکھی ایک خود پینے لگا

جب کہ فجر اپنا موبائل نکال کر اس پر بزی ہوگئی رضا کولڈ ڈرنک پیتا مسلسل اس کی حرکات نوٹ کر رہا تھا جب فجر نے اس کی طرف دیکھا بھی نہیں

تو رضا نے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑ کر صوفے پر اچھال دیا تو فجر نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا

جیسے اسے امید ہو کہ وہ ایسا ہی کرے گا

رضا کچھ دیر اسے گھور کر دیکھتا رہا پھر اٹھ کر فجر کے پاس نیچے صوفے پر بیٹھ کر اس کے ہاتھ تھام لیے

چڑیا ایم سوری یار مجھے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا ان الفاظ نے صرف تمہیں ہی تکلیف نہیں دی ہر

گزرتے دن کے ساتھ مجھے ان پر پہلے سے زیادہ افسوس ہوا ہے

تم تو دوست بھی ہو نا کیا دوستوں کو بھی صفائی دی جاتی ہے کہ وہ مزاق تھا یا نہیں

رضا نے فجر کی آنکھوں میں دیکھا تو وہاں صرف سرد مہری تھی جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا ہو

میں بہت محبت کرتا ہوں تم سے چڑیا یار تم ناراض ہو جاؤ لڑو جھگڑوں مگر ایسے نا کرو

تمہیں پتا ہے رضا تم نے کہا تھا جیسا دیس ویسا بھیس فجر کی بات پر رضا نے چونک کر دیکھا

محبت کے بارے میں تمہارے ڈیفینیشن مجھے کافی بھائی تو میں نے لندن جا کر جیسا دیس ویسا محبت کی

سمجھ رہے ہو نا تم وہاں میں نے ابھی وہ بات پوری کرتی کہ رضا ایک دم سے دھاڑا

بکواس بند کرو فجر ورنہ زبان کاٹ دوں گا تمہاری

رضا ایک دم سے ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہوگیا

ہاہاہا کیوں دکھ ہورہا ہے کہ ویسی محبت تم سے کیوں نہیں نبھائی

تو آفر دیتی ہوں اب بالکل تمہارے جیسی محبت نبھاؤں گی فجر کی بات پر رضا کا ہاتھ اٹھا اور فجر کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا

تم--- تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو فجر مجھے برا بھلا کہتی لیکن خود کو ذلیل کیوں کر رہی ہو پاگل لڑکی رضا نے کندھوں سے پکڑ کر فجر کو جھنجھوڑا تو اس نے رضا کے ہاتھ جھٹک دیتا

کیونکہ یہ ذلالت اس سے کم ہے جو تم نے کی تھی میری رضا سمجھے تم نہیں بھولتی مجھے

تم جیسے کہو گی میں معافی مانگنے کو تیار ہوں جو کہو گی وہ کرو گا فجر لیکن یار ایسے نا کرو نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر بہت نامکمل ہوں میں یار پلیز فجر

رضا نے بے بسی سے کہا تو فجر نے چہرے کا رخ موڑ لیا

فجر ادھر دیکھو یار میں بہت کم وقت کے لیے آیا ہوں میں چاہتا ہوں اب تمہیں اپنے نام کر لو تاکہ اگر میں تم سے دور بھی ہو تو میرے دل کو سکون ہو کہ تم میری ہو واپس آؤ گا تو تمہیں اپنا منتظر پاؤں گا

بس ایک بار یقین کر لو میں مر جاؤ گا لیکن یہ یقین نہیں توڑو گا تم میری ہو جاؤ نا یار میں سب ٹھیک کر دوں گا میں وعدہ کرتا ہوں

رضا نے ملتجی انداز میں کہا تو فجر نے اس کی طرف دیکھا

مجھ سے محبت ہے رضا فجر نے اپنا ہاتھ رضا کے گال پر رکھ کر

کہا تو رضا نے فوراً سے ہاں میں سر ہلایا

تو یہ ناٹک چھوڑ دو رضا کیونکہ بہت جلد شادی کرنے والی ہوں میں تمہاری سو کالڈ محبت کی ضرورت نہیں ہے مجھے

فجر کی بات پر پل میں رضا کی آنکھیں سرخ ہوئی اپنے ہاتھ کی مٹھی بند کر کے اس نے اپنا غصہ کنٹرول کیا

جسٹ شیٹ اپ فجر اب ایک لفظ اور کہا تو زبان گدی سے کھینچ دوں گا تم ساتھ ہی ہوتی تھی نا میرے تو بتاؤ کتنی لڑکیوں سے باتیں کرتا تم نے دیکھا ہاں کبھی تمہیں جیلس کرنے یا چڑھانے کے لیے بھی میں نے کسی لڑکی کا سہارا نہیں لیا کبھی کسی دوسری لڑکی کا ذکر ہمارے درمیان نہیں لایا کبھی کسی لڑکی چھیڑا ہو میں نے تو بتاؤ محبت تھی میری تم دوست بھی تھی مذاق کر لیا تو کونسا قیامت آگئی

اندازہ تھا مجھے کے وہ مذاق کرنے لائق نہیں تھا تو پچھتایا بھی بہت ہوں میں لیکن تم دماغ سے پیدل لڑکی مذاق کو تو سچ سمجھ رہی ہے لیکن میری پاگلوں کی طرح محبت نظر نہیں آرہی

بتاؤ مجھے یہاں کوئی ہے نہیں نا تو اتنی دیر تمہاری منتیں نا کر رہا ہوتا بلکہ اپنا مقصد پورا کرتا

فجر کو کندھوں سے تھام کر رضا دھاڑا تو فجر سے اپنے پاؤں پر کھڑا رہنا محال ہو گیا

وہ اتنے غصے میں تھا کہ فجر سے کچھ بولا نہیں جارہا تھا ایک دم سے رضا کے دھکا دینے سے فجر پیچھے پڑے صوفے پر اوندھے منہ گری رضا دھاڑ سے دروازا بند کرتا چلا گیا

کہاں تھے تم کب سے کال کر رہا ہوں رضا نے باہر آکر شاہ میر کو کال ملائی جو اس بار اٹھالی گئی

نکاح کر رہا تھا اسی لیے مصروف تھا شاہ میر کے آرام سے جواب دینے پر رضا کا دل چاہا سر پھاڑ دے اس کا جو اتنے آرام سے نکاح کا بتا رہا ہے اور مجھے بتانا بھی گوارا نہیں کیا تم نے رضا نے دانت پیس کر کہا جس پر دوسری طرف کچھ دیر خاموشی چھا گئی

بالکل نہیں تم یاد ہی نہیں آئے لیکن شاہ میر کی بات سن کر وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا

تو اسی مولوی کو سمیت گواہوں کے میرے پرانے گھر بھیج دو کیونکہ ابھی وہ بات مکمل کرتا کہ شاہ میر نے اوکے کہہ کر فون بند کر دیا

تو رضا موبائل کو گھور کر رہ گیا اب وہ وہی باہر بیٹھا مولوی کا انتظار کر رہا تھا اندر جاتا تو فجر نے مزید دماغ خراب کرنا تھا

محبت مجھے چڑیا سے ہوئی تھی لیکن دماغ اس میں کیسے گدھی کا آگیا شاید چھوٹے سائز کا ہو رضا نے کندھے آچکا کر سوچا

وہ روم میں آیا تو دیا کچھ تلاش کر رہی تھی

اگر موبائل تلاش کر رہی ہو تو یہ رہا کار میں رہ گیا تھا پاسورڈ نہیں لگا تھا تو میں نے تمہارے کزن برادر کو میسج کر دیا کہ تم آج رات اپنی فرینڈ کی طرف رہو گی شاہ میر نے موبائل دیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

جسے جھپٹنے کے انداز میں دیا نے پکڑا دیا اپنا موبائل چیک کر رہی تھی جب شاہ میر بیڈ پر جا کر دراز ہوگیا اور اب وہ استحقاق بھری نظروں سے دیا کو دیکھ رہا تھا جو شاید کوئی میسج ٹائپ کر رہی تھی

شاہ میر نے اٹھ کر دیا کو کلائی سے کھینچا تو دیا جس کا بالکل دیہان اس طرف نہیں تھا اپنا توازن برقرار نا رکھ سکی اور شاہ میر کے سینے پر گری شاہ میر نے اپنا بازو دیا کہ کمر میں حائل کیا اور اسے لیے ایسے ہی بیڈ پر لیٹ گیا

جب دیا نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اٹھنے کی کوشش کی تو شاہ میر نے دوسرا ہاتھ بھی اس کی کمر پر لپیٹ کر اسے مزید قریب کر لیا

آج فرار نا ممکن ہے بے بی گرل شاہ میر نے اس کی بال کان کے پیچھے اڑستے ہوئے کہا

دیکھو شاہ میر دیا نے کچھ کہنا چاہا تو شاہ میر نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش کر وا دیا

ششش دیکھ ہی تو رہا ہوں لیکن تم مجھے ڈسٹرب کر رہی ہو

شاہ میر نے دیا کا سر نیچے جھکا کر اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا تو دیا اپنی سانس تک روک گئی

تم سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے میر دیا نے پھر سے کچھ کہنا چاہا تو شاہ

میر نے یک دم سے کروٹ بدلی اب دیا شاہ میر کی جگہ جب کہ شاہ میر دیا کہ اوپر جھکا ہوا تھا

یہ سمجھنے سمجھانے والا معاملہ ساڑھے تین سال پہلے تک تھا بے بی گرل اب میں ان فضول باتوں میں وقت نہیں برباد نہیں کرنا چاہتا اور تم چپ چاپ خود کو میرے حوالے کر دو ورنہ اپنی مرضی تو میں کرو گا ہی

شاہ میر نے دیا کے بال سہلا کر جواب دیا تو وہ اسے گھورنے لگی جس پر شاہ میر کھلا کھلا کر ہنسا کتنی دیر بعد دیا نے اسے ایسے دیکھا تھا وہ بے خودی میں شاہ میر کو دیکھتی چلی گئی چونکی تو تب جب وہ پوری شدت سے اس کی گردن پر جھک چکا تھا

دیا نے شاہ میر کو دھکا دیا تو وہ جو اسے محسوس کرنے میں مدہوش تھا دیا کے دھکا دینے پر حیران نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا جو اپنی سانسیں بحال کر رہی تھی دیا ایک دم سے اپنی جگہ سے اٹھ کر جانے لگی کہ شاہ میر نے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا

تم مجھے خود سے دور کر دو اس کی اجازت تو تب تمہیں نہیں دی تھی جب کوئی رشتہ نہیں تھا تو اب تم نے یہ سوچ بھی کیسے لیا دیا

شاہ میر نے فراک کے پیچھے لگی ڈوری کو ایک جھٹکے سے کھینچا کہ وہ ٹوٹ گئی اور اب وہاں وہ اپنا جان لیوا لمس چھوڑ رہا تھا

دیا نے بگڑے تنفس کے ساتھ رخ موڑ کے شاہ میر کے سینے پر اپنے ہاتھ رکھے

اپنے سینے پر رکھے دیا کے ہاتھوں کو شاہ میر نے دیکھا اپنے ہاتھوں میں دیا کے ہاتھ قید کر کے شاہ میر نے جھک کر ہونٹوں سے چھوا تو دیا کے روح تک کانپ گئی

شاہ میر نے دیا کے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں پر رکھا تو دیا نے شاہ میر کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچ لیا

شاہ میر نے جب کوئی رِدِ عمل ظاہر نا کیا تو کے دیا نے پلکیں اٹھا کر دیکھا تو شرم سے جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا کیونکہ شاہ میر اپنی بے باک نظروں سے اسے دیکھنے میں مصروف تھا

دیا نے گھبرا کر نظروں کا رخ پھیرنا چاہا لیکن اس سے پہلے شاہ میر نے اپنی سانسیں دیا کی سانسوں سے الجھا دیں دیا کی کمزور مزاحمتیں شاہ میر کی شدتوں کے آگے دم توڑتی چلی گئی

رضا اپنے سامنے چیزیں پٹختی فجر کو دیکھ رہا تھا

جسے ڈرا دھمکا کر نکاح تو کر لیا اب وہ اپنا غصہ اس کے گھر کا سامان توڑ کر رہی تھی

ابھی وہ مزید نقصان کرتی کہ رضا ایک دم سے اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کی طرف بڑھا

فجر جو رضا کو اپنی طرف آتے دیکھ رہی تھی اردگرد کوئی چیز تلاش کرنے لگی تاکہ اسے مار سکے لیکن اس سے پہلے ہی رضا نے اسے سمجھنے کا موقع دیے بنا اپنے کندھے پر اٹھا لیا

چھوڑوں جنگلی انسان آج میں تمہارا قتل کر دوں گی اپنے ہاتھ اور پاؤں سے رضا کو مارتے ہوئے مسلسل وہ چیخ رہی تھی

لیکن رضا نے ڈھیٹ بنا اسے روم میں لایا اور پاؤں کی مدد سے دروازا بند کردیا ابھی وہ فجر کو نیچے اتارتا کہ وہ مزید اس کے ساتھ چپک گئی

رضا نے دوبارا کوشش کی لیکن فجر نے اپنا حصار تنگ کر دیا

فجر اترو نیچے رضا کو پتا تھا اس کی محبت میں تو وہ چپک نہیں رہی ضرور اس کی شامت آنی ہے

اور دوسری طرف فجر جسے اب یاد آیا کہ رضا اسے آج تھپڑ مار چکا ہے تو بدلہ لیے بنا کیسے رہتی

رضا فجر نے اتنے پیار سے سرگوشی کی کہ رضا کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا

حکم جانِ رضا اپنا حصار فجر کے گرد تنگ کر کے جذبات سے چور آواز میں کہا تو ایک پل کو فجر بھی گڑبڑا گئی لیکن بدلہ تو لینا تھا

اسی لیا آرام سے اپنا چہرا رضا کے سامنے کیا تو نظریں رضا کی جذبات سے سرخ ہوتی نظروں سے ٹکرائی تو فجر تو ہمت کرکے رضا کے کالر پر ہاتھ پھیرا

فجر کی اس حرکت پر رضا نے اپنا حلق خشک ہوتا محسوس کیا

اپنے خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر اس نے فجر کے حرکت کرتے ہاتھوں کو دیکھا جو اب اس کا دوسرا بٹن کھول رہے تھے

رضا کو فجر سے اتنی بے باکی کی امید نہیں تھی فجر کے گرد اپنا حصار اور تنگ کیا تو وہ بالکل اس کے سینے سے آلگی

اتنے قریب ہونے پر فجر کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا لیکن ہمت کر کے اس نے دو بٹن تو کھول لیے تھے لیکن آگے کا ارادہ کینسل کر دیا ڈر تھا کہی خود پر ہی بھاری نا پر جائے بدلہ

اپنی مخمور ہوتی نظروں سے دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا فجر کو اپنے پاؤں پر کھڑا رہنا محال لگ رہا تھا لیکن ہمت کر کے رضا کی گردن پر جھکی تو رضا اپنی سانسیں تک روک گیا فجر کے لمس کو محسوس کر کے رضا نے اپنی آنکھیں بند کی لیکن ایک دم سے اس نے اپنی آنکھیں کھولیں جب اسے فجر کے عمل میں شدت محسوس ہوئی اور پھر رضا کی چیخیں تھی اور فجر کے قہقے کیونکہ فجر نے رضا کی گردن پر جا بجا اتنی زور سے کاٹا تھا کہ خون نکلنے لگ گیا اب وہ فجر کو پیچھے کر رہا تھا فجر کو خود سے دور کرنے پر وہ بھاگ کر شیشے کے پاس گیا فجر نے موقع دیکھتے خود کو واشروم میں لاک کر لیا

اتنی آسانی سے تو تمہارے ہاتھ نہیں آؤ گی میں

رات کہ کسی پہر دیا کی آنکھ کھلی تو شاہ میر کمرے میں نہیں تھا وہ کمرے سے باہر آئی تو وہ اسے کہی نا دکھا ایک کمرے کا دروازا کھلا محسوس کر کے دیا اس میں داخل ہوئی تو وہ وہاں بھی نہیں تھا

ابھی دیا پلٹتی کہ اس کی نظر روم کے فرش پر پری جس پر چوڑائی کی شکل کا سوراخ تھا دیا اس کے پاس آئی تو نیچے جانے کا راستہ تھا

جاؤ یا نا اگر شاہ میر یہاں نا ہوا تو اور اگر یہ خود سے بند ہو گیا تو نہیں میں نہیں جاؤ گی یہاں بیٹھ کہ ویٹ کرتی ہوں اگر شاہ میر آگیا تو اس سے پوچھو گی وہ وہاں رکھے صوفے پر بیٹھ گئی لیکن پھر تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ نیچے اترنے لگی

جیسے جیسے وہ نیچے جارہی تھی اسے کسی کے سسکنے کی آوازیں آرہی تھی

جیسے ہی وہ وہاں پہنچی اگلا منظر دیکھ کر اسے اپنی آنکھوں پر یقین کرنا مشکل لگا

شاہ میر نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے لے کر ہاتھ کی ہتھیلیوں تک گلوز جیسی کوئی چیز پہن رکھی تھی جس کے آگے تیز دھاڑ لوہے کے ناخن بنے تھے جو شاہ میر کی انگلیوں جتنے ہی لمبے تھے وہ ان ناخنوں کو سامنے لیٹے شخص کے جسم پر پھیر رہا تھا جس پر وہ شخص تکلیف کے باعث اپنا سر پٹک رہا تھا

تو تم نہیں بتاؤ گے سناٹے میں شاہ میر کی آواز گونجی تو اس شخص نے اپنا سر جلدی سے ہاں میں ہلایا

تو شاہ میر نے اس کے منہ سے ٹیپ ہٹائی

پلیز میں بتاتا ہوں بتاتا ہوں لیکن مجھے مت مارو اس نے شاہ میر کے ہاتھ کی طرف اشارا کیا جو مسلسل اس کے جسم کو چیڑ رہا تھا

نہیں مارو گا اگر تم میرے کام کی انفارمیشن دو تو

میں بتا رہا ہوں

تو جلدی بتاؤ شاہ میر ایک دم سے دھاڑا

وہ۔۔وہ اسے ہم نے نہیں دیکھا بس اتنا پتا ہے وہ تین سال پہلے ہمارے پرانے باس کے پاس آیا تھا وہ اکیس بائیس سال کا لڑکا تھا شاید اس نے کوئی بدلہ لینا تھا کسی سے لیکن وہ لوگ کافی پاورفل تھے دو لوگ بیرون ملک کے تھے اسے مدد چاہیے تھی تب ہمارے باس نے اس کے ساتھ ڈیل کی وہ ڈیل کیا تھی ہم نہیں جانتے لیکن اتنا پتا ہے کہ اس نے لڑکیوں کی اسمگلنگ سے منع کیا تھا تو باس نے ہامی بھر دی لیکن کچھ عرصہ پہلے باس نے اس سے چھپ کر لڑکیاں اسمگل کی تھی جس کی خبر اسے ہو گئی تو اس نے باس کا قتل کر دیا اور خود ان کی سیٹ سنبھال لی لیکن ابھی تک اسے کسی نے نہیں دیکھا

اس کی بات کے مکمل ہوتے ہی شاہ میر نے اپنے ہاتھ کا پنجا اس کے دل کے مقام پر کھونپ دیا اور دوسرا ہاتھ اس کہ منہ پر رکھ کر اس کی چیخوں کا گلا گھونٹ دیا

سینے سے دل نکال کر شاہ میر نے پاس پڑے جار میں رکھا اور وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا

وہ جیسے ہی اپنا کام ختم کر کے پلٹا تو وہاں دیا کو بیہوش گرے ہوئے پایا

وہ اس کا وہاں آنا تو محسوس کر چکا تھا یہ بھی جانتا تھا کہ وہ دیکھ چکی تھی اسی لیے اپنا کام جاری رکھا

شاہ میر نے گہری سانس بھری اور پیچھے پلٹ کر دیکھا اور پھر اپنے ہاتھوں کو جو خون سے بھرے تھے

اپنے ہاتھوں سے گلوز اتار کر وہاں بنے سنک پر اپنے ہاتھ دھوئیں اور پھر دیا کی طرف بڑھا

دیا کو اپنی بانہوں میں اٹھا کر روم میں لایا

دیا کو آرام سے بیڈ پر لٹانے کے بعد جلدی سے واشروم گیا شاور لے کر ٹراوزو پہن کر جلدی سے باہر آیا

اتارے ہوئے کپڑے لے کر پھر اسی جگہ گیا وہاں کپڑے پھینک کر راستہ اچھے سے بند کر کے واپس آیا تو دیا ابھی بھی بیہوش تھی

شاہ میر نے دروازا لاک کیا اور آکر دیا کے ساتھ لیٹ گیا ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اس کا سر اپنے کندھے پر رکھ کر دیا کے گرد اپنا حصار باندھ کر خود بھی نیند کی وادیوں میں گم ہوگیا

فجر نے تھوڑا سا دروازا کھول کر دیکھا تو رضا کو بیڈ پر سوتے ہوئے پایا

آہستہ سے قدم لیتی وہ باہر آئی کبرڈ کے پاس جاکر پیچھے دیکھا تو رضا ویسے ہی سو رہا تھا

پھر آہستہ سے کبرڈ کھول کر اس میں سے رضا کی شرٹ اور ٹراؤزر لے کر پھر سے واش روم میں غائب ہوگئی

شاور لے کر باہر آئی گیلے بالوں سے ٹاول نکال کر وہی فرش پر پھینک دیا کیونکہ نیند سے برا حال تھا اور اب تو کنگھی کرنے کی بھی ہمت نہیں تھی

بیڈ کے پاس آکر رضا کو دیکھا جو شرٹ لیس تکیہ بانہوں میں دبوچے سو رہا تھا

فجر بیڈ پر بیٹھ کر آہستہ سے رضا کی طرف جھکی اور تکیہ پیچھے کر کے اس کی گردن دیکھنی چاہی جس پر جا بجا فجر کے دانتوں کے نشان واضح تھے

دل میں تھوڑی شرمندگی بھی ہوئی تو رضا کے چہرے طرف دیکھا ماتھے پر لائٹ براؤن بال بکھرے ہوئے تھے

سوتے ہوئے کتنا پیارا لگ رہا ہے جاگتا ہے تو بندر لگتا ہے فجر نے ماتھے سے بال سمیٹتے ہوئے سوگوشی کی

پھر اپنی انگلی اس کے گال پر پھیری پھر ہونٹوں تک آئی تو دل میں گدگدی سی ہونے لگی چہرا شرم سے لال ہوگیا

چہرے پر رکھا ہاتھ کانپ گیا تو فجر نے ایک دم سے پیچھے کھینچ لیا اور خود بھی اٹھ کر بیٹھ گئی

افففف کیا ہوا شوہر ہے میرا پرسنل پراپرٹی ہے میری جیسے مرضی دیکھو فجر نے خود کو تسلی دی اور پھر سے جھک گئی رضا کو دیکھا جو ویسے ہی سویا ہوا تھا

یہ سچ میں اتنی گہری نیند سوتا ہے یا اسے مجھ سے محبت ہی نہیں میں اتنے پاس ہوں اسے محسوس ہی نہیں ہورہا مجھ سے زیادہ نیند عزیز ہے ایک دم سے فجر کو اس کی نیند پر غصہ آیا

اب نظر اپنے دیے نشانوں پر پری تو ان پر آہستہ آہستہ اپنی انگلی پھیرنے لگی ایک نظر رضا کو دیکھا اس کی نیند کا یقین کر کے آہستہ سے ان زخموں پر جھک گئی

ابھی وہ پیچھے ہٹتی کہ رضا نے کمر پر دونوں ہاتھوں سے اپنا حصار باندھ کر کروٹ بدلی کہ فجر نے با مشکل اپنی چیخ روکی

تم۔۔ جاگ رہے تھے فجر نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے رضا سے پوچھا جو آنکھوں میں ڈھیروں جذبات لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا

جی بالکل۔۔۔ کیونکہ مجھے اپنی چڑیا سے بے حد محبت ہے اور میں اس کی پہلی آہٹ پر ہی جاگ چکا تھا جب وہ میرے کپڑے چوری کر کے لے جا رہی تھی رضا نے اپنی ٹی شرٹ کی طرف دیکھ کر طنز کیا تو فجر گڑبڑا گئی تو جلدی سے نظروں کا زاویہ بدلا

تو اب میرا بھی حق ہے نا بس نکاح کا شوق تھا خرچے کون پورے کرے گا فجر نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے جواب دیا تو رضا کو اپنے دل پر قابو کرنا مشکل لگا وہ ایک دم سے ان آنکھوں پر جھکا اور اپنا لمس چھوڑ کر پیچھے ہٹا

رضا کے لمس پر فجر کانوں کی لو تک سرخ ہوگئی اپنے ہاتھ رضا کے کندھے پر رکھ کر اسے پیچھے کرنا چاہا تو رضا نے اپنی انگلیاں فجر کی انگلیوں میں الجھا دی

صرف خرچے نہیں میں ناز نخرے دل وجان سے اٹھانے کو تیار ہوں میری چڑیا رضا نے جذبات سے چور آواز میں کہا تو فجر نے اپنی پلکیں آہستہ سے اٹھا کر اسی کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

فجر کے ہاتھوں کو اپنی گردن کے گرد رکھا تو فجر نے اپنا حصار تنگ کر دیا جس سے رضا فجر کی طرف جھک گیا

اجازت ہے مسسز رضا نے فجر کی آنکھوں میں اپنی سرخ ہوتی آنکھیں ڈال کر کہا جس پر فجر نے شرما کر اپنی نظریں جھکا دی

رضا کی نظریں فجر کے گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر گئی تو وہ پوری شدت سے ان پر جھک آیا

تھوڑی دیر بعد جب وہ پیچھے ہٹا تو فجر گہرے سانس لے رہی تھی رضا نے گردن سے گیلے بال پیچھے کیے اور جھک کر ان کی خوشبو کو محسوس کرنے لگا

فجر کے ہاتھ کندھوں سے سرک کر رضا کے سینے تک آئے اور آہستہ سے رضا کو پیچھے کرنا چاہا جس پر رضا نے دوبارا اپنی انگلیاں فجر کی انگلیوں سے الجھا کر انہیں بیڈ سے لگا دیا اور خود اپنی محبت سے فجر کو پور پور بھگونے لگا

دیا صبح اٹھی تو رات کا سارا نظر آنکھوں کے سامنے لہرا گیا

وہ ایک دم سے اٹھ بیٹھی اپنے دائیں طرف دیکھا تو شاہ میر کو سوتے ہوئے پایا تو وہ جلدی سے بستر سے اٹھ کر ساتھ والی روم میں آئی

لیکن وہاں رات جیسا کچھ بھی نہیں تھا

دیا نے ہر طرح سے فرش کو کھولنے کھینچنے ہر ممکن کوشش کی لیکن وہ ایک عام فرش جیسا ہی تھا

تو وہ تھک ہار کر روم میں واپس آگئی

کیا وہ وہم تھا میرا ویسا کچھ نہیں تھا

دیا کی نظر شاہ میر پر پڑی تو وہ ویسے ہی سو رہا تھا

شاہ میر اٹھو مجھے گھر چھوڑ کر آؤ دیا نے شاہ میر کو کندھے سے ہلا کر اٹھایا لیکن وہ ویسے ہی سوتا رہا

شاہ میر اٹھ بھی جاؤ اتنا ٹائم ہو رہا ہے دیا نے اس کا چہرا اپنی طرف کرتے کہا لیکن وہ ویسے ہی سوتا رہا

اچھا ٹھیک ہے میں خود چلی جاتی ہوں ابھی دیا اُٹھتی شاہ میر نے کمر پر اپنی بازو ٹکا کر اسے اپنی طرف کھینچا

دیا پوری اس کے اوپر جھک گئی

میں نے اجازت دی تمہیں وہ ایک دم سے سخت لہجے میں بولا تو دیا اہم گئی کہا وہ رات اتنی محبت دکھا رہا تھا اور اب

پل میں دیا کی آنکھیں نم ہوئی

شاہ میر نے ایک دم سے کروٹ بدلی اب دیا نیچے اور شاہ میر اس کے اوپر جھکا ہوا تھا

بے بی رو کیوں رہی ہوں اپنی ناک دیا کے گال پر سہلاتے ہوئے مخمور آواز میں کہا تو دیا نے زور سے اپنی آنکھیں میچ لی

مم۔مجھے گھر جانا ہے میر

شاہ میر کو رات والی ٹون میں واپس آتا دیکھ کر کپکپاتی آواز میں کہا لیکن وہ سن ہی کب رہا تھا

میر دیا نے اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجورا جو اس کی گردن پر جھکا دیا کی خوشبو کو خود میں اتار رہا تھا

دیا کی آواز پر شاہ میر نے اپنی جذبات سے سرخ ہوتی آنکھیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا

لیکن میرا ایسا کوئی ارادا نہیں دیا کو کچھ سمجھنے کا موقع دیے بغیر وہ پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھکا دیا کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو اپنی انگلیوں میں قید کر کے سر کے اوپر لاک کر دیا

اپنی شدتیں لٹانے کے بعد آہستہ سے پیچھے ہٹا اور دیا کی گردن پر اپنی شدت کا نشان دیکھا جو کل رات اس نے دیا تھا

اور پھر دیا کی طرف دیکھا جو شاہ میر کے ایسے دیکھنے پر نظریں جھکا گئی کتنے ہی رنگ دیا کے چہرے پر آئے جنہیں شاہ میر نے مبہوت ہو کر دیکھا

اس سے پہلے کہ وہ پھر سے جھکتا کہ کسی کی کال آنے پر بدمزا ہوتا پیچھے ہٹا

دیا نے موقع دیکھ کر واش روم کی طرف دوڑ لگائی

جبکہ شاہ میر نے اس کی اتنی سپیڈ پر حیرت سے دیکھا لیکن جب بات سمجھ آئی تو کمرے میں اس کا قہقہہ گونجا جسے واشروم میں دیا نے سن کر اپنا چہرا ہاتھوں میں چھپا لیا

وہ گاڑی میں تھے جب فارس کی کال آئی تو دیا نے چور نظروں سے شاہ میر کو دیکھا جو ڈرائیونگ کرنے میں مصروف تھا

تو دیا نے کال اٹینڈ کر کے کان سے لگائی

جی

کیا جی کب سے کال کر رہا ہوں ریسیو کیوں نہیں کر رہی تھی تم دیا

اور کس دوست کی طرف تھی اور وہ فجر بھی اگر تم دونوں کا پلین تھا تو ایٹلیسٹ ہمیں تو بتا دیتی کتنا پریشان ہو رہا تھا میں تمہارے بارے میں اب کچھ بولو بھی

دیا بچاری کیا بولتی جو نواب اتنے مصروف تھے کال اٹینڈ کرتے ہی گاڑی روک کر بنا دیا کو سمجھنے کا موقع دیے اس کے ہاتھ سے موبائل لے کر سپیکر پر لگا چکے تھے

اب فارس کی باتوں کے ساتھ ساتھ شاہ میر کے ماتھے کے بلو میں اضافہ ہوتا جارہا تھا

مم۔میں گھر آکر بات کرتی ہوں فارس دیا نے گڑبڑا تے ہوئے جواب دیا لیکن شاید آج اس کا برا وقت تھا تبھی وہ پھر سے شروع ہوگیا

گھر آکر نہیں ابھی بتاؤ پتا کتنا مس کر رہا ہوں تمہیں میں نے تو ابھی تک بریک فاسٹ بھی نہیں کیا تم آؤ تو ساتھ کرتے ہے

سویٹی جلدی آجاؤ یار ابھی فارس کچھ اور گوہر افشانی کرتا کہ شاہ میر نے کال بند کر کے موبائل سامنے ڈیش بورڈ پر مارا

دیا تو ڈر کے کھڑکی کے ساتھ جا لگی جبکہ شاہ میر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر غصہ کم کرنا چاہا جب نا ہو سکا تو

دیا کو کندھوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تکلیف سے دیا کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی

اگر یہ شخص مجھے تمہارے اردگرد بھی دکھا نا دیا تو وہی اس کی قبر کھود دوں گا

شاہ میر ایک دم سے دھاڑا کے فرشتے کو اپنے کان کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے

اور کچھ کا پتا نہیں یہ شخص مجھے بہرا کر کے چھوڑے گا یہ بات وہ اسے تو کہہ نا سکی بس دل میں ہی سوچ سکی

کل ریڈی رہنا رشتہ لے کر آؤ گا اور اس ہفتے میں رخصتی ہے ہماری اپنی کہہ کر اب وہ فرشتے کو دیکھ رہا تھا جو حیران نظروں سے شاہ میر کر دیکھ رہی تھی

اتنی جلدی فرشتے نے بے بسی سے استفسار کیا وہ کیوں ہر بات میں اپنی کرتا تھا اسے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کر رہا تھا

سب کچھ ہو تو گیا ہے شاہ میر زومعنی انداز

میں بولا تو دیا کے رخسار اس کی بات پر ٹمٹما پرے

اپنا سرخ ہوتا چہرہ اس نے شاہ میر کے وارفتگیاں لٹاتی نظروں سے چھپانے کی کوشش کی

تمہیں آج اس لیے چھوڑنے کا رہا ہوں تاکہ پرمینیٹلی لا سکو اور اس کے بعد کہی نا جانے دو

تو بے بی گرل رخصتی تک آزاد ہو تم دیا کا گال تھپتھپا کر کار سٹارٹ کی

اور ایک نظر دیا کی طرف دیکھا جو ابھی بھی اپنا گلابی پڑتا چہرا جھکائے بیٹھی تھی دیا کو ایسے دیکھ کر شاہ میر کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ آئی

یہ ایک بیسمنٹ کا منظر تھا جہاں ہر طرف اندھیرا تھا بس ہلکی ہلکی روشنی تھی

جہاں سامنے کرسی پر وہ شخص بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا

کہ تبھی اس کا خاص بندا وہاں آیا

کیا خبر ہے اپنے دھواں فضا کے سپرد کر کے سرد آواز میں اپنے آدمی سے پوچھا

سر دو دن پہلے آپ کی بہن پاکستان آئی تھی

اس بات پر سامنے بیٹھے شخص کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

پھر لیکن اپنی مسکراہٹ کو چھپا کر سرد آواز میں استفسار کیا تو اس کے خاص آدمی نے گھبرا کر بات جاری کی

اور کل انہوں نے کیپٹن شاہ میر شاہ سے نکاح کیا ہے

اور سب سے بڑے بات یہ وہی کیپٹن ہے جسے اے ایس پی نے اس کیس میں اپنی مدد کے لیے بلایا ہے

اے ایس پی اور وہ کافی سالوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں

اور اس کیپٹن نے آنے سے پہلے ہی ہمارے کافی اڈوں کو ختم کر دیا ہے اب وہ ہمارے کافی قریب ہیں

ہمم اتنی باتیں سننے پر سامنے بیٹھے شخص نے اتنا ہی کہا

ہم تک پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا اس نے اپنے آدمی سے استفسار کیا

اگر وہ کسی بھی ایسے بندے کو پکڑ لے جو آپ کو جانتا ہو تو سب ختم ہو جائے گا

کیونکہ وہ کیپٹن عجیب ہے شاخوں کو نہیں دیکھتا سیدھا جڑ تک جاتا ہے جڑ ختم کرنے کے بعد شاخوں کو جلا دیتا ہے

ابھی بھی اس نے ایسا ہی کیا ہے اس نے صرف انہیں اڈوں کو ختم کیا جس سے اے ایس پی کو خطرہ ہو سکتا تھا اور جس سے وہ سب پر ظاہر ہو لیکن خود کا پلین نہیں شروع کیا ابھی وہ مزید کچھ کہتا کہ سامنے بیٹھے شخص نے اسے ہاتھ سے جانے کا اشارہ کیا

اس کے جانے کے بعد اپنا سر کرسی کی ٹیک سے لگا کر بیٹھ گیا

اور اپنی زندگی کے بارے میں سوچنے لگا

عمر شیرازی کے قتل کے بعد جب اس نے باقی لوگوں کا پتا لگوایا تو وہ کافی پاورفل لوگ تھے

دولت تو ماہر کے پاس بھی تھی لیکن طاقت نہیں تھی

اکیس بائیس سال کا لڑکا کر بھی کیا سکتا تھا کسی کے توسط اسے ایک گینگ کا پتا چلا جب وہ اس آدمی سے ملنے گیا تو اس نے ماہر سے ڈیل کی

ماضی

تو اس کے بدلے ہمیں کیا ملے گا سامنے بیٹھے شخص نے ماہر سے پوچھا

جتنے پیسے مانگو گے میں دوں گا لیکن یہ لوگ مجھے زندہ سلامت چاہیے کیونکہ قتل میں اپنے ہاتھو سے کرو گا ماہر کر جواب پر وہ کچھ دیر سوچ میں پڑ گیا

پیسے نہیں چاہیئے ہمیں ایک ڈیل کرتے ہیں

کیسی ڈیل ماہر نے آبرو آچکا کر استفسار کیا تو وہ آدمی بولا

ہمیں پروٹیکشن چاہیے مطلب لوگوں کے سامنے عام انسانوں جیسی زندگی اور اس زندگی کے پیچھے ہماری درندگی

اس شخص نے کندھے آچکا کر جواب دیا

صاف صاف بات کرو ماہر نے اکتا کر جواب دیا وہ بلا وجہ اس کا ٹائم برباد کر رہا تھا

مطب صاف ہے ہم تمہارے بزنس میں پارٹنر بنیں گے تم لوگوں سے ہمیں اپنا پارٹنر متعارف کرواؤ گے لیکن ہم بزنس سے ایک روپیہ نہیں رکھے گے سارا پروفٹ تمہارا ہوگا لیکن ہم اپنا بلیک بزنس جاری رکھے گے اس بزنس کی آڑ میں ڈرگز، ہتھیار وغیرہ

ماہر نے پشت سے ٹیک لگا کر اس کی بات سنی

ٹھیک ہے مجھے منظور ہے لیکن یہ لوگ مجھے جلد از جلد چاہیئے

اور پھر وہ اس دلدل میں پھنستا چلا گیا

کہ واپسی کا کوئی راستہ ہی نہیں بچا لیکن اب تک اس نے گرلز سمگلنگ سے روکے رکھا تھا اور جب اسے پتا چلا کہ اس سے چھپ کر یہ کام کیا گیا تب اس نے باس کو ختم کر کے اس کی جگہ سنبھال لی اور واپسی کے سارے راستے بند کردیے ایک لمبی سانس ہوا کے سپرد کر کے وہ کرسی سے اٹھا اپنا کوٹ ہاتھ میں پکڑا اور گھر کی طرف نکل پڑا

وہ گھر پہنچا تو منہا ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھی

ماہر کو دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی جسے دیکھ کر ماہر کو اپنے جسم میں سکون کی لہر دوڑتی محسوس ہوئی

اپنا کوٹ صوفے پر پھینک کر وہ سیدھا منہا کے پاس پہنچا اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود سے لگایا اور اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا

I missed you soo much

منہا نے بھی اپنی بانہوں کا حصار اس کے گرد باندھ کر سر ماہر کے سینے سے ٹکا دیا

جب اس نے عمر شیرازی کی موت کی خبر سنی تو اس کی بہن کا بیان سن کر سکون محسوس کیا کہ اس کا کہنا تھا کہ گھر پر چور گھس آئے تھے پھر ان کی عمر شیرازی سے ہاتھا پائی ہوئی جس کے دوران اس کا قتل ہو گیا

ورنہ منہا کو شک ماہر پر گیا تھا وہ بھی تو رات کو غائب تھا

لیکن جب وقفے وقفے سے اسے باقی لوگوں کے قتل کی خبریں سنی تو اسے یقین آگیا

اس سے پہلے وہ ماہر سے پوچھتی رات ماہر لیٹ آیا اور ہمیشہ کی طرح گیسٹ روم میں گیا لیکن منہا اس دن جاگ رہی تھی

جب وہ اس کے پیچھے روم میں گئی اور اسے خون سے بھرے کپڑوں میں دیکھا تو اپنے حواس کھو بیٹھی

جس کے بعد ماہر کے لیے کافی مشکل ہو گیا تھا اسے سنبھالنا

لیکن جس بات کی منہا کو زیادہ تکلیف تھی وہ یہ تھی اگر ماہر کو پولیس لے گئی پھر جس پر ماہر نے اسے یقین دلایا کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا

ان تین سال میں وہ ماہر کو اس کا حق نہیں دے سکی وجہ اس کا ڈپریشن میں چلے جانا تھا

وہ خود کو نقصان پہنچانے لگی تھی وہ جتنا نارمل خود کو شو کرواتی تھی اتنی تھی نہیں کیونکہ وہ اس بات کا بھی خود کو قصوروار سمجھتی تھی کہ ماہر اس کی وجہ سے قاتل بنا

لیکن ماہر نے ہمت سے کام لے کر آہستہ آہستہ اسے نارمل کرنے میں کامیاب ہوا اسی دوران جب اس کی طبیعت زیادہ بگڑی تب دیہان بٹانے کو ماہر نے دیا سے بات کروا دی اور اسے بتایا کہ ایمرجنسی میں شادی کرنی پڑی اب جب ماہر گھر نہیں ہوتا تو وہ دیا اور فجر سے باتیں کر لیتی تھی

بھوک نہیں ہے مجھے کمرے میں چلیں ماہر نے منہا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر کہا

جس کی انگلی پر کٹ کا نشان تھا جو بلیڈ کے پکڑنے کی وجہ سے تھا جس سے ماہر کو اندازہ ہو گیا کہ آج پھر خود کو نقصان پہنچایا ہوگا

منہا نے اپنی تھوڑی ماہر کے سینے پر ٹکا کر سر اٹھا کر ماہر کی طرف دیکھا مجھے بھی نہیں بھوک منہا کی بات پر ماہر کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

لیکن میرا میٹھا کھانے کا دل کر رہا ہے نا ماہر نے اپنا انگھوٹھا منہا کے ہونٹوں پر پھیرتے ہوئے کہا جس پر منہا نے شرما کر اپنا سر جھکا لیا

ایسے نہیں چلے گا مسسز ماہر نے اس کا چہرا اوپر اٹھایا تو منہا کا چہرا اس کی نظروں کی تپش سے ٹمٹما رہا تھا

ماہر بے خود ہوتا اس کے ہونٹوں پر جھکا تو منہا نے اپنی بانہوں کو ماہر کی گردن کے گرد لپیٹ دیا منہا کی پیش قدمی پر ماہر نے اسے کمر سے تھام کر اپنے قریب کر لیا

منہا کو کمر سے تھامے ماہر نے اسے ٹیبل پر بٹھایا آہستہ سے اپنے لبوں کا جدا کیا

اپنا سر منہا کے سر کے ساتھ ٹکا کر آنکھیں موند لی منہا ماہر کے کالر کو تھامیں اپنی بے ترتیب ہوئی سانسیں کو سنبھال رہی تھی

جبکہ ماہر کی بھاری سانسیں اور ان کی تپش اسے اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی

کچھ دیر ایسے ہی منہا کو محسوس کرنے کے بعد ماہر نے اسے اپنی باہوں میں اٹھا لیا جس پر منہا نے گڑبڑا کر ماہر کو دیکھا تو وہ آنکھوں میں تپش لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا

تو منہا نے اپنی پلکوں کو جھکا لیا جس پر ماہر نے جھک کر اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا اور سیڑھیاں چڑھتا اسے لیے روم میں آیا

پاؤں کی ٹھوکر سے دروازا بند کر کے وہ منہا کو لیے بیڈ کے پاس آیا آرام سے اسے بیڈ پر بٹھا کر واپس جا کر دروازا بند کیا

منہا اپنے دل پر ہاتھ رکھے اپنی بے ترتیب ہوئی دھڑکنوں کو محسوس کر رہی تھی جب کمرے میں ایک دم اندھیرا چھانے پر سر اٹھا کر دیکھا

مم۔ماہر ۔کک۔۔کہاں ہیں آپ۔ابھی منہا وہاں سے اٹھتی کے پیچھے سے ماہر نے اپنی حصار میں لیا۔ششش میں یہی ہوں زندگی منہا کے بال ایک سائیڈ پر کر کے ماہر نے اپنی تھوڑی اس کے کندھے پہ ٹکائی

مجھے ڈر لگ رہا ہے ماہر لائٹ اون کریں ماہر کا حصار توڑنے کی کوشش کرتے منہا نے کہا جب کے ماہر اسے ایسے ہی حصار میں لیے پیچھے کو نیم دراز ہوگیا

کیا میری قربت میں اتنا سکون نہیں کہ وہ تمہارے ڈر پر حاوی ہو جائے منو ماہر نے جذبات سے چور لہجے میں سرگوشی کی تو منہا کہ جسم میں ایک سرد لہر دوڑ گئی

منہا نے خاموشی سے کروٹ بدل کر ماہر کے سینے میں منہ چھپا لیا جس پر ماہر کے ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ آئی اپنا حصار منہا کے گرد تنگ کر لیا اور آہستہ سے اپنے لب اس کے بالوں پر ٹکا دیے

تھوڑی دیر بعد منہا کی بھاری ہوتی سانسوں کو محسوس کر کے اسے یقین ہوگیا کہ وہ سو چکی ہے تب ماہر خاموشی سے اٹھ کر ڈریسنگ روم میں گیا کبرڈ کھول کر فرسٹ ایڈ باکس نکالا

زخموں پر لگانے والی ٹیوب لے کر منہا کے قریب آکر بیٹھا

اپنے موبائل کی ٹارچ آن کر کے بیڈ پر موبائل رکھ دیا

اب وہ بغور منہا کا چہرا دیکھ رہا تھا جس پر وہ دنیا جہاں کی معصومیت سمائے سو رہی تھی ماہر کی آنکھوں میں وہ لمحہ آبسا جب اسے پہلی بار دیکھا تھا جیسے جیسے وہ قریب آرہی تھی ماہر کو اس کا ہر قدم اپنے دل پر پڑتا محسوس ہوا تھا وہ پورے حق سے اس کے دل پر برجمان ہو چکی تھی ماہر کو اندازہ ہی نا ہوا کب وہ دل سے اس کی رگوں تک بس چکی تھی

منہا کہ بنا شاید وہ سانس بھی نا لے سکے

ماہر نے ٹراؤزر کو منہا کی پنڈلیوں سے اوپر کیا تو وہاں نیا کوئی نشان نہیں تھا

دونوں ٹانگوں کو دیکھنے کے بعد اس نے دایاں بازو دیکھا لیکن وہاں بھی نہیں تھا جب اس نے بائیں بازو سے کپڑا اوپر کیا تو کہنی کے نیچے سے لے کر ہاتھ سے تھوڑا اوپر تک بے شمار چھوٹے مگر گہرے کٹ تھے جنہیں دیکھ کر ماہر کی آنکھیں ایک دم سے نم ہوئی جھک کر آہستہ سے ان نشانوں پر اپنے لب رکھے پھر ٹیوب لگا کر لائٹ آف کی

کچھ دیر اندھیرے میں دیکھنے کے بعد ہاتھ بڑھا کر منہا کو اپنے حصار میں لے لیا نیند تو شاید نہیں آنی تھی لیکن منہا کی قربت میں سکون ضرور مل جاتا تھا

اب بھی اسی سکون کو محسوس کرتے سونے کی کوشش کی

دیا کو گھر چھوڑنے کے بعد وہ رضا کو لیے اسی جگہ واپس آیا

تو کیا بتایا اس نے رضا نے لاش کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا

وہی جو ہمیشہ ہوتا ہے کوئی بزنس مین ہے اس کام کے پیچھے دنیا کے سامنے عام انسان اور حقیقت میں ایک درندہ شاہ میر نے حقارت سے کہا جس پر رضا نے سر جھٹکا

پلین کیا ہے رضا نے استفسار کیا جس پر شاہ میر نے آبرو آچکا کر اسے دیکھا جیسے وہ اسے بتا دے گا

شاہ میر کے دیکھنے پر رضا نے دانت کچکچا کر اسے دیکھا اگر نہیں بتانا تھا تو مجھے ساتھ کیوں انوالو کیا اچھی بھلی چھٹیاں گزرنی تھی اب وہ بھی تمہارے اس کیس کی نظر ہوجانی ہیں

ٹائم پاس کرنے کے لیے جو کام میرے کرنے کے نہیں ہوگے وہ تم کرو گے جیسے اس لاش کو ٹھکانے لگانا

شاہ میر نے کندھے آچکا کر جواب دیا تو رضا نے اسے گھور کر دیکھا

گھور کیا رہے ہو جب پتا ہی ہے روتے دھوتے تم نے ہی یہ کام کرنا ہے تو اس کا فائدہ شاہ میر نے وہاں پری چیئر پر جھولتے جواب دیا تو رضا نے جھک کر لاش کا چہرا آگے پیچھے کر کہ دیکھا جس کا وہ ستیاناس کر چکا تھا

رضا کے جھکنے پر اس کی شرٹ کا گلا نیچے کو ہوا تو شاہ میر کی تیز نظریں نے اسی وقت وہ نشان دیکھ لیے ایک سیکنڈ کا عمل تھا لیکن شاہ میر کی آنکھوں سے پوشیدہ نہ رہ سکا وہ ایک دم سے چیئر سے اٹھ کر رضا کے قریب آیا

شاہ میر کے اپنے پاس آنے پر رضا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو اب کیا

لیکن وہ ایک دم سے بھونچکا رہ گیا جب شاہ میر نے اس کی شرٹ کو گلے سے نیچے کرنا چاہا رضا نے گڑبڑا کر شاہ میر کے ہاتھوں کو پکڑا

کیا کر رہے ہو دماغ خراب ہے تمہارا اگر ہو بھی گیا تو میرا نہیں ہوا میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تم میری عزت کے ساتھ نہیں کھیل سکتے ابھی رضا اپنی بکواس جاری رکھتا کہ منہ پر پڑنے والے مکے سے اس کی بولتی بند ہو گئی

گدھے میں دیکھ رہا ہوں تو اپنی عزت کس کے پاس لٹا کر آیا ہے دکھا مجھے ذرا شاہ میر نے پھر سے کالر سے پکڑنا چاہا لیکن رضا نیچے کو جھک گیا

دیکھو میر یار یہ پرسنل ہے تم ایسے نہیں کر سکتے رضا نے منت بھرے انداز میں کہا

اگر وہ دیکھ لیتا تو ساری عمر اس کا ریکارڈ لگاتا تھا لیکن شاہ میر ایک ہی جست میں اس تک پہنچا اور رضا کے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر پیچھے لاک کیا اور اگلے ہاتھ سے اس کا کالر کھینچا جس پر اس کے بٹن ٹوٹتے چلے گئے اور وہ نشان واضح ہوئے جنہیں دیکھ کر شاہ میر کے قہقہے اس خوفناک کمرے میں گونجے تو رضا کی رونے جیسے شکل ہوگئی

شاہ میر اٹھ کر رضا کو دیکھ کر مسلسل قہقہے لگا رہا تھا جو اس کمرے میں عجیب خوفناک سا منظر پیش کر رہے تھے

رضا کو وہ سچ میں ایک جن ہی لگا خون پینے والا جن

یہ جائز نشان ہے میری بیوی کو محبت ہی بہت ہے مجھ سے رضا نے اپنا بھرم رکھنے کو کہا جس پر شاہ میر نے تالی بجائی

جی بالکل یقین ہو گیا ہے مجھے شاہ میر نے طنزاً کہا جس پر رضا وہاں سے باہر نکلتا چلا گیا ورنہ جتنی دیر رہتا وہ اس کا مزاق بنانے سے باز نا آتا

...

تم صبح صبح کہاں جا رہی ہو

فجر نے دیا کو تیار ہوتے ہوئے دیکھ کر کہا

میں نہیں تم بھی جا رہی ہو دیا نے اپنی لپ گلوز لگا کر جواب دیا تو فجر حیران ہوئی

کیا مطلب ہم کہاں جائے گے فجر کے حیرت سے استفسار کرنے پر دیا نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا

دماغ بھی اپنا کیا اس بندر کو دے آئی ہو

نن۔ نہیں تو رضا کہ ذکر پر وہ ایک دم سے گڑبڑا گئی

گھر جانا ہے بھائی کے پاس اور منہا سے بھی تو ملنا ہے

اور ایک سرپرائز بھی ہے دیا نے بیگ میں اپنا سامان رکھتے ہوئے کہا تو فجر نے بھی ڈریسنگ کی طرف دوڑ لگائی

اپنا بیگ گھسیٹ کر لائی اب اس میں پٹک پٹک کر چیزیں رک رہی تھی تم بہت سیلفش ہو دیا خود تیار بھی ہوگئی اور مجھے ٹائم ٹائم پر بتا رہی ہو فجر نے منہ بنا کر کہا تو دیا نے اپنی مسکراہٹ چھپائی

اور سرپرائز کیا ہے فجر سرپرائز والی بات یاد کر کہ بولی

وہ تو وہی جا کر پتا لگے گا

اب جلدی آجانا میں نیچے ویٹ کر رہی ہوں دیا اپنا بیگ نیچے لے گئی جب کہ فجر منہ بنا کر پیکنگ کرنے لگ گئی

میں چھوڑ آتا ہوں تم لوگوں کو فارس نے دیا کے جانے کی بات سن کر کہا

نہیں میں اکیلے جانا چاہتی ہوں اگر بھائی ڈانٹے بھی تو ہماری عزت افزائی ہوتے تم نا دیکھ سکو دیا نے ٹالتے ہوئے کہا اگر فارس وہی رک جاتا اور شاہ میر دیکھ لیتا تو ایک نئی مصیبت بن جانی تھی

ویسے کہو کہ نہیں لے کر جانا فارس نے تو مزاق میں کہا لیکن دیا سچ میں گڑبڑا گئی

نن۔نہیں ایسی کوئی بات نہیں تم کل آجانا دیا نے جلدی سے کہا کہی اس کا جھوٹ پکڑا ہی نا جائے

وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہیں ہم کل چلیں گے مجھے آج ایک کام ہے اس کے سلسلے میں جانا ہے تم بھی ساتھ چلنا حماد نے فارس اور دیا کی گفتگو میں مداخلت کرتے ہوئے کہا تو فارس نے سر ہلا دیا جبکہ دیا نے سکھ کا سانس لیا

فجر کو آتا دیکھ کر دیا اپنی کرسی سے اٹھی اوکے بھائی ہم چلتے اب دیا نے حماد کی طرف دیکھ کر کہا اور ساتھ ہی فجر کو باہر چلنے کا اشارہ کیا جس پر فجر حماد اور فارس کو خدا حافظ کہہ کر اپنا بیگ لے کر باہر کی جانب چلی گئی

ٹھیک ہے خیال رکھنا اپنا اور کل پرسوں تک ہم بھی چکر لگائیں گے

شاہ میر گھر آیا تو اسے ندا بیگم اور عمران صاحب لاؤنج میں بیٹھے نظر آئے ندا بیگم کی جیسے ہی نظر شاہ میر پڑی ور روتے ہوئے آکر اس کے گلے لگ گئی

کیسی ہیں آپ چچی

اپنے بیٹے کو دیکھ لیا اب ٹھیک ہوں انھوں نے شاہ میر کی پیشانی چوم کر کہا تو وہ صوفے پر آکر بیٹھ گیا سامنے عمران صاحب اپنے موبائل میں مصروف تھے جیسے ان کے علاوہ وہاں کوئی اور ہو نا

جبکہ ندا بیگم انہیں گھور رہی تھی جنہیں کوئی پرواہ ہی نہیں تھی بیٹا اتنی دیر بعد گھر آیا ہے

شاہ میر نے اپنا رخ ندا بیگم کی طرف کیا اپنا بازو ان کے کندھے پر پھیلا کر چچی آپ سے بات کرنی تھی وہ اتنے شیری لہجے میں بولا کہ ندا بیگم واری صدقے ہوگئی جبکہ عمران چپکے سے اس کی طرف دیکھتے انہیں پتا تھا کوئی مطلب ہی ہوگا اس جاہل کے پاس

میرا بیٹا ایک کیا سو باتیں کرو ہم تمہاری نہیں سنے گے تو کس کی سنے گے انہوں نے نم آنکھوں سے کہا

شاہ میر انہیں دیکھ ہولے سے مسکرایا کتنی کمزور ہوگئی تھی وہ بیٹیوں کا غم کتنا بڑا تھا لیکن پھر بھی وہ شاہ میر کو کبھی ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دیتی تھی

وہ دراصل آپ کے لیے بہو ڈھونڈ لی ہے آج رشتہ لے کر جانا ہے

ابھی شاہ میر بات مکمل کرتا عمران صاحب بھڑک پڑے دیکھا --- دیکھا بیگم تم نے یہ بہو پسند کر آیا تو بتا رہا ہے

مجھے تو حیرت ہے اس نے شادی کر کے کیوں نہیں بتایا ساتھ ایک دو بچے لاتا اور لا کر کہتا اب بہو آپ لے آئے وہ ایک دم کھڑے ہو کر گرجے کہ ندا بیگم تو ڈر گئی البتہ شاہ میر ویسے ہی ہونٹوں پر ہاتھ کی مٹھی رکھے انہیں دیکھ رہا ہو جیسے بہت دلچسپ مووی لگی ہو

شاہ میر کے ایسے دیکھنے پر وہ جزبز تو ہوئے ہی لیکن غصے والے تاثرات ہنوز چہرے پر سجائے رکھے

سہ شرم دیکھ کیسے رہا ہے اب چھوٹو بھی کچھ کہ لڑکی کہاں کی ہے گھر بار کیسا ہے یا کسی جنگل سے اٹھا لائے ہو وہ پھر سے بھڑک کر بولے تو شاہ میر آہستہ سے اٹھ کر چھوٹے چھوٹے قدم لیتا ان

کے پاس آکر کھڑا ہوا جب کہ عمران صاحب کا اب دل ہول رہا تھا اب تو ان کا دل اتنا نازک تھا کہ برتن میں چمچ کی آواز سے کانپ جاتا تھا اگر اس نے آج پھر کچھ کر دیا تو انہیں تو اگلا موقع بھی نہیں ملے گا ابھی وہ کچھ سمجھتے کہ شاہ میر نے انہیں اپنی باہوں میں بھر کر زمین سے اوپر اٹھا لیا

آئی لوو یو سو مچ چاچو

شاہ میر کے ایسے رد عمل پر وہ حیران ہوتے چلائے

چھوڑ مجھے جاہل ڈنگر انسان میری پسلیاں ٹوٹ جانی

جبکہ ندا بیگم مسکراتے ہوئے کچن میں چلی گئی

جب شاہ میر نے انہیں زمین پر کھڑا کیا تو وہ ہانپ رہے تھے لیکن انہیں گلے لگائے رکھا

ویسے کتنا جانتے ہیں نا آپ مجھے شاہ میر نے سرگوشی کی تو وہ حیران ہوئے

کیا مطلب انہوں نے بے چینی سے استفسار کیا کہی سچ میں تو بچے پیدا نہیں کر رکھے

ہاہاہا میرے معصوم چاچو مطلب یہ کہ آپ کی پیشن گوئی تھوڑی غلط باقی ٹھیک تھی شاہ میر نے ویسے ہی پھر سرگوشی کی تو انہوں نے دانت پیسے

پیچھے ہٹ کر بکواس کرو کیا کہنا ہے انہوں نے اسے پیچھے کرنا چاہا لیکن وہ ڈھیٹوں کی طرح ویسے ہی چپکا رہا

نہیں مجھے شرم آئے گی بتاتے ہوئے تو ایسے ہی بتاتا ہوں

میں سوچ رہا تھا ڈائریکٹ ولیمہ کرتے ہیں

کیا بکواس کر رہے ہو ولیمہ کیا نکاح سے پہلے کر لے گے پڑھے لکھے جاہل انسان

انہوں نے ویسے ہی دبی دبی آواز میں چیخ کر کہا کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے ندا بیگم سنے اور پھر ان پر الزام لگائے کہ وہ ان کے بیٹے سے پیار نہیں کرتے

ہاہاہا میں نے کہا نا آپ کی آدھی پیشن گوئی ٹھیک تھی آپ کو دادا تو نہیں بنایا ابھی لیکن جلد ہی بن جائے گے کیونکہ شادی اور گولڈن نائٹ منا کر آرہا ہوں شاہ میر کی اتنی بے شرمی پر ان کا چہرا ایک دم سے سرخ ہوا وہ تو شکر تھا اس بے شرم نے واقع یہ بات ان کی منہ پر نہیں کی ورنہ اسے تو شرم آتی یا نا آتی وہ خود نظریں کیسے ملاتے اپنی بات کہہ کر وہ انہیں وہی چھوڑ کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا

یہ آپ کا چہرا اتنا لال کیوں ہو رہا ہے ندا بیگم جب کچن سی آئی تو ان کا اتنا سرخ چہرا دیکھ کر فکر مندی سے پوچھ بیٹھی

اپنے بھائی کہ جلدی دنیا سے جانے پر رب کی مصلحت اب سمجھ آگئ اور اپنے گناہ یاد کر رہا تھا جس کی ایسی سزا مل رہی انہوں نے اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے کہا جبکہ ندا بیگم حیران پریشان ان کی پیٹھ دیکھ رہی تھی پھر سر جھٹک کر شاہ میر کہ کمرے میں چلی گئی تاکہ اسے کھانے کے لیے بلا سکیں

دیا اور فجر گھر پہنچی تو ماہر گھر نہیں تھا جبکہ وہ منہا کے ساتھ بیٹھی اتنے سالوں کی اکٹھی ہوئی باتیں کرنے میں مصروف ہوگئی

یار منہا اتنا ٹائم ہوگیا شادی کو ہمیں خالہ کب بناؤ گی یار بہت دل کرتا کوئی چھوٹو سا بے بی آئیں اور میں اس کے ساتھ کھیلوں

فجر نے منہا کا روم دیکھتے ہوئے کہا وہ جب سے آئی تھی کبھی ایک چیز لے کہ بیٹھ جاتی اور اس کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دیتی اسے سچ میں ماہر کی چوائس بہت پسند آئی تھی

لیکن فجر کی بات پر منہا کے چہرے پر ایک دم سایہ لہرا کر گزرا

دیا نے منہا کی فق ہوتی شکل دیکھی اور فجر کو ٹوکنا چاہا جو دوسرے طرف منہ کیے اپنی ہی ہانکی جارہی تھی

تمہیں نہیں پتا میرا بھائی بہت شدت پسند ہے اپنی محبت میں شراکت نہیں برداشت کر سکتا اسی لیے وہ بے بی پلین نہیں کر رہا ہوگا تاکہ اپنی مسسز کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ٹائم سپینڈ کر سکے دیا نے فجر کی بات کا اثر زائل کرنے کو کہا لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ انجانے میں اسے پھر سے تکلیف دے گئی

شراکت کی بات پر منہا کی آنکھوں کے سامنے اپنا خوفناک ماضی گھوم گیا بامشکل اپنے آنسوؤں پر بندھ باندھ کر دیا کی بات پر اس نے سر ہلایا اور پھر وہاں سے اٹھ گئی

منہا یار بھائی کو منا لینا تمہیں سب بتا تو چکی ہوں اور شاہ میر کا تمہیں پتا ہے نا کتنا جذباتی ہے تو پلیز تم کوئی سیٹنگ کر دینا دیا نے پیچھے سے منہا کو حصار میں لے کر کہا تو وہ مسکرا دی

اور اگر تمہارے بھائی نے میری بھی نا مانی

تمہاری کوئی بات وہ رد ہی نہیں کر سکتے دیا پر یقین لہجے میں کہا تو منہا کو انجانی سی خوشی ہوئی واقع وہ شخص کتنی محبت کرتا تھا اس سے

میں منا لوں گی تم فکر نا کرو

اور فجر تم اپنی مما سے بات کرو یار انہیں مناؤ دیا کہ ساتھ تمہاری بھی رخصتی ہوجائے تو کوئی مسئلہ نہیں ہوگا منہا نے فجر سے کہا

مم۔میں رضا سے بات کر لو پہلے کہ وہ اپنی فیملی سے بات کر لے پھر مما سے کرتی ہوں فجر نے گڑبڑا کر جواب دیا تو منہا نے اسے گھوری سے نوازا

تبھی کمرے کا دروازا کھلا اور ماہر اندر آیا ماہر کو دیکھ کر منہا کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا جسے فجر اور دیا نے دیکھ کر دل میں ماشاءاللہ بولا

لیکن ماہر دیا کو دیکھ کر سرد تاثرات لیے واشروم میں چلا گیا

تو دیا نے بے بسی سے منہا کی طرف دیکھا جس نے اشارے سے سب ٹھیک ہوگا کہا

ہم جاتے ہیں تم بھائی کو منا لینا دیا فجر کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے گئی

ماہر غصے میں واشروم تو آگیا تھا لیکن کپڑے تو غصے میں لایا نہیں

منہا میرے کپڑے پکڑاؤں یار ماہر نے آواز دے کر منہا سے کہا تو وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھی

جج۔جی میں دیتی ہوں منہا نے جلدی سے جواب دیا اور کبرڈ کی طرف بڑھی ماہر نے باہر صرف منہا کی موجودگی محسوس کرکے سر باہر نکال کر دیکھا تو واقع فجر اور دیا چلی گئی تھی جس پر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

یہ لیں ماہر منہا نے ہاتھ اندر کر کے کپڑے پکارنا چاہے جب ماہر نے اسے کلائی سے پکڑ کر اندر کھینچ لیا منہا اس اچانک افتاد پر بھونچکا رہ گئی

جب کہ ماہر اب منہا کی کمر میں اپنا حصار تنگ کر چکا تھا جب منہا نے بوکھلا کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کرنا چاہا لیکن اسے شرٹ لیس دیکھ کر سختی سے اپنی آنکھیں بند کر لیں

جس پر ماہر نے اپنا حصار بالکل تنگ کر دیا اور منہا بالکل اس کے سینے سے جالگی منہا کی گرم سانسوں کا اتراؤ چڑھاؤ ماہر کو اپنے سینے پر محسوس ہورہا تھا جب کہ منہا ماہر کی گرم سانسوں کی تپش اپنی گردن کی جلد پر محسوس کر رہی تھی

آنکھیں کھولو منہا ماہر نے سنجیدہ آواز میں کیا تو منہا نے اور سختی سے بند کر لی

اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمہاری دوست کی بات مان جاؤ تو آنکھیں کھولو ماہر کی بات پر جھٹ سے منہا نے آنکھیں کھولیں تو ماہر کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی

آپ مان جائیں نا وہ بہت خوش رہے گی ماہر منہا نے ہمت کر کہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

اور ہم۔۔ ہم کب خوش ہوگے زندگی تمہیں احساس ہے کہ ہم اتنے پاس ہو کر بھی کتنے دور ہیں تمہیں ان کی محبت خوشی کی پرواہ ہے اور میری محبت میری خوشی

ہم کب تک ایسے ادھورے رہے گے کبھی کبھی مجھے لگتا ہے میں تمہیں پاکر بھی کھو چکا ہوں منہا مجھے ہمارا یہ ادھورا رشتہ اندر سے مار رہا ہے ماہر کی بات پر منہا نے جلدی سے اپنا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھ دیا جس پر ماہر نے اپنا شدت بھرا لمس چھوڑ کر اس ہاتھ کو اپنے سینے پر دل کے مقام پر رکھ کر اپنے ہاتھ میں قید کر لیا

منہا کا ہاتھ کانپ گیا جسے ماہر نے بھی محسوس کیا

مجھے ڈر لگتا ہے ماہر مجھے لگتا مم۔ میں بھیگی آواز پر قابو پاکر بات جاری رکھی ماہر بھی چاہتا تھا کہ وہ اپنے دل کی باتیں اس سے کرے تبھی بولنے دیا م۔مجھے لگتا میں آپ کو کھو دوگی میں مر جاؤں گی ماہر وہ ایک دم سے سسک پڑی تو ماہر نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچ لیے

ادھر دیکھو منہا میں نے کہا میری طرف دیکھو ماہر نے سرد آواز میں کہہ کر منہا کا چہرا اپنے ہاتھوں میں بھرا

تم کبھی مجھے نہیں کھو سکتی ماہر شاہ پہلے دن سے تمہارا تھا اور قیامت تک تمہارا ہی رہے گا موت پر زور نہیں لیکن تمہیں اتنا یقین ہونا چاہیے مجھ پر کہ اگر کبھی تمہارا دل نا دھڑکا تو سانسیں میں بھی نہیں لے سکوں گا تمہیں لگتا ہے تم مرجاؤ گی اور میں یہ خبر سن کر غم سے نڈھال ہوں گا تو میرا وعدہ ہے تم سے میں خبر سے پہلے تم تک پہنچ جاؤ گا وہ اتنی شدت سے بولا کہ منہا کو اپنا رواں رواں کانپتا محسوس ہوا اپنی بات کہہ کر منہا کے گرد سے اپنا حصار ختم کر کے پیٹھ کر کہ کھڑا ہوگیا

اپنے اشتعال پر بامشکل قابو پایا منہا کے منہ سے مرنے کا سن کر اسے اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا اور سچ ہی تو تھا کیا وہ موت سے لڑ سکتا تھا شاید نہیں اور وہ اسے بھی کوئی جھوٹی تسلی نہیں دینا چاہتا تھا لیکن اسے یقین تھا کے وہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ پائے گا

ابھی وہ انہیں سوچو میں گم تھا کہ اسے اپنی سینے پر نرم گرم ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا ماہر نے چونک کر دیکھا تو منہا نے اپنا کمزور سا حصار اس کے گرد باندھا تھا اور سر اس کی پیٹھ سے ٹکا دیا ایک خوشی کی لہر ماہر کو اپنے رگ و پے میں سرایت کرتی محسوس ہوئی

اگر آپ مان جائیں گے تو بدلے میں آپ کو مسسز منہا ماہر شاہ ملے گی منظور ہے منہا نے سرگوشی سے بھی کم آواز میں کہا اگر ماہر کا سارا دیہان اس کی طرف نا ہوتا تو شاید وہ سن بھی نہیں پاتا ماہر نے پلٹ کر اسے اپنے حصار میں قید کر کے ایک دم سے منہا کی سانسوں سے اپنی سانسیں الجھا دی منہا کی سانسوں کی خوشبو کو پوری شدت سے وہ خود میں جذب کرنے کی کوشش کر رہا تھا

جبکہ منہا نے اپنے ہاتھ ماہر کے کندھوں پر رکھ دیے جب ماہر کافی دیر دور نا ہوا تو منہا نے اپنے نازک ہاتھوں سے اس کے کندھوں پر مکے برسائے لیکن وہ تو جیسے برسوں کی پیاس بجھانے میں مصروف تھا اپنی مینمانی کرنے کے بعد ماہر پیچھے ہوا تو منہا نے اپنا سر اس کے کندھے سے ٹکا دیا جبکہ ماہر اس کی پیٹھ سہلا کر اس کے بے ترتیب ہوئی سانسوں کو ہموار کر رہا تھا جبکہ ہونٹوں پر نا ختم ہونے والے مسکراہٹ تھی

منہا نے ایک دم سے ماہر کا حصار توڑ کر پیچھے کیا

یہ سب مان جانے کے بعد کہا تھا آپ تو ابھی سے شروع ہوگئے منہا بڑبڑاتی ہوئی باہر چلی گئی جبکہ ماہر خوشی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا

اچھا سنو کپڑے تو دے جاؤ یہ تو نیچے گرا دیے یا میں ایسے ہی باہر آجاؤ ماہر نے پیچھے سے ہانک لگائی جو مرضی کرے میں جارہی ہوں منہا نے جواب دے کر ٹھک سے دروازا بند کر کے باہر چلی گئی

شام میں عمران صاحب اور ندا بیگم ڈھیر سارے تحائف لے کر آئے

انہوں نے آکر ڈائریکٹ شادی کی ہی بات کی عمران صاحب کا کہنا تھا ان کے بیٹے کی واپسی جلدی ہے اسی لیے وہ جلد از جلد شادی کرنا چاہتے ہیں

ماہر نے اپنا ولیمہ پلین کیا اور اسی دن دیا کی رخصتی کا کہا

لیکن دیا کا کہنا تھا وہ اپنے بھائی کی شادی اچھے سے دیکھنا چاہتی ہے پھر ماہر کہ ولیمہ پر دیا اور شاہ میر کی مہندی اور اگلے دن بارات طہ پائی عمران صاحب اور ندا بیگم دیا کو ڈھیروں دعائیں دے کر رخصت ہوگئے

رات میرا انتظار کرنا مسسز سود سمیت سارے حساب بے باک کرنے ہیں ماہر نے صوفے پر بیٹھی منہا کے کان میں جھک کر سرگوشی کی اور اٹھ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب چلا گیا جبکہ رات کا سوچتے ہی منہا کی ہتھیلیاں پسینے سے نم ہونے لگی

یہ کیا بکواس ہے ہمارے درمیان ایسی کوئی ڈیل نہیں ہوئی میں بہت پہلے ہی لڑکیوں کی سمگلنگ سے منع کر چکا ہوں ماہر نے دھاڑ کر اپنے سامنے بیٹھے ریچرڈ سے کہا

یہ ڈیل تمہارا پہلا باس کر چکا ہے اور ہم معاوضہ بھی دے چکے ہیں اور صرف لڑکیاں ہی نہیں وہ ہمیں چھوٹے بچے بھی سمگل کرنے والا تھا

ریچرڈ کی بات پر ماہر نے اپنے خاص آدمی کو خونخوار نظروں سے دیکھا

سس۔۔سر جب آپ باس بنے تھے اس سے پہلے سے بچوں کو کیڈنیپ کرنا شروع کر دیا تھا ہم مجبور تھے آدمی نے ممنا کر کہا

کتنے بچے ہیں اور کہاں ہیں اب اور لڑکیاں ماہر نے سرد آواز میں پوچھا

سر نیچے بیسمنٹ میں آج ہی شفٹ کی گئی ہیں ماہر نے غصے سے اپنے جبڑے بھینچ لیے

دیکھو ہمارے ساتھ غداری کی سزا بہت بری ہوگی اگر یہ بچے اور لڑکیاں نا پہنچی تو اپنے اور ان بچوں کے نقصان کے زمہ دار تم خود ہوگے یہ ڈیل پوری کرو بعد میں چاہے ہم سے کوئی ڈیل نا کرنا وہ تم لوگوں کا مسئلہ ہے

ان کو تمہارے حوالے کرنے سے کیا یہ نقصان سے بچ جائے گے ماہر نے خونخوار لہجے میں کہا وہ جتنا یہ سب ختم کرنا چاہتا تھا اتنا ہی اس دلدل میں دھنستا جا رہا تھا اسے پتا تھا آج یہ سمگلنگ ہوگی تو کل پھر وہ کسی طرح مجبور کر دیا جائے گا اور پھر یہ سب اس کے مرتے دم تک جاری رہے گا

نہیں یہ محفوظ تو نہیں ہوگی لیکن میرے لوگوں کی مزید درندگی سے بچ جائیں گے اب دن بتاؤ کس دن یہ مال پہنچے گا

ہفتہ کی رات کو سب مال پہنچ جائیں گا اس کے بعد ہمارا کونٹریکٹ ختم سمجھے ماہر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو زیچرڈ سر ہلا کر وہاں سے چلا گیا

اب دکھاؤ مجھے کہا ہیں وہ بچے اور لڑکیاں ماہر دھاڑا تو اس کا خاص آدمی راشد جلدی سے نیچے کی طرف بھاگا تو ماہر اس کے پیچھے آیا

بیسمنٹ میں پہنچ کر ماہر کو لگا اس کے پیروں سے زمین کھینچ لی گئی ہو وہ چاہے اس سب کا حصہ تھا لیکن کبھی یہ سب دیکھا نہیں تھا وہ ڈرگز اور ہتھیاروں تک ہی محدود رہا تھا

اور اب وہ اپنے سامنے پانچ سے لے کر پندرہ سال تک کے بچوں کو دیکھ رہا تھا جو ابتر حالت میں لیٹے ہوئے جنہیں نشے کے انجیکشن لگائے گئے تھے اور کچھ بچوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بھی بنایا گیا تھا

اور لڑکیاں ماہر نے اپنی آواز پر قابو پا کر کہا تو راشد اسی کمرے میں بنی دیوار کے پاس آیا ایک بٹن پریس کیا تو وہ کھلتی گئی جہاں چالیس سے زیادہ لڑکیاں نیم برہنہ حالت میں پڑی ہوئی تھی ماہر کے لیے وہاں کھڑے رہنا محال ہوگیا تھا

وہ تیار ہونے کے لیے اپنی طبیعت خرابی کا بہانہ بنا کر جلدی روم میں آگئی تھی

اب وہ کبرڈ کھولے رات کے لیے پہننے کے لیے ڈریس دیکھ رہی تھی کہ اسے کچھ عرصہ پہلے ماہر کی دی گئی ساڑھی یاد آئی جسے تب منہا نے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا اب اس نے جلدی سے کبرڈ کے نیچے والا حصہ کھولا جس میں وہ گفٹ پڑا تھا جسے ان پیک شاید ماہر نے ہی کیا تھا اسے دکھانے کے لیے اور کہا تھا وہ اسے اس ساڑھی میں دیکھنا چاہتا ہے تب تو منہا نے ٹال دیا اور اسے ویسے ہی رکھ دیا تھا

منہا اس پیکٹ کو لے کر بیڈ پر آکر بیٹھ گئی اس نے جلدی سے پیکٹ کھول کر ساڑھی باہر نکالی وہ بلیڈ ریڈ کلر کی ساڑھی تھی جس کے بارڈر پر گولڈن کام ہوا تھا لیکن جس بات پر منہا کا چہرہ سرخ ہوا وہ اس ساڑھی کا گلا تھا جو آگے اور پیچھے سے کافی گہرا تھا اور ساڑھی کا بلاؤز بھی شاید اس کی کمر کو ڈھانپنے سے ناکام ہی رہے گا ماہر کی اتنی بولڈ چوائس دیکھ کر منہا کی ہتھیلیاں ابھی سے بھیگنا شروع ہوگئی وہ کیسے یہ ساڑھی پہن کر اس کے سامنے جائے گی

جلدی سے اٹھ کر اس ساڑھی کو کبرڈ میں رکھنا چاہا تو ماہر کی سرگوشی کان میں گونجی تو واپس وہی ساڑھی لے کر بیڈ پر آ بیٹھی

شاور لے کر جب وہ ساڑھی پہن کر باہر آئی تو خود کو دیکھ کر شرم سے نظریں جھک گئی ڈرا کھول کر ریڈ کلر کی کانچ کی چوڑیاں نکال کر بھر بھر کر اپنی دونوں کلائیوں میں پہنی گولڈن اور ریڈ کومبینیشن کے ایررنگز پہن کر میک اپ کیا ہونٹوں پر بلیڈ ریڈ کلر کی لپ سٹک لگا کر اپنا جائزہ لیا تو مبہوت ہو کر وہ کافی دیر اپنا یہ روپ دیکھتی رہ گئی ماہر کی بے باک نگاہوں اور لمس کا سوچ کر اپنا چہرا ہاتھوں میں چھپا لیا

اپنی خوشی اس سے سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی وہ آج مکمل طور پر ماہر کی ہو جائے گی یہ احساس کتنا خوش کن تھا کہ ایک دم اس کی مسکراہٹ سمٹی ایک دفعہ پہلے بھی تو ان سب کی خوشیاں ان سے سنبھالی نہیں جارہی تھی اور پھر سب ختم ہوگیا

نن۔نہیں ایسا کچھ نہیں ہوگا اب سب ٹھیک ہے اپنے خیالات کی نفی کرتے سر جھٹکا اور اپنے بالوں کا میسی سا جوڑا بنایا خود پر تنقیدی نظر ڈال کر گھڑی کی طرف دیکھا جو دس بجا رہی تھی

منہا نے روم کی لائٹس آف کر کے کینڈلز جلادیں اور خود صوفے پر بیٹھ کر ماہر کا انتظار کرنے لگی گھڑی دس سے گیارہ اور پھر ایک تک پہنچ گئی لیکن ماہر ابھی تک نہیں آیا تھا

منہا پر نیند حاوی ہونے لگی تو وہ وہی صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گئی

بے مقصد سڑکوں پر گاڑی چلاتے جب وقت کہاں احساس ہوا تو گھر کی طرف گاڑی موڑ لی

گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے ہاتھ کی انگلیوں میں کوٹ پکڑ کر اپنے کندھے پر لٹکایا اور تھکے ہوئے قدموں سے گھر میں داخل ہوا

مہنا کی تلاش میں نظریں گھمائی تو دماغ میں صبح کی اپنی بات کلک ہوئی تو حیرت سے گھڑی دیکھی جو رات کے تین بجنے کا بتا رہی تھی اپنی غفلت پر جی بھر کر غصہ آیا

تو سیڑھیوں کی طرف دوڑ لگائی دو دو سیڑھیوں کو ایک ساتھ پھلانگ کر فاصلہ طہ کیا جو کے صدیوں کے برابر لگ رہا تھا دل الگ ہی انداز میں دھڑک رہا تھا اگر اس نے انتظار نا کیا پھر اگر ناراض ہوئی پھر کئی سوال ایک دم سے دماغ میں گردش کرنے لگے دروازے کے پاس پہنچ کر گہری سانس لی اور ہینڈل پر ہاتھ رکھا تو دروازا کھلتا چلا گیا

کمرے کا فسوں خیز ماحول دیکھ کر خوشی بھی ہوئی اور اپنی غفلت پر غصہ بھی آیا نظریں بھٹک کر سامنے صوفے پر لیٹے وجود پر گئی تو پلٹنا ہی بھول گئی

جہاں اس کی زندگی تمام تو حشر سامانیوں سمیت اپنے حسن سے لاپروا ہو کر نیند کی وادیوں میں گم تھی ماہر کو اپنا سانس سینے میں اٹکتا محسوس ہوا ماہر آہستہ آہستہ قدم لیتا اس کے قریب گیا اور وہی اس کے قدموں میں بیٹھ کر جی بھر کر اسے دیکھنے لگا

ماہر کی نظروں کی ہی تپش تھی کہ منہا نے کسمکسا کر آنکھیں کھولیں جو سیدھا ماہر کی آنکھوں سے ٹکرائی کالی جھیل سی آنکھیں جن میں کاجل کی لکیر کھینچی گئ تھی نیند کی وجہ سے سرخ ڈورے لیے جب ماہر کی طرف اٹھی اسے اپنا آپ ان میں ڈوبتا محسوس ہوا

تم پہلے اس دل پر راج کرتی تھی لیکن آج تم نے اس دل سمیت ماہر اکرام شاہ کو چاروں خانے چت کر دیا ہے زندگی ماہر نے جھک کر اپنا لمس منہا کے ماتھے پر چھوڑتے ہوئے کہا تو وہ دم بخود سی ماہر کو دیکھنے لگی لیکن اپنی حالت پر نظر پڑتے ہی جلدی سے اٹھنا چاہا

مم۔۔میں آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں وہ ابھی وہاں سے جاتی کے ماہر نے منہا کو پیچھے سے اپنے حصار میں لے کر اس کے بالوں سے اٹھتی دلکش خوشبو کو گہری سانس لے کر محسوس کیا

کھانے سے زیادہ اس وقت مجھے تمہارے طلب ہیں اور یہ طلب شاید ساری زندگی پوری نا ہو

منہا کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر منہا کی مٹھی کو کھولا جسے وہ سختی سے بند کیے ہوئی تھی ابھی تو میں نے کچھ کیا نہیں اور میری جان کو ابھی سے پسینے آرہے ہیں ماہر نے منہا کی پسینے سے تر ہتھیلیوں کو دیکھ کر کہا

زندگی شرط بھول رہی ہو تم منہا کا جوڑا کھول کر بال پشت پر بکھیر دیے

ماہر پلیز منہا نے ممنمنا کر کہا جس پر ماہر نے ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی طرف کیا

آج نہیں منو آج تمہیں یہ شدتیں برداشت کرنی پڑیں گی کیونکہ آج میں بتانا چاہتا ہوں یہ دوری کتنی جان لیوا تھی میں نے کہاں کہاں خود پر ضبط کیا ہے

منہا کا چہرا ہاتھ کے پیالوں میں بھر کر ماہر نے شدت سے کہا تو منہا کو اپنا رواں رواں کانپتا محسوس ہوا ماہر کی گرم سانسوں سے اپنا چہرا جھلستا محسوس ہو رہا اور گزرتی رات میں ماہر نے اپنی شدتوں کی بارش میں منہا کو پور پور بھگویا جس سے منہا کو آپنا آپ بہت خاص محسوس ہوا وہ رب کا جتنا شکر ادا کرتی اتنا کم تھا کیونکہ ماہر کی محبت وقت کے ساتھ ساتھ اسے بڑھتی ہوئی ہی محسوس کی تھی

دیا اور منہا نے مل کر فجر کی ماما سے بات کر کے انہیں راضی کیا

اور جب فجر کی ماما نے فجر سے بات کی تو اپنی بیٹی کی آواز میں دنیا جہاں کی خوشی اور چہرے پر بکھرنے والے رنگ دیکھ کر انھوں نے جھٹ سے ہاں کر دی کیونکہ

اپنی بیٹی کو پہلے والے روپ میں دیکھ کر وہ کافی خوش تھیں رات کی فلائٹ سے وہ پاکستان آئے تو رضا بھی اپنی مما اور پاپا کے ساتھ آگیا تو دیا اور ماہر کی شادی کے ساتھ ہی ان کی شادی طہ پائی

اب جمعہ والے دن ماہر کا ولیمہ اور فجر اور دیا کی مہندی اور ہفتہ والے دن ان کی رخصتی تھی

وقت کیسے گزرا انہیں احساس تک نا ہوا اور آج مہندی کا دن آن پہنچا تھا

شاہ میر جو اس دن کا گیا پلٹ کر خبر تک نا لی دیا کا غصے اور ناراضگی سے برا حال تھا بس نہیں چل رہا تھا وہ سامنے ہوتا اور وہ اس کا سر پھاڑ دیتی لیکن وہ سامنے تو کیا کال پر بھی نہیں بات کر رہا تھا

وہ تینوں اس وقت دیا کے روم میں تیار ہو رہی تھیں جب بیوٹیشن منہا کو تیار کر کہ پیچھے ہٹیں تو دیا اور فجر نے بے ساختہ ماشاءاللہ کہا کیونکہ وائٹ باربی فراک میں وہ کوئی آسمان سے اتری نازک سی پری ہی لگ رہی تھی

کہ فجر اور دیا کو نظریں ہٹانا مشکل لگ رہا تھا وہ کبھی تیار جو نہیں ہوئی تھی اور اب جب انہوں نے اسے تیار ہونے کے بعد دیکھا تو انہیں ڈر تھا کہ اسے نظر ہی نا لگ جائے

منہا ماشاءاللہ سے تم بہت پیاری لگ رہی ہو اللہ تمہیں بری نظر سے بچائیں اور بہت خوشیاں دے دیا نے منہا کی بلائیں لیتے کہا وہ اس کی اکلوتی بھابھی تھی اس کے بھائی کی محبت وہ خوبصورت نا بھی ہوتی تو اسے قبول تھی

اور یہ تو پھر کوئی پری ہی معلوم ہو رہی تھی دیا کا بس نہیں چل رہا تھا کہ منہا کو خود میں بھینچ لے جبکہ منہا اس کی اتنی محبت اور تعریف پر جھنپ سی گئی

اور میں کیسی لگ رہی ہوں وہ بھابھی ہے تو میں بھی دیورانی ہوں اس نے ساری عمر ہمارے ساتھ نہیں رہنا بلکہ ہم دونوں نے رہنا ہے فجر نے منہ بناتے رضا اور شاہ میر کے یارانے کو دیکھتے ہوئے کہا

لیکن وہ نہیں جانتی تھی کبھی کبھی مزاق میں کہی باتیں کیسے رنگ لاتی ہیں

تم بھی ماشاءاللہ سے بہت پیاری لگ رہی ہو دیا نے فجر سے کہا جو دیا جیسی ہی یلو پاؤں کو چھوتی فراک پہنے لائٹ میک اپ کے ساتھ ہاتھوں میں گجرے پہنے بہت پیاری لگ رہی تھی

ولیمہ کے ارینجمنٹس نیچے لان میں ہی کیے گئے تھے جس میں منہا کی فیملی فجر کے ممی پاپا اور شاہ میر کے چچا چچی اور رضا کے والدین شامل تھے فارس اور حماد لوگ شامل تھے فارس پہلے تو بہت ناراض ہوا دیا سے لیکن پھر اس کے منانے پر مان بھی گیا

ماہر نے اپنے کسی دوست کو بلانا ضروری نہیں سمجھا

اس کا دوست کوئی تھا ہی کب بزنس پارٹنر ہی تھے جنہیں وہ ویسے ہی ڈنر یا لنچ کروا کر ٹریٹ دینے کا ارادہ رکھتا تھا

وہ بس اپنوں کے ساتھ ہی خوشیاں منانا چاہتا تھا

لیکن رضا اور شاہ میر دونوں کو آنے کی اجازت نا تھی جس پر وہ دونوں منہ بسور کر رہ گئے تھے

فجر کی مما روم میں آئی تو تینوں کو دیکھ کر ماشاءاللہ کہا اور جلدی سے کئی نوٹ ان سے وار کر صدقہ دیا وہ ان تینوں کو لے کر نیچے آئی تو درمیان میں منہا اور اس کے دائیں بائیں فجر اور دیا تھی

دیا کو آتے دیکھتے ندا بیگم نے دل ہی دل میں اپنے شاہ میر کی بیوی کی بلائیں لے ڈالی اور جلدی سے آگے بھر کر دیا کا ہاتھ تھاما

جبکہ دوسری طرف رضا کی مما نے آکر اپنی بہو کو تھاما اور لاکر تینوں کو سٹیج پر بٹھا دیا

ماہر جو کوئی کال اٹینڈ کر کے واپس آیا تو منہا پر نظر پڑتے وہی منجمد ہوگیا وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی

لگ تو وہ بھی بہت پیارا رہا تھا بلیک پینٹ کوٹ میں وائٹ شرٹ پہنے جس کے پہلے دو بٹن کھلے ہوئے تھے نیلی آنکھیں جذبات لیے تھیں

اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ وہ قدم قدم چلتا منہا کے پاس آیا جس پر منہا نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو دھک سے رہ گئی کیونکہ ماہر لوح دیتی نظروں سے اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا

اس ہفتے میں کتنا تنگ کیا تھا اس شخص نے اسے ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی شدتوں میں اضافہ ہی ہوا تھا جنہوں نے منہا کی نازک جان کو بوکھلائے رکھا تھا

اور اب پھر وہ اسے ویسے ہی تاڑنے میں مصروف تھا کی منہا نے بامشکل اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالا

جب وہ اس کے ساتھ ہی براجمان ہوگیا

منہا نے اپنا سانس تک روک لیا جب پشت پر ماہر کی انگلیوں کو رقص کرتے محسوس کیا

وہ اس کی فراک کی زپ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا جس پر منہا نے اپنے کانپتے ہاتھ کو ماہر کے ہاتھ پر رکھ کر التجائی نظروں سے روکنے کی کوشش کی جس پر وہ کھل کر مسکرایا

تو منہا کو اتنا پیارا لگا دل چاہا سب سے چھپالے اپنی بے اختیاری کا تب احساس ہوا جب فجر نے قہقہہ لگایا

منہا تھوڑی دیر جانو صبر کو لو ہماری رسم ہوجائے تو روم میں بھیج دے گے تمہیں فجر نے کھلکھلاتے ہوئے کہا تو دیا بھی قہقہہ لگا کر ہنس پڑی جبکہ منہا نے خجل ہو کر سر جھکا لیا

اپنے ہاتھ پر رکھے منہا کے ہاتھ کو اپنی مضبوط گرفت میں لیتے ماہر منہا کی طرف جھکا

ڈونٹ وری ابھی کچھ نہیں کرتا رات کو کنٹینیوں کریں گے ماہر کی سرگوشی پر منہا نے جھکے سر کو اور جھکا لیا جس پر فجر کا قہقہہ پھر فضا میں گونجا تو اس کی مما نے اتنی دیر بعد اپنی بیٹی کو خوش دیکھ کر

دل میں ماشاءاللہ کہا

اور پھر مہندی کی رسم شروع ہوئی تو سب نے دیا اور فجر کو مہندی لگائی

منہا نے بھی رسم کی تو شاہ میر کی چچی نے اسے تیل لگانے سے منع کردیا کہ کہی اس کے کپڑے خراب نا ہو جائے جس پر وہ مٹھائی کھلا کر اور پیسے وار کر پیچھے ہوگئی

رات کے بارہ ہوئے تو سب نے رسم ختم کرنے کا کہا

شاہ میر کی چچی دیا کو اس کے روم میں جبکہ فجر کی والدہ منہا کو ماہر کے روم میں اور فجر کو اس کی ساس فجر کو دیے ہوئے روم میں چھوڑنے چلی گئی

ماہر مہمانوں کو چھوڑنے کے بعد اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اس کا فون بجا تو وہ نمبر دیکھتا الٹے قدموں گھر سے چلا گیا

دیا تھکن سے چور اوندھے منہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی دوپٹہ اتار کر ویسے ہی پھینکا ہوا تھا

افف ہمت ہی نہیں ہورہی کہ چینج ہی کر لوں ابھی وہ کروٹ بدل کر سیدھی ہوتی کہ ایک بھاری وجود کا وزن اپنی پیٹھ پر محسوس ہوا تو دیا نے چیخ مارنے کے لیے جیسے ہی منہ کھولا کہ اس سے پہلے ہی اس کہ منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخ کا گلا گھونٹ دیا گیا

کہو تو میں کروادوں ہیلپ شاہ میر کی سرگوشی سن کر دیا نے جھرجھری لی

جس پر شاہ میر نے ہستے ہوئے اس کے کان کی لو کو اپنے دانتوں میں دبا کر چھوڑ دیا اب اٹھ کر وہ اپنے ساتھ لائی ابٹن کی پلیٹ تک گیا جو آتے ہوئے وہ لان سے اٹھا لایا تھا

دیا جیسے ہی سیدھی ہوئی تو نظر شاہ میر کے ہاتھوں میں تھامی پلیٹ پر گیا جسے تھامے وہ اس کی طرف ہی آرہا تھا

بالکل نہیں شاہ میر میں پہلے ہی پیلا پھول بنے بیٹھی ہو اب مزید نہیں دیا نے اپنے پاؤں اوپر کرتے پیچھے کو کھسکتے ہوئے کہا

تو شاہ میر نے جھٹ سے دیا کو پاؤں سے کھینچ کر واپس بیڈ کے کنارے پر کیا

اپنا ایک پاؤں بیڈ پر ٹکا کر وہ دیا کہ اوپر جھکا

کیوں نہیں بیگم میرے نام کی مہندی ہے تو میرے ہاتھوں سے لگانا بھی تو بنتی ہے شاہ میر نے دانتوں میں لب دبا کر کہا تو دیا نے گھور کر دیکھا

شاہ میر پلیز سمجھو بہت ٹھنڈ لگ رہی تھی پہلے ہی اب یہ ٹھنڈی ہوگئی ہوگی باہر پڑی تھی کب سے دیا نے ممنا کر کہا

جب میرے ہاتھوں کے گرم لمس سے یہ لگے گی تو بالکل ٹھنڈ نہیں لگے گی بلکہ میرے سلگتے جذبات تمہیں بھی سلگا دے گے دیا کی تھوڑی کو اپنی انگلیوں کی مدد سے اوپر اٹھا کر کہا جس سے دیا کی نظریں شاہ میر کی نظروں سے ٹکرائی تو دیا نے فوراً سے نظریں جھکا لی

اپنے ہاتھ سے دیا کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا اور اس کی پیچھے آکر کھڑا ہوگیا

اپنے دونوں ہاتھوں میں ابٹن لگا کر دیا کے ہاتھوں سے شروع کر کے آہستہ کندھے کے پاس آیا تو دیا نے جذبات سے بھاری ہوتی اپنی آنکھیں بند کر کے شاہ میر کے لمس کو محسوس کرنے لگی

جب شاہ میر کے ہاتھ کو اس نے اپنے کندھے سے گردن تک محسوس کیا تو دیا نے پلٹ کر شاہ میر کے سینے میں اپنا منہ چھپا لیا

دیا کو شاہ میر کی انگلیوں کا رقص اپنی کمر کے اوپر محسوس ہورہا تھا ڈیپ گلا ہونے کی وجہ سے اب شاہ میر وہاں اوبٹن لگا رہا تھا دیا اپنی بھاری ہوتی سانسوں کے ساتھ سختی سے شاہ میر کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچ گئی

اپنی سرخ ہوتی آنکھیں اٹھا کر شاہ میر کی طرف دیکھا تو دیا کی نظریں خود پر محسوس کر کے شاہ میر نے بھی اپنی مخمور آنکھیں دیا کی آنکھوں میں گاڑھ دی

دیا نے ہاتھ بڑھا کر اوبٹن اپنے ہاتھ میں لیا اور آہستہ سے شاہ میر کی دونوں گالوں پر لگا دیا جس پر شاہ میر نے اپنی آنکھیں بند کر لی

اب میری باری دیا کے ابٹن لگانے پر شاہ میر نے سرگوشی کی اور دیا کے بالوں کو اپنی مٹھی میں بھر کر اسے اپنی جانب کھینچا جس پر دیا نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اس طرح کھینچنے سے رہا سہا فاصلہ بھی ختم ہوگیا

دیا کو اپنی چہرے پر شاہ میر کی تیز ہوتی سانسوں کی تپش کا احساس ہوا تھا چہرا خون چھلکانے لگا

شاہ میر نے اپنا اوبٹن لگا گال پوری شدت سے دیا کی گال سے رب کیا

سی شاہ میر کی ہلکی بیرڈ کی چھبن سے دیا کی سسکی نکل گئی جس پر شاہ میر نے دوسری طرف پہلے سے زیادہ شدت سے رب کیا تو دیا نے زور سے اپنی مٹھی میں شاہ میر کے بال پکڑ لیے جس پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا

شاہ میر نے دیا کہ گلابی بھرے بھرے ہونٹوں کو دیکھا جو کانپ رہے تھے اور پھر ہمیشہ کی طرح اسے موقع دیے بغیر ان پر جھک آیا

پوری شدت سے وہ ان ہونٹوں پر جھکا دیا کی سانسیں پینے میں مصروف تھا جب دیا نے اپنا حصار شاہ میر کی گردن کے گرد باندھ کر اس کی شدتوں میں اس کا ساتھ دینا شروع کیا تو شاہ میر پہلے تو حیران ہوا جلد ہی اپنی حیرانی پر قابو پا کر دیا کو کمر سے تھام کر بیڈ پر نیم دراز ہوا اپنے ہاتھوں سے اس کی بیک زپ کھول کر شرٹ کندھوں سے سرکائی اور لمحوں میں ہونٹوں سے کندھے تک کا سفر طے کیا جابجا اپنی محبت کے نشان چھوڑتے وہ اپنی شدتوں میں اضافہ کرتا گیا

اور کھڑکی سے جھانکتا چاند مسکرا کر بادلوں کی اوٹ میں ہوگیا جب کہ قسمت نے تلخی سے مسکرا کر سر جھٹکا

میں نے کہا تھا کہ سب تیاری خود کر لینا جس دن سمگلنگ کرنی ہوئی تو میں خود آؤ گا تو اب کیا موت پری ہے ماہر کھڑا اپنے ملازم پر دھاڑ رہا تھا

سر وہ ایک لڑکی کم ہوگئی ہے راشد نے منمنا کر کہا تو ماہر نے حیرت سے دیکھا

کیا مطلب لڑکی کہا گئی ماہر نے حیرت سے استفسار کیا

کیونکہ لڑکی کا گم ہونا ان کے لیے مشکل پیدا کر سکتا تھا اگر وہ جا کر کسی کو اس جگہ کا بتا دیتی وہ تو اس ٹائم اتنے بچوں اور لڑکیوں کو کہی اور شفٹ بھی نہیں کر سکتے تھے

اور اگر مر جاتی تو ریچرڈ نئی مصیبت لے آتا

نہیں سر بھاگی نہیں ہے یہی ہے راشد نے منمنا کر جواب دیا

تو پھر کیا مسئلہ ہے راشد ماہر پھر سے دھاڑا تو راشد اپنی جگہ سے اچھل پڑا

وہ سر وہ لڑکی کافی بتمیزی کر رہی تھی راشد نے منمنا کر کہا تو ماہر نے گھور کر اسے دیکھا

صاف صاف بتاؤ مجھے راشد تمہاری پہلیاں بوجھنے کا وقت نہیں میرے پاس

سر ہماری نیت خراب ہوگئی تو ہم نے بس تھوڑا سا مزہ لینا چاہا لیکن اس کی طبعیت زیادہ بگڑ گئی راشد نے ایک ہی سانس میں اپنے ساتھ دو دیو نما آدمیوں کو دیکھ کر کہہ ڈالا تو ماہر نے غم اور حیرت سے اس کی طرف دیکھا

وہ جانتا تھا جہاں وہ جائے گی وہاں بھی یہ سب ہوگا

لیکن ناجانے کیوں اس کا دل کانپ گیا

کہاں ہے وہ لڑکی ماہر نے کانپتی آواز میں کہاں تو راشد نے پیچھے بنے روم کی طرف کیا

ماہر بھاری ہوتے قدموں کے ساتھ وہاں گیا تو لڑکی کی حالت دیکھ کر اس کا دل کیا چیخیں مار کر روئے جو برہنہ حالت میں زخموں سے چور جسم لیے تکلیف سے تڑپ رہی تھی

ماہر کی آہٹ محسوس کر کے اس نے اپنی سوجھی آنکھوں کو کھولا تو وہاں ایک اور آدمی کو دیکھ کر اس کی آنکھوں سے آنسوں بہنا شروع ہوگئے

ماہر جانتا تھا یہ آنسوؤں کس وجہ سے بہے ہیں آپنا وجود بھی اسی غلاظت سے بھرا محسوس ہوا ایک دم سے اٹھ کر جانے لگا کہ لڑکی کی آواز نے پاؤں وہی زمین میں جکڑ لیے

اللہ ت۔۔ تم۔۔لو۔گو۔۔ں سے۔ تم۔ہا۔را۔ سب کک۔کچ۔ھ۔ چھی۔۔ن۔۔ل۔ے

غا۔۔رت کردے تم۔لو۔۔گو۔۔ں کو

ا۔۔نص۔اف۔۔کر۔ے

ماہر اس لڑکی کے خاموش ہونے پر جلدی سے پلٹ کر اس کے پاس آیا دیکھو ایسا نا کہو مم۔میں یہ سب ختم کر دوں گا

میں نہیں ہوں یہاں کا حصہ۔۔مم۔۔میں نہیں بننا چاہتا تھا آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھر گئی لیکن وہ لڑکی ماہر کی طرف دیکھتی اس دنیا سے جا چکی تھی

آج رخصتی کا دن تھا منہا ساری رات ماہر کا انتظار کرتی رہی لیکن وہ نہیں آیا

اور ابھی بھی وہ گھر نہیں آیا تھا بس میسج کر دیا تھا کہ وہ وقت پر پہنچ جائے گا کوئی ضروری کام ہے جس پر منہا نے غصے میں کوئی جواب دینا ضروری نہیں سمجھا اب وہ اپنی تیاری پوری کر کے گھر اور دیا کو دیکھنے جا رہی تھی کہ ایک دم سے کھانسی کا دوڑا پڑا پانی پینے سے بھی ٹھیک نہیں ہوا تو وہ واش روم آگئی

مسلسل کھانس کھانس کر جب اس نے اپنا ہاتھ دیکھا تو وہ خون سے بھر چکا تھا

جسے دیکھ کر منہا کی سانس سینے میں اٹک گئی کئی آنسوؤں پلکوں کی بار توڑ کر رخسار پر بہہ نکلیں اپنی سسکیوں کو بامشکل روک کر جلدی سے ہاتھ دھو کر

وہ باہر نکل آئی اپنا میک اپ ٹھیک کر کے فجر اور دیا کے کمرے کا رخ کیا دل کو عجیب دھڑکا سا لگ گیا تھا آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں

وہ اندر داخل ہوئی تو نظر ان دونوں کے سجے سنورے روپ پر گئی

ان دونوں کو دیکھ کر اپنی تکلیف اسے بھول گئی

ماشاءاللہ سے تم دونوں بہت پیاری لگ رہی ہو منہا نے دیا اور فجر کی نظر اتارتے ہوئے کہا تو وہ دونوں خوشدلی سے مسکرا دیں

میں بھی نیچے جا کر انتظام دیکھ لوں بارات آنے والے ہی ہوگی اور تمہارے بھائی بھی ابھی تک نہیں آئی

منہا نے انہیں تیار دیکھ کر کہا کیونکہ اب اسے ارینجمنٹس کی فکر لاحق ہوگئی تھی کیونکہ ماہر تو تھا نہیں ملازموں نے پتا نہیں کیا کیا ہوگا

سیدھی طرح کہو نا کہ بھائی کو دیکھنا ہے فجر نے اپنا کندھا منہا کے کندھے سے ٹکراتے ہوئے کہا تو ایک شرمیلی سی مسکان نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کیا

نہیں مجھے یہ دیکھنا ہے تمہاری بولتی بند کرنے والا کب تک آرہا ہے منہا نے بھی حساب بے باک کیا تو دیا نے اس کی بات پر قہقہہ لگایا جب کہ فجر نے دونوں کو گھوری سے نوازا

ایسا کچھ نہیں وہ میری نہیں بلکہ میں اس کی بولتی بند کر دیتی ہوں فجر نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا تو منہا بھی مسکرا دی

وہ تو کل پتا چلے گا کہ کس نے کس کی بولتی بند کی منہا نے پھر سے کہا تو فجر منہ بناتی چیئر پر جا بیٹھی

اچھا تم دونوں آرام کر لو پھر سارا دن بیٹھ بیٹھ کر کمر درد کرنا شروع ہو جائیں گی اور میں نیچے دیکھ آؤ

ان دونوں کا آرام کا کہہ کر منہا نیچے آئی تو سب انتظام ہو چکے تھے پورچ میں ماہر کی گاڑی نظر آئی تو دل عجب لہہ میں دھڑکا تو منہا نے جلدی سے رخ کمرے کی طرف کیا

کمرے کا دروازا کھول کر وہ اندر آئی تو ماہر کبرڈ کھولے کپڑے نکال رہا تھا آہستہ آہستہ قدم لیتی منہا اس کی پیٹھ پیچھے جا کر کھڑی ہوگئی

ماہر منہا کو موجودگی محسوس کر کے پلٹتا اس سے پہلے منہا نے اپنا حصار ماہر کے گرد باندھ لیا

جس پر ماہر کا دل ایک پل کے لیے ساکت ہوگیا

کہاں تھے آپ میں نے کتنا انتظار کیا آپ کا منہا نے اپنا چہرہ ماہر کی پیٹھ سے ٹکا کر کہا تو وہ جیسے ہوش میں آیا

اپنے سینے پر بندھے نازک سے ہاتھوں کو دیکھا

اور انہیں تھام لیا

کچھ ادھورے کاموں کو مکمل کرنے میں مصروف تھا ماہر نے ایسے ہی ہاتھ تھامیں کہا تو منہا نے اپنی گرفت تنگ کر دی

کام مجھ سے زیادہ ضروری تھا میرے انتظار کی کوئی اہمیت نہیں منہا نے ناراضگی کا اظہار کیا تو ماہر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

اک تمہاری ہی تو اہمیت ہے میری زندگی اور یہ کام ہونا ضروری تھا

تاکہ میں ہمیشہ کے لیے تمہارے پاس پلٹ آؤ اور پھر کبھی ہمارے درمیان انتظار کرنے والے لمحیں نا آئیں

نے آہستہ سے رخ بدل کر منہا کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دی

میں بھی چاہتی ہوں آپ ہمیشہ کے لیے بس میرے پاس رہ جائے آپ میں اور ہماری چھوٹی سی دنیا جہاں آپ ہر وقت میری نظروں کے سامنے رہے

منہا نے ماہر کے سینے پر اپنی تھوڑی ٹکا کر کہا تو ماہر نے منہا کا چہرا اپنے ہاتھ کے پیالوں میں بھر لیا

اور پھر کھانے کے پیسے کہاں سے آئیں گے اگر گھر بیٹھ گیا تو ماہر نے بات مزاق میں اڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن لاکھ کوشش کے باوجود بھی مسکرا نا سکا تو منہا نے ماہر کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر لیا

اس کی فکر ہم کیوں کرے اللہ ہے نا وہی ہمیں عطا کرے گا آپ بس میرے پاس رہیے ماہر منہا نے نم آواز میں کہا تو ماہر نے جھک کر اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا

میں ہمیشہ تمھارے پاس ہی رہوں گا زندگی ان سانسوں میں تمہاری دھڑکنوں میں تم ہمیشہ ہر احساس میں مجھے اپنے پاس ہی پاؤ گی ماہر کی بات پر منہا طمانیت سے مسکرا دی

جلدی ریڈی ہوجائے بارات بھی آنے والی ہوگی

ہمم منہا کو چھوڑ کر ماہر کپڑے لے کر ڈریسنگ روم میں چلا گیا جب کہ منہا کافی دیر ان طلمساتی لمحات کر اثر میں کھڑی رہی

بارات آئی تو دیا اور فجر کو شاہ میر اور رضا کے ساتھ لا کر بٹھا دیا گیا

رضا کی تو بتیسی ہی اندر نہیں ہو رہی تھی جبکہ ماہر سنجیدہ چہرا لیے موبائل میں مصروف تھا دیا نے گھونگھٹ سے ماہر کو دیکھنا چاہا تو اس کا سارا دیہان موبائل میں دیکھ کر اسے شدید غصہ آیا

کل کیسے وہ اپنی منمانی کر کے گیا تھا صبح روشنی کے ہوتے کتنی منتوں سے بھیجا تھا دیا نے لیکن اب وہ کیسے انجان بنا بیٹھا تھا

چڑیا یار بھوک لگی ہے کیا رضا نے فجر کی طرف جھک کر کہا جس پر فجر نے اسے گھوری سے نوازا

یار نہیں لگی تو بتاؤ نا تاکہ میں رخصتی کا بولو ان سب کا کھانا تو ختم نہیں ہونا رضا نے گھڑی کی طرف دیکھ کر بے چینی سے کہا

جبکہ فجر اس کے اتاولے پن پر دانت پیس کر رہ گئی

پھر اللہ اللہ کر کہ رخصتی کا وقت بھی آن پہنچا

جب دیا ماہر کے اور فجر اپنے ماما پاپا کے گلے لگ کر روتی ہوئی رخصت ہوگئی

بارات کے جاتے ہی ماہر منہا کا ہاتھ پکڑ کر روم میں لایا

منو یار رونا بند کرو کل ہم جائیں گے نا ان سے ملنے ماہر نے مسلسل روتی منہا سے کہا

جس نے شکوہ کناں نظروں سے ماہر کو دیکھ کر رخ پھیر لیا

جس پر ماہر اپنا سر کھجا کر رہ گیا

منو میری زندگی ماہر نے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا جس پر منہا نے ذرا دیہان دینا ضروری نہیں سمجھا

اچھا سنوں ایک کام ہے بہت ضروری میں اسے کر کے جلدی گھر آجاؤ گا میرا ویٹ کرنا سو نا جانا

ماہر کی بات پر منہا جھٹکے سے پلٹی

ایسا بھی کیا کام ہے ماہر آپ کل بھی گھر نہیں آئے اپنی کمر پر ہاتھ رکھے وہ لڑاکا بیویوں کی طرح پھولے گالوں کے ساتھ بولی تو ماہر کا قہقہہ بے ساختہ تھا

ان تین سالوں میں آج کی نا بیویوں والی بات ماہر نے اس کا پھولا گال کھینچ کر کہا تو منہا نے خفگی سے اس کا ہاتھ جھٹکا

اور اب تک میں کونسی باتیں کر رہی تھی آپ سے منہا نے آبرو آچکا کر کہا

تو ماہر مسکراتے ہوئے تھوڑا سا جھکا

نہیں اس سے پہلے بھی ایک دن بیوی بیوی لگی تھی جب وہ لال ساڑھی پہن کر تم میری با۔۔۔ابھی و جملہ پورا کرتا کہ منہا نے جلدی سے اپنا ہاتھ ماہر کے ہونٹوں پر رکھ دیا

جائے اب جانا نہیں اپنے منہا نے گھورتے ہوئے کہا تو جس پر ماہر نے مسکرا کر سر ہاں میں ہلایا اور باہر کی طرف جانے لگا

میرا انتظار کرنا زندگی جلدی آجاؤ گا دروازے پر رک کر ماہر نے کہا تو منہا کے دل نے ایک بیٹا مس کی

اور ماہر دروازا بند کر کے چلا گیا

منہا کا دل کیا وہ اسے روک لے لیکن وہ پتا نہیں کیوں اپنی جگہ سے ہل بھی نا سکی

وہ کب سے یہاں بیٹھی شاہ میر کا انتظار کر رہی تھی جو کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا گھڑی کی طرف دیکھا جو ایک کے ہندسے کو پار کرنے والی تھی

اپنی نم پلکیں لیے ہاتھوں سے لہنگا سنبھال کر ابھی وہ بیڈ سے اترنے ہی لگی تھی کہ دروازا کھلنے کی آواز آئی جس پر دیا کا دل دھک سے رہ گیا ابھی وہ انہی سوچوں میں تھی کہ اترے یا واپس بیٹھ جائے جب اس کی نظر شاہ میر پر گئی جو موبائل پر مصروف تھا

تو ایک دم شدید غصے کی لہر دیا کے وجود میں سرائیت کر گئی پہلے اپنی منمانیاں کرنے سے باز نہیں آتا تھا

اور آج جب وہ پور پور اس کے لیے سجی تھی تب اس نے دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا دیا ایک جھٹکے میں بیڈ سے اٹھ کر شاہ میر کے سامنے جا کھڑی ہوئی جو موبائل پر مصروف تھا

دیا کی موجودگی کو محسوس کر کہ جونہی سر اٹھایا تو کئی لمحوں تک پلکیں نا جھپک سکا وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی

لال عروسی جوڑے میں پور پور سجی وہ سیدھا اسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی

شاہ میر نے موبائل بیڈ پر اچھال کر ایک ہی جھٹکے میں دیا کو اپنی بانہوں میں بھر لیا

جس پر دیا ایک دم بوکھلا گئی

اور شاہ میر کو ایک دم سے دھکا دیا تھا جو مخمور آنکھوں سے اسے دیکھنے میں مصروف تھا

دیا کے دھکا دینے پر سارے جذبات بھک سے اڑے شاہ میر نے جذبات اور غصے کی ملی جلی کیفیت سے سرخ ہوتی آنکھوں سے دیا کہ طرف دیکھا

ایک پل کو تو دیا بھی گڑبڑا گئی

لیکن ہمت کر کے قدم پیچھے لیے

م۔ مجھ سے بات نا کرو اپنے موبائل میں ہی مصروف رہو پہلے جب اپنا دل کیا اپنی ممنانی کی اپنی زد اور جنون میں جب دل چاہا استعمال کر لیا

اور جب آج میں یہاں پوری کی پوری تمہاری لیے سجی بیٹھی کب سے انتظار کر رہی ہوں تو دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا اتنی جلدی دل بھر گیا اپنے غصے اور جذباتی پن میں منہ میں جو آیا بولتی گئی

اور دیا کہ ایک ایک لفظ پر شاہ میر کی آنکھوں کا رنگ خون چھلکانے جیسا ہوگیا اپنی کہہ کر دیا نے جونہی نظریں اٹھا کر شاہ میر کو دیکھا تو دھک سے رہ گئی اب اپنے بولے الفاظ پر غور کیا تو ڈر سے دل کانپ گیا

کیونکہ شاہ میر مٹھیاں بھینچے اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا

ابھی دیا وہاں سے بھاگ کر واشروم میں بند ہوتی کہ شاہ میر نے پیچھے سے اس کی کلائی پکڑ کر ایک ہی جھٹکے میں اپنی طرف موڑا اور اس کا منہ اپنے ہاتھ میں دبوچا

How dare you dia Shah Meer Shah

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی یوں میرے جذبات میری محبت کو گالی دینے کی دل تو کر رہا ہے یہی زمین میں زندہ گاڑھ دوں تمہیں وہ ایک دم سے دھاڑا تو دیا کو اپنے پاؤں سے جان نکلتی محسوس ہوئی

جن سے دل بھرنے ہو یا بہلانے ہو وہ بازاروں میں دستیاب ہوتی ہیں ان کے لیے انتظار کی سولی پر لٹکنا نہیں پڑتا اور جنہیں استعمال کیا جاتا ہے نا وہ کسی کوڑے کے ڈھیر سے ملتی ہیں میں اس ملک کا محافظ ہوں اور تم مجھے اپنی ہی عزت کو استعمال کرنے والا کہہ رہی ہو وہ پھر سے دھاڑا تو دیا نے اپنا چہرا ہاتھوں میں چھپا لیا

ہاتھ ہٹاؤ دیا اور میری طرف دیکھو ہاتھ ہٹاؤ اپنے دیا کے ہاتھ نا ہٹانے پر وہ پھر سے چیخا تو دیا نے جلدی سے اپنے ہاتھ ہٹا کر سر شاہ میر کے سینے پر ٹکا دیا اس کے غصے سے بچنے کا یہی طریقہ اسے ٹھیک لگا

مم۔میں مم۔میر وو۔۔وہ مطلب نہیں تھا ۔۔تم نے اتنے دن پہلے غائب تھے کک۔کل آئے مجھے ناراضگی بھی ظاہر نہیں کرنی دی آج بھی نہیں دیکھا میری طرف مجھے تکلیف ہوئی تھی تم مجھے اگنور نہی کر سکتے شاہ میر کے سینے سے لگے روتے ہوئے اپنی بات کہتے سسکیوں سے رونا شروع کر دیا

شاہ میر کا غصہ تو اس کے اپنے ہی سینے میں پناہ لینے سے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا اور یہ سن کے تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی کہ اسے غصے سے زیادہ اگنور کرنے کا دکھ ہے

دیا کو کندھوں سے پکڑ کر آہستہ سے اپنے سامنے کیا اور اپنے ہاتھ سے اس کے آنسوؤں صاف کیے

تمہیں میں کیسے اگنور کر سکتا ہوں بے بی گرل میں کہی بھی مصروف ہوں میرے دیہان کے سبھی دھاگے تمہاری طرف ہی ہوتے ہیں

میں تب بھی جانتا تھا جب تم گھونگھٹ سے مجھے دیکھ رہی تھی اب بھی تمہاری طرف ہی تھے

میرے جاب تمہارے سامنے ہی ہے میں مصروف ہو سکتا ہوں تم سے غافل نہیں آئیندہ تم میری محبت کو ایسے بے مول نہیں کر سکتی کیونکہ شاید تب میں تمہیں معاف نا کر سکوں

لیکن آج تم مکمل طور پر میری ہوگئی ہو میرے گھر میرے روم میں ہو اسی خوشی کی وجہ سے معاف کیا

شاہ میر نے ہستے ہوئے اپنا سر دیا کے سر سے ٹکراتے ہوئے کہا

اس کا سر تھوڑا اوپر کر کہ اس کی سانسوں کو انہیل کرنے لگا اپنے چہرے پر شاہ میر کی گرم سانسوں کی تپش محسوس کرتے دیا نے اپنے ہاتھ شاہ میر کے کندھوں پر رکھ دیے

وہ جھکتا کہ اس کا موبائل بجنے لگ گیا جس پر وہ سیکنڈز میں دیا سے دور ہوا اور جلدی سے فون اٹھایا ,

ٹھیک ہے تم تیاری رکھوں آرہا ہوں میں

بنا دیا کی سنے وہ ڈریسنگ روم میں گم ہوگیا جب کہ دیا بے چینی سے اس کا انتظار کرنے لگی

دس منٹ بعد وہ آرمی یونیفارم میں باہر آیا تو شاہ میر کو یونیفارم میں دیکھ کر دیا کے دل نے ایک بیٹ مس کی

لیکن اس کے جانے کا سوچ کر وہ جلدی سے اس کی طرف بڑھی اور بازو پر ہاتھ رکھ کر شاہ میر کا رخ اپنی طرف کیا

میر کہاں جارہے ہو دیا نے نم آنکھوں سے استفسار کیا تو شاہ میر نے رخ بدل کر اپنا سامان بیگ میں ڈالا

اگر وہ رکتا تو جانا اور بھی مشکل ہو جاتا

اڈر آیا ہے دیا جانا ہوگا لیکن میں جلد لوٹنے کی کوشش کروں گا ویسے ہی جھکے ہوئے جواب دیا تو دیا کی آنکھیں آنسوؤں سے لبا لب بھر گئی

اپنا بیگ کندھے پر ڈال کر بنا دیا کی طرف دیکھے کمرے سے باہر چلا گیا دیا چلتی ہوئی دروازے کے پاس آئی اور نم نظروں سے شاہ میر کو جاتے ہوئے دیکھنے لگی

اپنے پیچھے دیا کہ موجودگی محسوس کرکہ جیسے ہی پلٹ کر دیکھا تو اس کا سانس رک گیا

وہ عروسی لباس میں روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اسے بے بس کر رہی تھی

شاہ میر ایک ہی جست میں دیا تک پہنچا اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اس اندر کی جانب کھینچ کر دروازا بند کیا

دیا کو درازے سے پن کرکہ بنا اسے سمجھنے کا موقع دیا اس کے ہونٹوں پر شدت سے جھک آیا

اپنی سانسوں سے دیا کی سانسیں پوری شدت سے الجھا کر دیا کو بے بس کر گیا

دیا نے آنکھیں بند کر کے اپنا حصار شاہ میر کے گرد مضبوطی سے باندھ لیا

اور شاہ میر کی بڑھتی ہوئی شدت کو برداشت کرنے لگی دیا کی سانسوں کی خوشبو کو پوری شدت سے خود میں جذب کرنا چاہا

کمر پر گرفت سخت کر کے دیا کو اپنے سینے میں بھینچ لیا

جب دیا کی اکھڑتی سانسوں کا احساس ہوا تو اپنے لب آہستہ سے جدا کر کہ سر دیا کہ سر سے ٹکا دیا

اپنی بھاری ہوتی سانسوں کی تپش دیا کے چہرے پر چھوڑتے اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر دیا

آنکھیں کھول کر دیا کے بھیگے لبوں کو دیکھا جن پر لگی لپ اسٹک اس کی شدتوں کی وجہ سے بکھر گئی تھی

میں بہت جلد آؤ گا بے بی گرل اپنا خیال رکھنا اپنا لمس دیا کے ماتھے پر چھوڑ کر دروازا بند کرتا گھر سے نکلتا چلا گیا

رضا کو تو اتنی دیر اس کے کزن گھیر کر بیٹھے رہے اتنی مشکلوں سے جان چھڑا کر وہ روم میں آیا تو اپنے سامنے کھڑی اپنی شریک حیات کو دیکھ کر ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ آئی

فجر جو ڈریسنگ کے سامنے تصویریں بنانے میں مصروف تھی چونکی تو تب جب رضا نے پیچھے سے آکر اپنے حصار میں لیا

تو فجر نے کیمرے میں اسے دیکھ کر منہ بنایا

مل گئی فرصت ابھی بھی وہی بیٹھے رہنا تھا فجر نے رضا کو دھکا دے کر کہا تو وہ مدھم سا قہقہہ لگا اٹھا

مجھے پتا نہیں تھا میری چڑیا اتنی شدت سے میرا انتظار کر رہی ہوگی تو میں جلدی آجاتا رضا جذبات سے بہکی آنکھوں سے فجر کو دیکھ کر بولا تو فجر اس کے ایسے دیکھنے پر سٹپٹا گئی

جو اب اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا چکا تھا

فجر کے جوڑے کو ڈوپٹے سمیت اپنے ہاتھ میں لے کر سر کو پیچھے کو جھکایا

جھک کر فجر کی خوشبو میں لمبی سانس کھینچ کر اس کی خوشبو کو روح میں اتارا تو رضا کے اس عمل پر فجر کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی

اپنے لب فجر کی شہ رگ پر رکھ کراپنا لمس وہاں چھوڑا

جب کی فجر کو رضا کے ہاتھوں کا لمس اپنی کمر پر محسوس ہو رہا تھا

جس پر فجر نے رضا کو کندھوں سے تھاما جو جابجا فجر کی گردن پر اپنی جنونیت ظاہر کر رہا تھا

کمرے میں فجر اور رضا کی بھاری ہوتی سانسوں کا مدھم سا شور تھا اپنے ہاتھ سے فجر کا دوپٹا اتار کر دور اچھال کر رضا نے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا

رضا فجر نے اپنی جزبات میں سرخ ہوتی نظروں سے رضا کی طرف دیکھتے ہوئے پکارا تو رضا نے اپنی مخمور ہوتی نظروں سے اس کی طرف دیکھا دونوں کی آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھے مارتا سمندر تھا

جس میں دونوں بہنے کے لیے تیار تھے

ہمم رضا نے اپنا انگوٹھا فجر کے ہونٹوں پر پھیرتے ہوئے کہا

ابھی فجر کچھ کہتی جب رضا نے اسے اپنی دونوں بانہوں میں بھر کر گھما دیا

افففف میری چڑیا فائلی ہمارا بھی آفیشل گھونسلہ بن گیا افففف میں بہت خوش ہوں فجر کو ایسے ہی گھماتے ہوئے رضا نے خوشی سے چلاتے کہا تو فجر نے بھی کھکھلاتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اس کی گردن کے گرد باندھ دیے

رضا نے فجر کو اوپر اٹھایا تو اس نے اپنا سر رضا کے سر سے ٹکا دیا فجر کی گرم نرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کر کے رضا کو خود کے جذبات پر قابو پانا مشکل لگا ابھی وہ فجر کے ہونٹوں پر جھکتا

کہ اس کے موبائل پر مسلسل کسی کی کال آنے لگی

رضا نے بد مزہ ہوتے فجر کو نیچے کھڑا کر کے موبائل نکال کر دیکھا تو بھک سے جزبات اڑ گئے

کال اٹینڈ کر کے وہ ٹیرس پر آیا اتنی ہی تیزی سے واپس آکر ڈریسنگ روم میں چلا گیا

تھوڑی دیر میں جب وہ بیگ کندھے پر ڈالے یونیفارم میں باہر آیا تو فجر اسے وردی میں دیکھ کر رو پڑی یعنی وہ اسے چھوڑ کر جا رہا تھا

رضا ابھی کچھ کہتا کہ فجر آکر اس کے سینے سے لگ گئی مت جاؤ رضا پلیز فجر کی سسکی پر رضا نے اپنے جبڑے بھینچ لیے

آرام سے اسے خود سے جدا کر کے اس کے آنسوؤں صاف کیے

میں جلد لوٹ آؤ گا فجر ایسے میرے ارادوں کو کمزور مت کرو

رضا نے بے بسی سے کہا تو فجر نے اپنی نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا

تو رضا نے ان پر اپنا لمس چھوڑ کر بنا رکے وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ فجر بیڈ پر اوندھے میں گر سسکنے لگی

ماہر بیسمنٹ میں اکیلے بیٹھا سگریٹ سلگا رہا تھا جب اس کا فون بجا

کال اٹینڈ کر کے موبائل سپیکر پر لگا کر موبائل سامنے پر ٹیبل پر رکھ دیا

جبکہ موبائل سے اس کے خاص بندے کی آواز آرہی تھی جو شاید بھاگ رہا تھا

سر یہاں ریڈ پر گئی ہیں سارا مال پولیس اور اس آرمی والے نے پکڑ لیا ہے ہمارے اڈوں پر بھی حملہ ہوا ہے وہ ہانپتا ہوا اپنی بات پوری کر رہا تھا

بیسمنٹ والے اڈے پر پہنچوں ماہر نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا

لیکن سر اگر وہاں بھی ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتا

میں یہی ہوں کچھ نہیں ہوتا یہاں پہنچو راشد ماہر نے کہہ کر دھواں ہوا کے سپرد کیا

ماہر نے سکون سے اپنی آنکھیں موند لی

جب تھوڑی دیر بعد راشد وہاں آیا

ابھی وہ ماہر کے قریب پہنچتا جب اپنے سینے پر لگنے والی گولی سے منہ کے بل جا گرا

ماہر چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اس کے پاس آیا

گھٹنوں کے بل جھک کر تڑپتے ہوئے راشد کو سیدھا کیا

باس آپ نے

ششش ماہر نے پسٹل کی نوک اس کے ہونٹوں پر رکھ کر اسے خاموش رہنے کا کہا

میں صرف بدلہ لینے آیا تھا ان درندوں کو ختم کرنا تھا راستہ غلط تھا لیکن مجبور تھا میں

پولیس کے پاس گیا تو انہوں نے وجہ پوچھیں کیس فائل کرنے کی جو نہیں بتانا چاہتا تھا میں لیکن انصاف کے لیے بتا بھی دیا تو پتا آگے سے کیا سننے کو ملا

انہوں نے کہا میری منہا خراب ہوگی جو اتنے دن رہنے کے بعد واپس آگئی

وہاں سے جا کر ہر طرح سے انصاف مانگنے کی کوشش کی کچھ نے پیسے مانگیں اور کچھ نے ماہر نے اپنے ہونٹ بھینچ لیے

پتا اس پولیس والے کو کیوں مارا تھا

راشد کی آنکھوں میں وہ لمحہ لہرایا جب اندھیری رات میں پولیس کی گزرتی گاڑی میں بیٹھے ایس ایچ او کو گولی مار کے قتل کیا تھا

راشد کے پوچھنے پر ماہر نے تب کوئی جواب نہیں دیا تھا

اس نے کہا عزت تو چلی گئی اگر انصاف چاہتے ہو تو اس لڑکی کو کہو ہمیں بھی خوش کر دے

ہر طرف سے میں انصاف حاصل کرنے کے الگ الگ تقاضے سن کر یہاں آیا

اپنی بے بسی پر کتنا تڑپا صرف میں جانتا ہوں

تم مجھے یہاں لائے تھے نا میں نے ڈیل کی پیسے دینے تھے نا میں نے

لیکن تم نے مجھے اس دلدل میں پھنسا دیا

جس جس چیز سے منع کیا تم مجھے دھوکہ دے کر مجھے انہیں کاموں میں دھکیلتے گئے

تو میں نے بھی ڈبل گیم کھیلی تمہارے باس کو مارنے کے بعد آہستہ آہستہ ثبوت آرمی والوں تک پہنچاتا

رہا شاید تمہارا اختتام یہاں نا ہوتا اگر کل تم اس لڑکی کے ساتھ درندگی نا کرتے

گناہ گار بنا دیا تم نے مجھے ماہر ایک دم سے دھاڑا تو اس خاموشی میں ارتعاش پیدا ہوا

جب کہ راشد تو شاید کب کا مر چکا تھا

یہ سب تو کلئیر ہوگئے اب مین جگہ پر کب اٹیک کرنا ہے رضا نے لاشوں کے ڈھیر کو دیکھ کر کہا

پہلے تو ان بچیوں اور بچوں کو سیف جگہ پر پہنچانا ہے اس کے بعد ہم آج ہی وہاں اٹیک کرے گے

شاہ میر نے ایک بچے کو اسٹریچر پر ڈالتے ہوئے کہا

یہاں سبھی روم تم نے اچھے سے دیکھ لیے نا رضا کوئی سیکرٹ پلیس تو نہیں تھی

نہیں میں سب دیکھ چکا ہوں کچھ نہیں تھا

اے ایس پی اب ان بچوں کو جلد از جلد ہاسپٹل پہنچاؤ

کیا مطلب ہم نہیں جائیں گے اے ایس پی نے حیرت سے پوچھا کیونکہ آپریشن تو کمپلیٹ ہوگیا تھا

ان کو پہنچاؤ پھر بتاتا ہوں

رضا کدھر گیا ابھی وہ باتیں کر رہے تھے جب شاہ میر نے رضا کی غیر موجودگی محسوس کر کے کہا

شاہ میر نے اندر کی جانب قدم لیے تیز تیز قدموں سے وہ آگے بڑھ رہا تھا کہ فائر کی آواز پر اس کے قدم لڑکھڑائے

رضا سرگوشی میں رضا کا نام شاہ میر کے لبوں سے ادا ہوا

اپنے بے جان ہوتے جسم کے ساتھ اس نے دیوار کا سہارا لیا اور بھاگنے کے انداز میں آواز کی سمت بھاگا

شاہ میر جیسے ہی پچھلے دروازے پر پہنچا رضا کو کسی کے سر پر کھڑا دیکھ کر سکون محسوس کیا

جو گرے ہوئے آدمی کو سیدھا کر رہا تھا.

اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کر کے جیسے ہی پسٹل لیے مڑا سامنے شاہ میر کو دیکھ کر ہلکے سے مسکرا دیا

یہ شاید چھت پر تھا پولیس والوں نے اوپر کا ایریا دیکھا تھا شاید یہ تب چھپ گیا تھا پیچھے سے شور کی آواز سن کر آیا تو لگا شاید کوئی بچہ نا ہو لیکن یہ بھاگ رہا تھا تو جہنم واصل کر دیا

رضا نے مسکراتے ہوئے شاہ میر سے کہا اور آہستہ آہستہ چلتے وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا

کہ ایک دم سے پھر سے دو فائر ہوئے یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ شاہ میر کو بھی سمجھنے کا موقع نہیں ملا جو رضا کو اپنے سامنے بالکل محفوظ دیکھ کر دل میں شکر ادا کر رہا تھا فائر کی آواز پر چونکا تو

جیسے ہی آواز کی سمت میں اس نے نشانہ لیا نقاب پہنے آدمی زمین بوس ہو گیا

یہ بھی شاید چھت کی طرف سے آیا ہے ہمیں اوپر کا جائزہ لے لینا چاہیے شاہ میر نے اپنے دیہان میں کہا

اسے لگا ان کا نشانہ چونک گیا

لیکن اپنے پیچھے گرتے وجود کی آواز پر جیسے ہی شاہ میر پلٹا تو اسے اپنے پاؤں سے زمین نکلتی محسوس ہوئی رضا کو منہ کہ بل زمین پر گرے دیکھ کر وہ سیکنڈز میں اس تک پہنچا اور اسے سیدھا کیا

رضا آنکھیں کھول یار ادھر دیکھ شاہ میر نے اسے جھنجوڑتے ہوئے کہا رضا کا سینہ خون سے لت پت ہو گیا تھا جسے دیکھ کر یہی لگ رہا تھا کہ گولی سینے پر لگی ہوگی

تبھی اے ایس پی وہاں پہنچا رضا کو زخمی دیکھ کر اس نے شاہ میر کو پیچھے کیا اور رضا کو اپنے کندھے پر ڈال کر باہر کی طرف دوڑ لگا دی

باہر ایمبولینس میں رضا کو ڈال کر اسے ہاسپٹل روانہ ہو گیا

اور واپس شاہ میر کے پاس آیا

جو خون سے رنگے اپنے ہاتھوں کو دیکھنے میں مصروف تھا شاہ میر ہمیں ہاسپٹل چلنا چاہیے باقی ان شاءاللہ فتح ہماری ہو گی یہاں تک پہنچ گئے ہیں تو اے ایس پی بات پوری کرتا کہ شاہ میر نے اپنی سرخ انگارا آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا

پہلے یہ تمہارا معاملہ تھا اب یہ میرا ہے آگے میں نے تمہاری بھی سنی لیکن اب جو بھی کرنا ہے میں خود کرو گا شاہ میر نے سرد آواز میں کہا

ابھی اے ایس پی کچھ کہتے وہ انہیں ٹوک گیا

آج اپنی غفلت کی وجہ سے اپنے دوست کو اس حال میں پہنچا چکا ہوں تمہیں مجرم چاہیے میں دوں گا اسے جیسے لانا ہے اور کب یہ میں خود دیکھو گا تم جاؤ

رضا کہ ہوش میں آنے سے پہلے میں آجاؤ گا

شاہ میر کی سرد آواز پر اے ایس پی نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا

شاید غلطی ان کی ٹیم کی تھی جب شاہ میر نے کہا تھا چیکنگ وہ خود کرے گا تب انہوں نے کہا تھا کہ اس کی ٹیم ہے نا وہ کوئی غلطی نہیں کرے گی

اور ان کے ٹھیک سے چیکنگ نا کرنے کا نتیجہ وہ دیکھ چکے تھے

اسی لیے خاموشی سے چلے گئے

شاہ میر جیسے ہی بیسمنٹ والے اڈے پر پہنچا تو وہاں کوئی نہیں تھا لیکن جو انفارمیشن اس کے پاس تھی اس کے مطابق سب اڈو کا ہیڈ یہی جگہ تھی

جہاں سب مال آتا اور چیکنگ کر کے مختلف اڈو میں تقسیم کر دیا جاتا اور پھر ان اڈو سے مطلوبہ جگہ پہنچا دیا جاتا

وہ دبے پاؤں اوپر والا سارا ایریا دیکھ کر جیسے ہی نیچے آیا تو اسے کسی کو باتوں کی آوازیں آنا شروع ہوئی

آہستہ آہستہ قدم لیتے جیسے ہی وہ مین دروازے کے پاس پہنچا تو اندر سے آتی آوازوں نے اسے اسی جگہ منجمد کر دیا

رضا فجر ایک چیخ کے ساتھ اٹھی وہ جو روتے روتے وہی سو چکی تھی اب خواب میں رضا کو خود سے دور جاتے دیکھ ڈر کہ اٹھ بیٹھی تھی

پورا جسم پسینے سے تر تھا

گھڑی پر نگاہ گئی تو صبح کے پانچ بج رہے تھے

فجر نے جلدی سے اٹھ کر اپنا موبائل نکالا اور دیا کو کال کی

وہ جو روتے روتے صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر بیٹھی تھی نا جانے کب نیند کی آغوش میں چلی گئی
اب مسلسل فون کے بجنے پر کسملندی سے آنکھیں کھول کر اردگرد کا جائزہ لینا چاہا

نئی جگہ کا احساس ہوا تو رات کے سبھی لمحے آنکھوں کے آگے لہرا گئے تو وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی

متلاشی نگاہیں موبائل کی تلاش میں گھمائی تو بیڈ کی سائیڈ میں پڑا نظر آیا

شاہ میر کی کال کا سوچ کر جلدی سے موبائل تک پہنچی اور کال اٹینڈ کر کے کان سے لگایا

ابھی وہ کچھ کہتی کہ فجر کی آواز کانوں میں پڑی ساری خوشی جھاگ کی طرح بیٹھ گئی دل مسوس کر وہی
بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی

دیا کیا شاہ میر بھائی بھی گئے ہیں کہی رضا رات کو کسی کی کال آنے پر چلا گیا میرا بہت دل گھبرا رہا ہے
میں نے کال بھی کی لیکن موبائل آف جا رہا ہے فجر نے نم آواز میں کہا تو دیا کو بھی رونا آنے لگا

فکر مت کرو فجر وہ خیریت سے ہونگے دیا نے اپنی نم ہوتی آواز پر قابو پا کر کہا

لیکن دیا میں نے بہت برا خواب دیکھا ہے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے اپنی بات کرتے فجر نے رونا شروع
کر دیا تو

دیا کے بھی ہاتھ پاؤں پھول گئے فجر یار رو کیوں رہی ہو مجھے بھی ڈرا رہی ہو کچھ نہیں ہوتا یار

ان شاءاللہ وہ خیریت سے واپس آجائیں گے

تم نماز پڑھ کر دعا کرو ان کے لیے دیا نے بے بسی سے لب کاٹتے فجر کو چپ کراتے کہا دل تو اس کا بھی کانپ رہا تھا

ہمم ٹھیک ہے اگر بھائی کی کال آئے تو رضا کا پوچھ کہ مجھے بتا دینا فجر نے نم آواز میں کہا تو دیا نے اوکے کہہ کر فون رکھ دیا اپنا لہنگا سنبھال کر کبرڈ کے پاس آئی

کبرڈ جیسے ہی کھولی سامنے اپنے لیے اور شاہ میر کے کپڑے ایک ساتھ دیکھ کر پل میں آنکھیں نم ہوئی

شاید کپڑے شاہ میر نے سیٹ کیے تھے کیونکہ ایک ڈریس شاہ میر کا ہوتا تو ساتھ دیا کا پھر شاہ میر کا اور پھر دیا کا اپنے ڈریسز اسے زیادہ بلیک وائٹ اور ریڈ کلر میں ہی دکھے

شاہ میر کی شرٹ کو ہاتھوں میں بھر کر دیا پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی ناجانے دل کیوں اتنا گھبرا رہا تھا تم بہت ظالم ہو میر اپنی عادت ڈال کر اپنا بنا کر مجھے اکیلا چھوڑ گئے ہو

جتنا میں تڑپی ہوں نا تم واپس آؤ بدلہ نا لیا تو میں بھی مسسز شاہ میر نہیں

اپنی آنسوؤں صاف کر کے شاہ میر کی شرٹ کو ہاتھوں میں دبوچ کر کہا جیسے شرٹ نہیں سامنے شاہ میر ہی کھڑا ہو

دیا صبح چینج کر کے لاونج میں آئی تو عمران صاحب کو اخبار پڑھتے دیکھا

السلام وعلیکم چچا جان دیا نے ہچکچاتے ہوئے سلام کیا تو وہ ایک دم سے چونکے اور اپنے سامنے دیا کو دیکھ کر جلدی سے اخبار فولڈ کر کے ٹیبل پر رکھا

وعلیکم السلام جیتی رہو بیٹی

کھڑی کیوں ہو بیٹھو تمہارا ہی گھر ہے شرمانے کی ضرورت نہیں وہ کھلے دل سے بولے تو دیا بھی ان کے سامنے والے صوفے پر ٹک گئی

تمہاری چچی ناشتہ تیار کروا رہی ہے جانے ہی والی تھی تم دونوں کو بلانے کے لیے

لیکن میری بیٹی تو جلدی اٹھ گئی

انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تو دیا بھی پھیکا سا مسکرا دی

کیا ہوا بیٹا سب ٹھیک ہے نا شاہ میر نے کچھ کہا تو نہیں انہوں نے اس کے کمرے کے دروازے کو گھور کر دیکھتے ہوئے کہا تو دیا گڑبڑا گئی

نن۔نہیں چچا جان میں تو بس ایسے ہی دیا جلدی سے ممنائی تو وہ ہولے سے مسکرا دیے

چچا نہیں بابا اور مجھے ماما بلانا ہے ندا بیگم مسکراتے ہوئے دیا کے پاس آتے ہوئے بولی تو

دیا کہ آنکھیں ایک دم سے نم ہوئی جی ماما

تو ندا بیگم تو نہال ہی ہوگئی دیا کو گلے لگا کر اس کا ماتھا چوم لیا

ہماری بیٹی دیکھو صبح ہی اٹھ گئی اور ایک وہ کھوتا ہے جس کی صدیوں کی نیند ہی پوری نہیں ہورہی عمران صاحب دانت پیس کر بولے تو

ندا بیگم نے بہو کے سامنے بیٹے کی اتنی تعریف پر انہیں گھوری سے نوازا

ایسے کیا دیکھ رہی ہیں میں بتا رہا ہوں اپنی بیٹی کو کہ اس نالائق سے کوئی امید نا رکھے یہ بس دل بند کر سکتا ہے اگر اسے سونے سے فرصت مل جائے عمران صاحب نے ندا بیگم کی گھوریوں کو کسی خاطر نا لاتے جواب دیا

جانتے تھے نئی بہو کے سامنے تو وہ انہیں کچھ کہنے سے رہی

ایکچولی چچ۔ائی مین بابا وہ میر تو رات میں کہی چلے گئے انہیں کسی کی کال آئی تھی دیا نے اپنے ہاتھ مسلتے ہوئے سر جھکا کر کہا تو عمران صاحب نے غصے سے اپنی بیگم کو دیکھا

یہ جاہل کھوتا انسان پہلے اتنی جلدی مچا رکھی تھی شادی کی اور اپنی بیوی کو چھوڑ کر کہا دفع ہو گیا وہ ایک دم سے کھڑے ہو کر گرجے تو دیا بھی ڈر گئی

بابا وہ یونیفارم میں گئے تھے شادی ڈیوٹی پر واپس دیا نے ممنا کر کہا

تو ڈیوٹی کی بات سن کر ان کا غصہ کم ہوا لیکن وہ انہیں بتا کر اور مل کر بھی نہیں گیا تو پھر سے چہرے کے تاثرات تن گئے

ہمیں تو عادت ہے بیٹا مہینوں بعد کچھ دن کے لیے آتا ہے ان میں بھی کبھی جلدی بلا لیتے ہیں لیکن تم فکر نا کرو اب آئے گا تو میں اسے کہوگی ہماری بیٹی کو ساتھ ہی لے کر جایا کرے ندا بیگم نے عمران صاحب کو گھوری ڈالی جو بلا وجہ بہو کے سامنے اپنے رعب ڈال رہے تھے اس کے شوہر پہ

اگر وہ سامنے ہوتا پھر یہ رعب نظر بھی نہیں آنا تھا

اسی لیے بات ٹالتے دیا سے کہا تو وہ مسکرا دی

نہیں وہ جائیں گے تو میں ان کا انتظار کر لیا کروں گی لیکن رہو گی یہی آپ کے پاس ہی دیا نے ان کا ہاتھ تھام کر کہا تو ندا بیگم کی آنکھیں نم ہو گئی انہوں نے پیار سے دیا کا ماتھا چوما

چلو آؤ بیٹا ناشتہ کر لیں وہ اس کا ہاتھ تھام کر اٹھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ دیا انہیں مطلبی سمجھے کے اپنی تنہائی کی وجہ سے خود سے باندھ کر رکھ لیا لیکن دیا کے اتنے پیار سے کہنے پر ان کا دل بھر آیا یہ تنہائی اور گھر کا سناٹا کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا ان میاں بیوی کو

شاہ میر آتا تھا تو انہیں لگتا تھا یہی دن تو بس جینے کے ہیں باقی کے دن وہ اس کے انتظار میں گزر جاتے تھے

کتنا شوق تھا اسے کہ شاہ میر کی بیوی آئے تو گھر میں رونق ہو اس کے بچوں کی قلقاریاں اس گھر میں گونجے

لیکن شاہ میر کی جاب کا سوچتے تو وہ نہیں چاہتے تھے اپنی خود غرضی میں وہ اس کی بیوی کو اس سے دور رکھے

لیکن دیا کی بات سن کر ان کے دل کو سکون ملا تھا

لیکن وہ پھر بھی شاہ میر سے بات کرنے کا ارادہ رکھتی تھی کہ وہ دیا کو ساتھ لے جانا چاہتا ہے یا نہیں پھر آگے جو وہ فیصلہ کرے

آج دو دن بعد وہ رات کے پہر وہ گھر آیا تھا

کچن میں جا کر کھانا گرم کر کے وہی بیٹھ کر کھانا کر آہستہ قدموں سے چلتے روم کے دروازے کے پاس آکر گہری سانس لی

ہینڈل گھما کر دروازا کھول کر اندر داخل ہوا تو نظر سامنے سوئے ہوئے وجود پر گئی

جہاں وہ اپنے کھلے بال تکیے پر پھیلائے اور اپنے بازؤں میں شاہ میر کے تکیے کو دبوچے نیند کی وادیوں میں گم تھی

شاہ میر کو اپنی دو دنوں کی تھکان پل میں غائب ہوتی محسوس ہوئی وجود میں سکون کی ایک لہر سرائیت کر گئی

اپنا بیگ صوفے پر رکھ کر آہستہ قدموں سے بیڈ کے پاس آیا تھوڑا سا جھک کر چہرے پر آئی زلفوں کو ہاتھ کے مدد سے پیچھے کرکہ ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا

پھر آہستہ سے بنا آواز پیدا کیے واشروم میں گم ہوگیا اپنے بال ٹاول سے خشک کرتے شرٹ لیس وہ واشروم سے باہر آیا تو نظریں مسلسل دیا کے چہرے کا طواف کر رہی تھی

ٹاول صوفے پر اچھال کر وہ بیڈ پر اپنی سائیڈ آکر لیٹ گیا

آنکھوں کر سامنے دو دن پہلے کے منظر گھومے تو اپنا سر جھٹک کر رخ دیا کی طرف کیا ہاتھ بڑھا کر اپنا تکیہ اس کی بانہوں سے نکال کر اپنے سر تلے رکھا تو دیا نے تکیہ غائب ہونے پر منہ بنایا

جیسے نیند میں بھی یہ عمل پسند نا آیا ہو

تھوڑا سا آگے کھسک کر ہاتھ بڑھا کر دیا کو اپنی جانب کھینچا تو وہ نیند میں اس کے سینے سے آلگی

اپنی نیند سے بھری آنکھیں تھوڑی سی کھول کر دیکھنا چاہا کہ آخر اس کے ساتھ ہوا کیا ہے لیکن شاید نیند زیادہ گہری تھی تھوڑی سی واہ ہوئی آنکھوں کو دوبارا سے بند کر لیا

جبکہ شاہ میر دیا کی معصوم حرکتوں کو دیکھ کر مسکرائے جا رہا تھا

افففف میری سلیپنگ بیوٹی شاہ میر نے اپنی گال دیا کی گال سے رب کر کہ کہا تو شاہ میر کی داڑھی کی چھبن پر نیند میں ہی ہاتھ مار کر شاہ میر کو پیچھے کرنا چاہا

جس پر شاہ میر نے اپنی انگلیاں دیا کی انگلیوں میں پھنسا کر بستر سے لگا دی اور جھک کر دیا کی خوشبو میں گہری سانس بھری اپنی روح تک دیا کی خوشبو کو بسا کر شاہ میر نے دیا کو دوسری طرف کروٹ دلا کر اس کی پیٹھ اپنے سینے سے لگا کر اپنے بے قابو ہوتے جذبات پر بندھ باندھنے کی کوشش کی

لیکن اپنی بیوی کی اتنی پکی نیند پر وہ دل میں عش عش کر اٹھا

آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کی کیونکہ صبح جو اس کے چچا نے میدان جنگ لگانا تھا اس کی تیاری بھی تو کرنی تھی

مجھے یہ بتاؤ منہا کب سے ڈرگز لے رہی تھی تم منہا کی ماما کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے دو تھپڑ ہی لگا دے

ماہر کے گھر نا آنے پر وہ اس کی طرف آگئی تھی پہلے بھی کبھی جب ماہر میٹنگز کے سلسلے میں باہر جاتا تھا تو وہ منہا کے پاس آجاتی تھی

جب وہ آئی تو انہیں منہا بہت کمزور محسوس ہوئی شام میں کھانا کھاتے ہوئے اسی کھانسی ہوئی تو پھر منہ سے اور ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا

جس پر ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے وہ اسے لیے ہاسپٹل گئی تو وہاں

انہیں پتا چلا کہ وہ کافی ہیوی ڈوز کے ڈرگز لے رہی تھی اب شاید لینا چھوڑ دیے ہیں اسی لیے یہ ہو رہا ہے

انہوں نے کچھ میڈیسنز لیکن کر دی جو اسے لینی تھی

اور اب گھر آکر رضیہ بیگم کا دل کر رہا تھا اپنی اتنی اچھی اور سمجھدار اولاد کا منہ تھپڑوں سے لال کر دے جس نے کبھی کوئی الٹا کام نہیں کیا تھا

اور اب کیا بھی تھا تو خود کا کتنا نقصان کرنے چلی تھی یہ لڑکی

کس وجہ سے لیے تم نے ڈرگز منہا اتنی محبت کرنے والا شوہر اتنی اچھی نند ملی کس چیز کی کمی تھی وہ مسلسل بول رہی تھیں

لیکن منہا سر جھکائے بیٹھی تھی

منہا مجھے بتاؤ بیٹا کوئی پروبلم تھی کیا ماہر کا رویہ ہمیں تو تمہارے ساتھ بالکل ٹھیک لگتا ہے لیکن اگر اس کے برعکس کچھ ہے تو اپنی ماں کو بتاؤ انہوں نے روتی ہوئی منہا کو گلے لگا کر کہا تو وہ سسک پڑی

نہیں مما ماہر بہت اچھے ہیں میں ہی ان کے قابل نہیں تھی مما

میں خود تو اذیت میں مبتلا رہی انہیں بھی اپنے ساتھ اسی اذیت میں مبتلا رکھا ایم سوری مما پلیز انہیں مت بتائیں گا رضیہ بیگم کے گلے لگے سسکتی ہوئی وہ انہیں بھی حیران کیے جا رہی تھی

ادھر دیکھو بیٹا مجھے بتاؤ کیا مسئلہ ہے کوئی ایسے تو نہیں ڈرگز لینا شروع کر دیتا تم نے خود شروع کیے یا کسی نے تمہیں زبردستی ڈرگز پر لگایا مجھے بتاؤ میں وعدہ کرتی ہوں ماہر کو نہیں بتاؤ گی انہوں نے پچکارتے ہوئے اس سے پوچھنے کی کوشش کی

مم۔میں نے خود ہی وہ ملازمہ تھی اس سے منگواتی تھی لیکن ایک دن ماہر نے اسے نکال دیا وہ کافی غصے میں تھے میرے پوچھنے پر انہوں نے ٹال دیا جب سے وہ ملازمہ گئی ہے میں نے نہیں لیے اور اب میں لینا بھی نہیں چاہتی مما لیکن مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے

پہلے روز ماہر مجھے جوس دیتے تھے خود ہاتھوں سے بنا کر تب مجھے اتنی طلب نہیں ہوتی تھی لیکن دو دن سے مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا مما میں کیا کروں منہا روتے ہوئے ان کی گود میں سر رکھ کر سسکنے لگی

اور رضیہ بیگم کا دل کیا اپنی بیوقوف بیٹی کا حشر کر دے جس سے چھپانے کا کہہ رہی ہے وہ سب جانتا تھا اور جوس کی وجہ سے نہیں شاید ان کا داماد اپنی بیوی کا پردہ رکھ رہا تھا اور اسے میڈیسن دیتا تھا کہ اسے ڈرگز کی ضرورت محسوس نا ہو

وہ جتنا رب کا شکر ادا کرتی کم تھا جو انہیں اپنی بیٹی سے اتنی محبت کرنے والا شوہر ملا تھا تین سال شادی کو ہوگئے تھے انہوں نے کبھی ماہر کو منہا سے اونچی آواز میں بات کرتے تک نہیں دیکھا تھا وہ تو اسے ہاتھ کا چھالا بنا کر رکھتا تھا

کبھی اولاد ہونے کا بھی شکوہ نہیں کیا حالانکہ رضیہ بیگم کئی بار منہا کو ڈاکٹر کے پاس چلنے کا بول چکی تھی

جس پر ماہر نے ہمیشہ یہی کہاں جب ان کے نصیب میں ہوگی تو اللہ عطا کر دے گا

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب ان کی نظر منہا پر گئی جو ان کی گود میں سر رکھے سو چکی تھی

صبح دیا کی آنکھ کھلی تو نظر شاہ میر کے صبیح چہرے پر گئی کافی دیر دیا پلک جھپکائے بغیر اسے دیکھتی رہی

پھر آہستہ سے شاہ میر کا حصار توڑ کر تھوڑا سا اوپر ہوئی اور شاہ میر کے ماتھے پر بکھرے بال اپنی انگلیوں سے سائیڈ پر کیے

جب اچانک نظر گھڑی پر گئی جو صبح کے دس بجے کا بتا رہی تھی تو اتنی دیر سوتے رہنے پر اسے حیرانی ہوئی اور جلدی سے واشروم کا رخ کیا

واشروم سے آکر شاہ میر کو جگائے بغیر باہر کا رخ کیا

السلام و علیکم مما دیا نے کچن میں آکر ندا بیگم کو سلام کیا تو ہولے سے مسکرا دی

وعلیکم السلام جیتی رہو تم کچن میں کیوں آگئی باہر جا کر بیٹھو بس یہ ناشتہ لگوا رہی ہوں میں انہوں نے دیا کو دیکھتے کہا

وہ ماما وہ آگئے تھے رات دیا نے ہاتھ مسلتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا تو دیا کی بات پر پہلے وہ حیران ہوئی پھر مسکرا پڑی

اسے بھی جگا دو پھر

وہ پتا نہیں رات کب آئیں اسی لیے میں نے جگانا مناسب نہیں سمجھا دیا نے کہا تو انہوں نے سر ہلا دیا

ملازمہ سے کہہ کر انہوں نے ناشتہ لگوایا اور دیا کو لیے ڈائیننگ ٹیبل پر آگئی

السلام و علیکم بابا دیا نے عمران صاحب کو سلام کیا تو وہ کھل کر مسکرا دیے

وعلیکم السلام جیتی رہو دیا کے آنے سے ان کے سونے گھر میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی اب گھر میں دیا کی آواز گونجتی رہتی تھی تو لگتا تھا کہ اس گھر میں بھی کوئی رہتا ہے

دیا کہاں ہو یار فوراً اندر آؤ کپڑے نکال کر دو مجھے دیا جو چائے پی رہی تھی شاہ میر کی آواز پر ایک دم سے پھندا لگا تو ندا بیگم جلدی سے اس کی طرف آئی اور اس کی پیٹھ سہلانے لگی

جب کی عمران صاحب نے گھور کر دروازے کو دیکھا

یہ نالائق کب نازل ہوا انہوں نے دروازے کو گھورتے ہوئے دیا سے پوچھا تو وہ بیچاری اپنے شوہر کی عزت افزائی پر شرمندہ ہوگئی

وہ پتا نہیں بابا رات کے کس پہر آئے میں تو سو رہی تھی دیا نے ممنا کر کہا تو انہوں نے ہنکارہ بھرا

دیا ابھی اٹھ کر جاتی کہ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا

بیٹھی رہو کر لے گا خود ہی انھوں نے اپنا ناشتہ کرتے ہوئے کہا تو دیا کنفیوز سی ہو کر بیٹھ گئی

دیا تم آرہی ہو یا میں ایسے ہی باہر آجاؤ شاہ میر کی آواز پر وہ ایک دم سے اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑی ہوئی

تو ندا بیگم نے اسے جانے کا اشارہ کیا تو دیا نے ایک نظر عمران صاحب کو دیکھا جو ندا بیگم کو گھور رہے تھے اور پھر ندا بیگم کو جو اب جواباً انہیں گھور رہی تھی

بیٹی بنا کر لائے ہیں اس نواب زادے کی ملازمہ نہیں پہلے تو اپنے پسند کیے کپڑوں کے علاؤہ کسی کے آتے نہیں تھے اور اب دیکھو کیسے حکم چلا رہا ہے وہ دبی دبی آواز میں چلائے تو ندا بیگم نے دیا کو جانے کا کہا

تم جاؤ بیٹا یہی بات جب یہ اس کے منہ پر کہہ دے پھر بے شک نا جایا کرنا انھوں نے عمران صاحب کو جواب نا دیتے دیا سے کہا تو وہ آہستہ آہستہ قدم لیتی دروازے تک گئی

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی

کیونکہ شاہ میر نے پورے کمرے میں کپڑے پھلائے ہوئے تھے اور خود نواب صاحب بیڈ پر کپڑوں کے ڈھیر کے اوپر بیٹھا اپنی شرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا

دیا کو دیکھ کر شاہ میر نے مسکراہٹ پاس کی تو اس کا دل کیا اپنے بال نوچ لے

نیچے سے کپڑے اٹھاتے وہ شاہ میر تک آئی جو پھر سے اپنے کام میں مصروف ہوگیا

یہ سب کیا ہے میر ایسے کیسے کر سکتے ہو پورے کمرے کا نقشہ ہی بدل دیا وہ ابھی بھی حیرت سے اردگرد دیکھتی بولی

شاہ میر نے سر اٹھا کر اپنے سامنے کھڑی اپنی بیوی کو دیکھا جسے اپنے شوہر کی واپسی کی خوشی سے زیادہ کمرے کی حالت پر دکھ ہو رہا تھا

دیا کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اسے ایک دم سے کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا جس سے وہ اس کے سینے سے آلگی

کمر میں بازو حمائل کر کے اس بیڈ پر پٹخنے کے انداز پر لٹایا اور اپنے دونوں ہاتھ اس کے اردگرد رکھے

شوہر دو دن بعد تھکا ہارا گھر آیا اس کی راحت و سکون کا سامان کرنے کی بجائے تم صبح صبح اٹھ کر باہر چلی گئی اور اب میرے اتنی آوازیں دینے کی باوجود بھی میرے دشمن اول کی باتوں پر عمل کر رہی تھی

شاہ میر سنجیدہ چہرہ لیے بولا تو دیا ایک پل کے لیے ڈر گئی لیکن نظر جب اس کی مسکراتی آنکھوں سے ٹکرائی تو آنکھیں ایک دم سے نم ہوئی

تم بہت بتمیز ہو میر دیا نے اس کے سینے پر مکہ برساتے ہوئے کہا تو شاہ میر نے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر سر کے اوپر لاک کر دیے

جیسا بھی ہوں تمہارا ہی ہوں اپنی ناک دیا کی ناک سے سہلا کر کہا تو شاہ میر کی حرکت پر وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی

اپنا لمس دیا کی دونوں آنکھوں پر چھوڑ کر سر اس کے سر سے ٹکا دیا میر ہٹو باہر ماما بابا ویٹ کر رہے ہوگے دیا نے اسے پیچھے کرتے ہوئے کہا تو شاہ میر نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا

کون ماما بابا شاہ میر نے حیرت سے استفسار کیا

چچا چچی انہوں نے کہا کہ میں انہیں ماما بابا بلاؤ دیا نے کالر پر اپنی انگلیاں پھیرتے ہوئے نظریں جھکا کر کہا تو شاہ میر کو اس پر ٹوٹ کے پیار آیا

اپنے کالر پر رینگتی اس کی انگلیوں کو اپنے ہاتھ میں قید کر کے ہونٹوں سے لگا کر اپنے سینے پر رکھ لیا

جھک کر دیا کی سانسوں میں گہری سانس لی تو وہ روح تک کپکپا گئی

ابھی وہ جھک کر کوئی گستاخی کرتا کہ دروازے کا ہینڈل گھومنے کی آواز آئی

دیا نے پورا زور لگا کر شاہ میر کو دھکا دیا اور خود نیچے جھک کر کپڑے اٹھانے لگی

یہ سب اتنی اچانک ہوا تھا کہ شاہ میر کو بھی کچھ سمجھ نہیں آیا اب وہ بیڈ پر چت لیتا کبھی دروازے کی طرف دیکھتا جہاں عمران صاحب اسے خونخوار نظروں سے گھور رہے تھے

اور کبھی نظریں گھما کر اپنی بیوی کو جو کپڑے سمیٹنے میں مصروف تھی جس کی اتھل پتھل ہوتی سانسیں شاہ میر کو بہکا رہی تھی

کھوتے انسان یہ کیا حشر کیا ہے کمرے کا عمران صاحب ایک دم سے گرجے تو شاہ میر نے اپنے جذبات پر قابو پا کر ان کی طرف دیکھا

بیڈ سے اٹھ کر وہ نیچے پرے کپڑوں پر پاؤں رکھتا ڈریسنگ ٹیبل تک گیا وہ اس کے جواب نا دینے پر تلملا گئے

میں تم سے بکواس کر رہا ہوں وہ پھر سے گرجے تو شاہ میر نے شیشے میں سے ان کی طرف دیکھا

بات کر کے دیکھ لیجئے شاید مجھے سمجھ آجائے شاہ میر نے نارمل انداز میں کہہ کر اپنے بال بنانے لگا جب کہ دیا بھی منہ کھولے اپنے شوہر کی بتمیزی دیکھ رہی تھی

دیا کو منہ کھولے دیکھ کر شاہ میر نے آنکھ دبائی اور فلائنگ کس پاس کی تو وہ سٹپٹا گئی جب کہ عمران صاحب بھی اس کی کھلے عام بے شرمی پر اپنے دانت پیس کر رہ گئے

بہو ہے یہ ہماری تمہاری نوکر نہیں یہ وہ دبی دبی آواز میں چلائے تو شاہ میر نے پلٹ کر ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا

کب کام کر وایا میں نے اور یہ پھیلاؤ جو دیکھ رہے ہیں یہ تو ہم ایک دوسرے میں اس قدر گم ہو گئے کہ اردگرد کا ہوش ہی نہیں رہا آپ تو جانتے ہی ہو گے پیار محبت میں ابھی وہ اپنی بات پوری کرتا کہ عمران صاحب اپنا سرخ ہوتا چہرہ لے کر آج پہلی بار ٹھاہ سے دروازا بند کرتے چلے گئے

جب فضا میں شاہ میر کا دلکش قہقہہ گونجا تو نظر اپنی بیوی پر گئی جو اپنے شوہر کی گل افشانیوں پر نم نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

یار ان کے ساتھ میرا چلتا ہے شاہ میر نے دیا کی طرف آتے کہا تو اس نے ہاتھ میں تھامیں کپڑے اس کے منہ پر اچھال کر واشروم میں گھس گئی

جب کہ شاہ میر اپنا سر کھجا کر رہ گیا

رات کا کھانا کھا کر شاہ میر تو روم میں چلا گیا جبکہ دیا عمران صاحب اور ندا بیگم کے پاس بیٹھ گئی

دیا جاؤ بیٹا رات کافی ہو گئی ہے شاہ میر ویٹ کر رہا ہوگا

انہوں نے وقت دیکھ کر کہا تو دیا نے ہاں میں سر ہلایا اور سنو شاہ میر کے لیے چائے لے جانا اسے نیند نہیں آتی جب تک چائے نا پی لے

جی ٹھیک ہے دیا ان کے کمرے کا دروازا بند کر کے کچن میں آئی اور شاہ میر کے لیے چائے بنانے لگی

شاہ میر کی معنی خیز نظریں یاد آئی تو جسم میں سرد لہر سرائیت کر گئی

سارا دن تو وہ گھر سے غائب رہا تھا ابھی ڈنر ٹائم آیا تو اپنی نظروں سے دیا کو بوکھلائے رکھا تھا

کبھی کھانا کھاتے ہوئے ٹیبل کے نیچے سے اس کا ہاتھ تھام لینا کبھی کمر پر اپنی انگلیاں گھمانا

شاہ میر کی بے باکیوں نے اس کی سانس خشک کر رکھی تھی چائے بنا کر دیا نے کمرے کا رخ کیا

اپنے خشک ہوتے ہونٹوں کو زبان پھیر کر تو کیا اور کمرے میں داخل ہوئی

شاہ میر کمرے میں نظر نا آیا تو وہ ٹیرس کی طرف چلی آئی لیکن دوسری طرف کی باتیں سن کر اسے اپنی جان جاتی محسوس ہوئی

ماہر اکرام شاہ اگر مجرم ہے تو اسے سزا بھی ملے گی

اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میرا اس سے کیا رشتہ ہے وہ ویسی ہی موت کا مستحق ہوگا جیسے میرے باقی مجرم تھے

یہ کیس میں دیکھ رہا تھا پلین میرا تھا تو سزا بھی میں ہی دوں گا اسے اے ایس پی آئندہ مجھ سے سوال جواب مت کرنا

تمہیں اس کی لاش مل جائے گی تب تک کیا کرنا ہے کیسے کرنا ہے وہ میرا مسئلہ ہے تمہیں یا کسی دوسرے کو دخل اندازی کرنے کا حق نہیں ابھی شاہ میر کچھ اور کہتا کہ اپنے پیچھے کچھ گرنے کی آواز پر پلٹا

جہاں دیا نم آنکھیں لیے بے یقینی سے شاہ میر کی طرف دیکھ رہی تھی

میں بعد میں بات کرتا ہوں کال بند کر کے وہ جلدی سے دیا کی جانب بڑھا جو منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکیاں روک رہی تھی

دیا میری جان ایسا کچھ نہیں شاہ میر نے اسے تھامنے کی کوشش کی تو دیا نے اس کے ہاتھ جھٹک دے

تم میر تم میرے بھائی کو مارنے کی بات کر رہے تھے میرے بھائی کو دیا اپنے سر تھامے وہی بیٹھتی چلی گئی دیا کی بات پر شاہ میر نے ضبط سے اپنے جبڑے بھینچ لیے

نظریں دیا کی طرف کی تو وہ وہی ٹوٹے ہوئے کپ کے ٹکڑوں کے پاس ہی بیٹھ گئی تھی

شاہ میر نے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں کو بند کر کے کھولا اور دیا کو بازو سے پکڑ کر اٹھا کر بیڈ پر لایا

اور جھک کر اس کے پاؤں دیکھے لیکن کوئی چوٹ کا نشان نا دیکھ کر سکون کا سانس لیا

مم۔مجھے بتاؤ میر تم کیوں مار رہے ہو میرے بھائی کو دیا نے چیختے ہوئے کہا تو شاہ میر نے سرد نظروں سے اس کی طرف دیکھا

مجرم ہوتا تو سزا دیتا لیکن قاتل ہے تمہارا بھائی اسی لیے مار رہا ہوں اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ تمہارے یہ آنسو مجھے روک دے گے یا کمزور کر دے گے تو تمہاری غلط فہمی ہے

شاہ میر نے دبی دبی آواز میں غرا کر کہا تو دیا کو اپنی سانس رکتی محسوس ہوئی

نن۔ نہیں تم ایسا نہیں کرو گے میر پلیز نہیں دیا روتے ہوئے نیچے شاہ میر کے برابر بیٹھ کر چلائی تو شاہ میر ایک جھٹکے سے وہاں سے اٹھ گیا

اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود پر ضبط کرنے کی کوشش کی جبکہ دیا وہی بیٹھی سسکیوں سے رونے لگی

دیا ادھر دیکھو میری جان دیا کا چہرا ہاتھوں میں بھر کر اپنی طرف کیا تو دیا نے اس کے ہاتھ جھٹک دیے

جس پر شاہ میر نے دیا کا چہرہ اپنے ہاتھ میں دبوچ کر اپنے سامنے کیا

تم سے محبت ہے اسی لیے ہر بار تمہاری بتمیزی برداشت کر لیتا ہوں اور کر بھی سکتا ہوں لیکن اگر تم مجھے خود سے دور کرو گی دیا تو میں اس سے کئی زیادہ تمہارے قریب آؤ گا یہ بات اپنے دماغ میں بٹھا لو دیا کی حرکت پر وہ ایک دم سے دھاڑا تو دیا بہتے آنسوؤں کے ساتھ حیرت اور غم کی زیادتی سے شاہ میر کو دیکھ رہی تھی

جو اپنی سرخ انگارا آنکھوں سے دیا کو گھور رہا تھا

دیا نے ایک دم سے شاہ میر کو دھکا دیا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی

جبکہ شاہ میر خاموش نظروں سے اس کی حرکات ملاحظہ کر رہا تھا جو اب بیگ میں اپنے کپڑے ڈال رہی تھی

شاہ میر دیا کے پاس آکر کھڑا ہوا جو روتے ہوئے بیگ پیک کر رہی تھی شاہ میر نے خاموش نظروں سے دیا کو دیکھا اور پھر بیگ کو اور ایک دم سے بیگ کو اٹھا کر نیچے فرش پر مارا اور دیا کو بازو سے پکڑ کر بیڈ پر پٹخا

اگر اس گھر سے پاؤں بھی باہر نکالیں دیا تو ٹانگیں توڑ دوں گا تمہاری دیا کے چہرے پر جھک کر شاہ میر نے سرد آواز میں کہا تو خاموشی میں دیا کی سسکی گونجی

جو شخص میرے بھائی کو مارنے کا سوچ رہا ہے میں اس کے ساتھ رہنے سے مرنا بہتر سمجھوں گی دیا شاہ میر کو پیچھے کرتے ہوئے چلائی رو رو کر اس کی آواز بھی بیٹھ چکی

شاہ میر ایک دم سے دیا کے ہونٹوں پر جھکا اور اپنا غصہ درد تکلیف جو اس کی باتوں سے محسوس کی تھی پوری شدت سے دیا کے ہونٹوں پر اتارنے لگا دیا کے رونے سسکنے کی پرواہ کیے بنا وہ پوری شدت سے اس پر جھک آیا اور پھر پوری رات اسے اپنی شدتوں کی بارش میں بھگوتا رہا

مجھے اپنے بھائی سے ملنا ہے دیا نے آس بھری نظروں سے شاہ میر سے کہا تو اس نے ہاں میں سر ہلا دیا

میں لے کے جاتا ہوں بٹ اس سے پہلے پرامس کرو تم مجھے نہیں چھوڑو گی دیا کی بیوٹی بون پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا تو اس نے محض سر ہلا دیا

شاہ میر دیا کو لے کر اپنے آفس آیا اور وہاں سے سیکرٹ روم آیا ابھی وہ دروازا کھولتا کہ دیا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک دیا

میں اکیلے میں بات کرنا چاہتی ہوں دیا نے بغیر اس کی طرف دیکھے کہا تو شاہ میر نے اپنے قدم پیچھے لے لیے

****

ٹھیک ہے تم جاؤ

دیا کو اندر جانے کا اشارہ کر کے وہ واپس چلا گیا

دیا دروازا کھول کر اندر آئی تو سامنے ماہر کو رسیوں سے کرسی کے ساتھ بندھا ہوا دیکھا

کئی آنسو پلکوں کی بار توڑ کر رخسار پر بہہ نکلیں

وہ نہیں جانتا اگر وہ انصاف کرے گا تو اس کے انصاف سے میں صرف آپ کو نہیں وہ مجھے بھی کھو دے گا دیا نے ماہر کو دیکھ کر کہا جب کہ دوسری طرف شاہ میر یہ باتیں سنتے ہوئے اپنی سانس تک روک گیا

جب کہ سامنے کرسی سے بندھے ماہر نے روتے ہوئے اپنے سر کو نہیں میں حرکت دینے لگا

رو تو وہ بھی رہی تھی یہاں تک کے روتے ہوئے ہچکی بندھ گئی پھر ایک دم سے چپ کر گئی جیسے جذبات پہ قابو پا لیا ہو اور چلتے ہوئے آکر اس وجود کی ٹانگوں سے سر ٹکا دیا

آپ نے کہا تھا نا کہ میں آپ کا سب کچھ ہوں مجھے تو سات خون بھی معاف سنے سات نہیں دو کر دیجئے گا کرسی پہ بیٹھے ماہر نے چونک کہ دیکھا وہ ایک دم سے کھڑی ہوئی وہ آپ کو مارنا چاہتا ہے اور اس کی دی ہوئی موت بہت بے رحم ہے

جب کہ شاہ میر یہ باتیں سنتے ہوئے اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ بھول گیا تھا وہ آج تک اسے سمجھ نہیں پایا تو اب کیسے سمجھ سکتا تھا

لیکن میں چاہتی ہوں کہ آپ وہ تکلیف بھی برداشت کرے جو آپ کی وجہ سے لوگوں نے کی

اور وہ دونوں وجود اس بات کا جو مطلب سمجھ رہے تھے وہ چاہتے تھے ویسا نہ ہو

اس نے اپنی جیکٹ سے پسٹل نکالی آپ کو پتہ ہے میں ساری عمر اس سے اسی مان اور محبت سے نظر نہیں ملا سکتی اور یہی بات مجھے ختم کرنے کے لیے کافی ہے اپنے سینے پر پسٹل رکھ کر گولی چلا لی

آنکھوں میں مرنے سے زیادہ کسی کو کھو دینے کا دکھ تھا خود کو با مشکل گرنے سے روک کے اب سامنے والے کا نشانہ لیا اور اسے بھی خود سے زیادہ مارنے والے کی تکلیف پہ رونا آرہا تھا اور خود ایک دم سے بے سدھ ہوکر نیچی گری

مجھے اپنے مرنے کا دکھ نہیں

مگر ہائے میں تجھ سے بچھڑ جاؤں گی

دیا شاہ میر ایک دم سے خوب سے جاگ کر چیخا تو پورا وجود پسینے سے تر تھا اپنے اردگرد نظر گھمائی تو دیا روم میں کہی نظر نا آئے تو ننگے پاؤں واشروم تک گیا وہاں دیا کی غیر موجودگی پر شاہ میر کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی

نظر ٹیرس کے کھلے دروازے پر گئی تو بھاگ کر ٹیرس پر پہنچا

اردگرد نظریں گھمائی تو اندھیرے میں اپنے بازو ٹانگوں کے گرد لپیٹے سسکتی ہوئی نظر آئی تو شاہ میر کو ایسا لگا کسی نے اس کا دل پاؤں تلے کچل دیا ہو

آہستہ قدموں سے وہ دیا کے پاس آکر بیٹھا

دیا جزبات سے چور آواز میں پکارا تو دیا نے رو رو کر سوجھی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تو شاہ میر کو اپنے رویے پر افسوس ہوا

میر۔۔ تم جو کہو گے میں کروں گی پلیز بھائی کو نا مارنا شاہ میر کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے بولی تو شاہ میر نے اپنی ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کیے لیکن بولا کچھ نہیں

تم جیل بھیج دینا لیکن مارنا نہیں میر دیکھو میرا ایک ہی بھائی ہے مجھے یقین ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا اگر کیا بھی تو معاف کر دو پلیز میرا اور منہا کا اس کے علاوہ کوئی نہیں

دیا کی بات پر شاہ میر نے زخمی نظروں سے اسے دیکھا

میں مر جاؤں گی میر میں کیسے جی سکو گی

تم میرے بھائی کو مر دو گے تو میں کیسے تم سے محبت کر سکو گی بھائی جیسے بھی ہو بہنوں کے لیے ساری دنیا سے بڑھ کر ہوتے ہیں میری تو دنیا ہی وہی ہے شاہ میر کے سینے سے سر ٹکائے وہ سسکنے لگی تو شاہ میر نے اپنا حصار اس کے گرد باندھ لیا

مجھ پر یقین رکھو میں کچھ غلط نہیں کروں گا اپنے ہونٹ دیا کے بالوں پر رکھ کہا

اور نا جانے کتنی دیر وہ اسے لیے ایسے ہی بیٹھا رہا جو روتے روتے نا جانے کب سو گئی

منہا دن میں کئی بار فون دیکھ چکی تھی پہلے تو ماہر جاتا تھا تو روز ایک بار تو کال کر ہی لیتا تھا

لیکن اب تو بس ایک میسج ہی کیا اس کے بعد سے کوئی کال یا میسج نہیں آیا

موبائل تو اس کا پہلے بھی آف ہی ہوتا تھا جب وہ جاتا تھا

لیکن وہ خود کال کر لیتا تھا لیکن اب تو منہا نے بھی کئی بار کی شاید جب وہ موبائل آن کرے تو اس کی کالز دیکھ کر ہی رابطہ کر لے

لیکن پھر بھی ماہر نے کوئی رابطہ نہیں کیا تو اسے فکر ہونے لگی

منہا نے واٹس ایپ ان کر کے ماہر کی بیٹ ان کی اور وائس میسج کرنے لگی

میں آپ سے بہت ناراض ہوں ماہر اتنا سا میسج ریکارڈ کر کے جلدی سے آف لائن ہوگئی اور اپنے دھک دھک کرتے دل ہر ہاتھ رکھا

کیونکہ پہلے کبھی منہا نے ماہر کو میسج نہیں کیا تھا یہ آج پہلے بار کیا تو اسے اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا

پہلے صرف منہا کے میسج سین کرنے پر ہی ماہر کے ہزاروں محبت بھرے میسج آنا شروع ہو جاتے تھے

آج تو خود منہا نے کیا ہے ناجانے اسے کیسا لگے گا

آج پورے دس دن بعد رضا گھر آیا تھا

فجر ملازمہ سے کچن صاف کروا رہی تھی جب لاؤنج سے رضا کی آؤاز آئی

فجر کا دل دو سو کی سپیڈ پر دھڑکا بھاگنے کے انداز سے وہ لاؤنج میں آئی لیکن شاید وہ روم میں جا چکا تھا

فجر جیسے ہی روم میں آئی رضا کو سامنے اپنے بیگ سے چیزیں نکالتے دیکھا

دروازا کھلنے کی آواز پر رضا نے سر اٹھا کر دیکھا تو فجر نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی

اپنا سامان ویسے ہی چھوڑ کر رضا نے فجر کے لیے اپنی بانہیں واہ کی تو وہ بھاگ کر اس کے سینے سے آ لگی

تم نے مجھ سے اتنے دن بات بھی نہیں کی تمہیں پتا تمہارے بغیر یہاں اکیلے رہنا کتنا مشکل تھا

ماما پاپا بھی یو کے چلے گئے اور میں اکیلی یہاں تمہارا انتظار کرتی رہی اپنی گرفت رضا کے گرد سخت کرتے فجر نے کہا تو رضا نے اپنے ماں باپ کے یو کے جانے والی بات پر سختی سے ہونٹ بھینچ لیے

یہی تو ان کا مسئلہ تھا وہ پیار بہت کرتے تھے لیکن کسی کے لیے اپنی تفریح یا لائف سٹائل نہیں چھوڑ سکتے تھے

کیا تھا اگر وہ فجر کے ساتھ رک جاتے یہی سوچ کر نئی بہو ہے لیکن نہیں وہ کیوں رکتے رضا نے تلخی سے سر جھٹکا

اور فجر کا چہرا ہاتھ کے پیالوں میں تھام کر سامنے کیا ہشش میری چڑیا رونا بند کرو یار فجر کے آنسو اپنے ہونٹوں سے چنتے ہوئے کہا تو وہ سر تا پیر تک سرخ ہوئی

بس آتے ہی اپنا ٹھرک شروع کر دو فجر نے اپنے نازک سے ہاتھ کا مکہ بنا کر رضا کے سینے پر مارا

آہہہ فجر کے مکہ مارنے پر رضا تکلیف سے کراہ اٹھا

ظالم لڑکی رضا نے اپنی شرٹ اتارتے ہوئے کہا

تو رضا کے سینے اور بازو کو پٹیوں میں جکڑے دیکھ کر فجر کے چودہ طبق روشن ہوگئے

رضا یہ کب یہ چوٹ آنکھوں سے بھل بھل آنسو بہنے لگے سمجھ ہی نہیں آئے کہ کیسے بات کرے

جب رضا نے کمر میں بازو حائل کر کے اپنے سینے سے لگا لیا بس چھوٹا سا زخم ہے لیکن میں نے شاید وزنی بیگ اٹھایا ہوا تھا اسی لیے تھوڑا درد کر رہا ہے

اور باقی کسر تمہارے تشدد نے پوری کر دی رضا نے اسے چھیڑتے کہا

لیکن ہاتھ پاؤں تو اس کے تب پھولے جب فجر نے بچوں کی طرح رونا شروع کر دیا

رضا کا حصار توڑ کر بیڈ پر اوندھے میں گر کر فجر نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا

فجر یار کیا ہوا مزاق کر رہا تھا میں رضا نے کندھے سے تھام کر سیدھا کرنا چاہا لیکن وہ اور زور زور سے رونے لگی

جبکہ رضا بے بسی سے اسے روتے ہوئے دیکھ رہا تھا

اب اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیسے منائے اسے

ٹھیک ہے میرے آنے سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تو جا رہا ہوں میں رضا نے جانے کا ناٹک کیا ابھی وہ اٹھتا کہ فجر نے بالوں سے کھینچ کر بیڈ پر گرایا

تم جا کر دکھاؤ مجھے منہ توڑ دوں گی تمہارا فجر نے اس کے بال ایسے ہی کھینچتے ہوئے کہا تو

روتے سے سرخ ہوئی چھوٹی سی ناک پھولے ہوئے گال رضا کو وہ اس وقت کوئی بچی ہی لگی جبکہ فجر نازک ہاتھ سے رضا کا زخم چھو کر دیکھنے لگی ایک سسکی فجر کے ہونٹوں سے نکلی تو رضا نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا

اور آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے حصار میں لے لیا

میں بہت ڈر گئی تھی رضا جب تم گئے تھے پلیز آئندہ مجھے ایسے چھوڑ کہ مت جانا رضا کی گردن میں اپنا منہ چھپاتے کہا تو رضا نے ہولے سے اپنے لب اس کے بالوں سے مس کیے

فجر نے سر اٹھا کر رضا کہ چہرے کو دیکھا تو وہ آنکھیں بند کیے لیٹا ہوا تھا

فجر نے آہستہ سے اپنے لب رضا کے زخم پر رکھے فجر کے ہونٹوں کا لمس محسوس کر کے رضا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی فجر نے اب اپنے لب رضا کے ماتھے پر رکھے تو رضا نے نیند سے سرخ ہوتی آنکھوں سے فجر کو دیکھا جو اس کے اوپر جھکی ہوئی تھی

اب تم میرے جزبات جگا رہی ہو اگر میں موڈ میں آگیا تو تمہاری یہ ننھی سی جان مشکل میں پڑھ جائے گی رضا نے جذبوں سے چور آواز میں سرگوشی کی تو فجر ایک دم سے سٹپٹا گئی

اوپر ہو کر ٹھیک سے لیٹو رضا فجر نے اٹھتے ہوئے اسے کہا جس کی ٹانگیں بیڈ سے نیچے جھول رہی تھی

اور خود جا کر لائٹ آف کر کے واپس آئی تب تک رضا ٹھیک سے لیٹ چکا تھا

بلینکٹ کھول کر اپنے اور رضا کے اوپر لیا ابھی وہ اپنے تکیے پر سر رکھتی جب رضا نے کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا

رضا تمہارا زخم فجر نے اٹھنا چاہا لیکن رضا نے اپنی ٹانگیں فجر کی ٹانگوں پر رکھ کر اس کی کوشش ناکام کر دی

رائٹ سائیڈ پر ہے اب چاپ باپ سو جاؤ اگر میں نے جگائے رکھا تمہیں ہی شکایت ہوگی فجر کی کان کی لو کو اپنے دانتوں میں ہلکا سا دبا کر کہا تو اس نے جلدی سے آنکھیں بند کر لی ورنہ اس بندر کا کیا بھروسہ تھا

ہفتہ ہو چلا تھا اس بات کو لیکن شاہ میر دیا سے کوئی بات ہی نہیں کر رہا تھا

سارا سارا دن غائب رہتا اور رات کو دیر سے آتا

یا تو دیا اس وقت سو گئی ہوتی تھی یا شاہ میر آتے ہی کوئی بات کیے بنا سونے کے لیے لیٹ جاتا

شاہ میر کا رویہ عمران صاحب اور ندا بیگم نے بھی نوٹس کیا تھا

لیکن انہیں بھی شاہ میر سے بات کرنے کا کوئی موقع نہیں مل رہا تھا

اب بھی وہ آکر سو گیا تھا جبکہ دیا جاگ رہی تھی لیکن اس سے کوئی بات نہیں کی جانتی تھی کہ اس نے کوئی جواب نہیں دینا

ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب اس کا دل متلایا وہ جلدی سے اٹھ کر واشروم کی طرف بھاگی

دیا کے اس طرح اٹھنے پر شاہ میر بھی اٹھ کر بیٹھ گیا

وہ بھی کہا سویا تھا دیا کے سوالوں سے بچنے کے لیے وہ دیر رات تک باہر رہتا کچھ وہ اس کیس میں بھی الجھا ہوا تھا وہ چاہتا تھا جلد از جلد یہ کیس حل ہو تاکہ اس کا اور دیا کا رشتہ ٹھیک ہو جائے

لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا بات نا کرنا ان کے رشتے کو کتنا کمزور کر دے گا

ایک تو وہ خواب کے بعد بہت ڈر گیا تھا وہ پہلے اپنی ماں کو کھو چکا تھا دیا کو نہیں کھو سکتا تھا یہ لڑکی صرف بیوی نہیں اس کے جینے کی وجہ تھی

جب وہ سارا کچھ ہار بیٹھا تھا اگر زندہ تھا تو دی کے مل جانے کی امید پر ہی

دیا کے کافی دیر باہر نا آنے پر شاہ میر واشروم تک آیا

دیا دروازا کھولو تم ٹھیک تو ہو نا

شاہ میر نے دروازا کھٹکھٹایا لیکن دیا نے کوئی جواب نا دیا تو شاہ میر کو فکر کا حق ہوئی

تم دروازا کھول رہی ہو یا میں توڑ کر اندر آؤ شاہ میر دبی دبی آواز میں چلایا ایک تو اسے کیس کی ٹینشن تھی اور ایک یہ لڑکی اس کی جان لینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی تھی

ابھی شاہ میر دروازا کو دھکا لگاتا کہ دیا دروازا کھول کر باہر نکلی

دیا کی زرد پڑتی رنگت دیکھ کر شاہ میر کی جان لبوں پر آئی دیا کیا ہوا طبعیت خراب تھی تو ابھی شاہ میر دیا کا بازو پکڑتا کہ دیا نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا

اپنی سوجھی ہوئی آنکھوں سے شاہ میر کو دور رہنے کا اشارہ کیا تو شاہ میر نے بے بسی سے اپنے لب کچلے ابھی دیا نے دو قدم ہی لیے تھے جب اسے زور سے چکر آیا اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا محال لگا لیکن پھر بھی قدم آگے بڑھائے تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا

ابھی وہ زمین بوس ہوتی کہ شاہ میر جس کا سارا دیہان دیا کی طرف تھا جلدی سے باہوں میں بھر کر بیڈ پر لا کر لٹایا

شاہ میر نے جلدی سے ڈاکٹر کو کال کی اور ساتھ ہی ندا بیگم کے کمرے کی طرف دوڑ لگائی

جو پہلی ہی دستک پر کھولیا گیا

کیا ہوا شاہ میر انہوں نے حیرت سے شاہ میر کی اڑی آری رنگت دیکھ کر پوچھا

چچی وہ دیا پتا نہیں کیوں بے ہوش ہو گئی ہے آپ دیکھے نا شاہ میر کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ جلدی سے اس کے روم کی طرف بھاگی جب کہ عمران صاحب بھی جلدی سے ان کے پیچھے شاہ میر کو گھورتے ہوئے دیا کے کمرے میں داخل ہوئے

دیا کہ زرد پڑتی رنگت دیکھ کر ان کا دل بھی گھبرا گیا

میں بچی کے لیے دودھ لاتی ہوں ندا بیگم جلدی سے کچن میں گئی اور دودہ گرم کر کے لائی

ہ مـ یر کبھی دیا کے ہاتھ سہلاتا اور کبھی پاؤں

دیکھ لیا اپنا فرمانبردار بیٹے کو دو جمعہ جمعہ چار دن نہیں ہوئے شادی کو اور پھول جیسی بچی کی یہ حالت کر دی

تم ہمیں یہ بتاؤ اگر چھٹی پر ہو کر بھی سارا سارا دن یوں مٹر گشت کرنا تھا تو شادی کرنے کیا ضرورت تھی بچی سارا دن بوکھلائی بوکھلائی پھرتی ہے عمران صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا اس کی اتنی لاپرواہی پر اسے دو لگا دیں

بیٹا یہ دودھ پیو طاقت آئے گی جسم میں ندا بیگم نے دیا کو ہوش میں آتے دیکھ کر کہا

سہارا دے کر اسے بٹھایا تو شاہ میر کی جان میں بھی جان آئی

یہ پیو دودھ انہوں نے دیا کے لبوں سے گلاس لگاتے کہا تو اس نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا

مجھے نہیں ماما پلیز دل نہیں کر رہا دیا نے منمنا کر کہا تو انہوں نے گلاس پیچھے کر لیا ان کو جو حالت سمجھ آرہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ زبردستی کر کے پلائے اور اس کا دل خراب ہو

میں جوس لے آؤ یا کچھ کھانے کو ندا بیگم نے گلاس سائیڈ پر رکھتے کہا تو دیا نے نا میں سر ہلا کر آنکھیں موند لی

لیکن ابھی ندا بیگم یا دیا کچھ سمجھتی شاہ میر نے گلاس اٹھا کر دیا کا منہ اپنے ہاتھ میں دبوچ کر اس کے ہونٹوں سے لگا دیا

دیا نے پیچھے کرنا چاہا لیکن اس نے سختی سے اس کے منہ سے گلاس لگائے رکھا جا کی وجہ سے دودھ چھلک کر اس کے کپڑوں پر بھی گر گیا

عمران صاحب تو اس کی حرکت پر تاؤ کھا کر رہ گئے

جب کہ ندا بیگم ارے ارے کرتی رہ گئی جب دودھ ختم ہو گیا تو اسے سائیڈ پر رکھ دیا جب کہ دیا کھانس کھانس کر اپنی سانس ہموار کر رہی تھی

ابھی عمران صاحب اسے دو لگانے کے لیے آگے بڑھتے کے ملازم کے ساتھ ڈاکٹر اندر آگئ

السلام و علیکم ڈاکٹر نے مشترکہ سلام کیا تو عمران صاحب آر ہلا کر باہر چلے گئے

جبکہ شاہ میر وہی بیڈ پر براجمان ہوگیا

جس پر عمران صاحب نے پلٹ کر اسے سخت نظروں سے گھورا جس پر شاہ میر نے بے شرموں کی طرح انہیں دیکھ کر آنکھ دبائی تو وہ سٹپٹا کر وہاں سے چلے گئے

آپ بھی پلیز باہر جائیں مجھے ان کا مکمل چیک اپ کرنا ہوگا ڈاکٹر نے شاہ میر کی طرف دیکھ کر کہا

کیوں میرا جانا کیوں ضروری ہے میری بیوی ہے میرے سامنے ہی کریں شاہ میر نے سخت لہجے میں کہا تو ڈاکٹر بھی سٹپٹا گئی

شاہ میر بیٹا آؤ باہر انہیں چیک کرنے دو ندا بیگم اسے بازو سے تھام کر زبردستی باہر لے گئی

وہ باہر آیا تو عمران صاحب کو صوفے کی پشت سے سر ٹکائے دیکھا

شاہ میر آکر تھپ سے ان کے ساتھ صوفے پر گرنے کے انداز پر بیٹھا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے

اور سخت نظروں سے اسے گھورنے لگے جس پر شاہ میر نے سر جھٹکا کیوں کہ وہ ابھی مذاق کے موڈ میں بالکل نہیں تھا اسے دیا کی فکر تھی وہ جتنا بھی ان کے سامنے شوخا بنتا وہ بھی جانتے تھے کیسے جان نکلی تھی تو ان کے روم میں بھاگا آیا تھا

ان شاءاللہ خیریت ہوگی انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر حوصلہ دیا تو شاہ میر نے سر ہلانے پر اکتفا کیا

شادی کے دن نئے ہو یا دس سال بعد کے بیوی کو شوہر کی محبت کے ساتھ اس کی توجہ اور فکر کی بھی چاہ ہوتی ہے جب سے وہ آئی ہے تم ہر وقت گھر سے غائب رہے ہو

اسے توجہ اور محبت دو ٹھیک ہو جائے گی

ابھی وہ اسے سمجھا رہے تھے کہ ڈاکٹر دروازا کھول کر باہر آئی

مبارک ہو شی از ایکسپیکٹنگ ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا تو عمران صاحب اور ندا بیگم کے تو خوشی سے دل جھوم اٹھا

ندا بیگم نے شاہ میر کو گلے لگا کر اس کی پیشانی چومی اور ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہو

وہ جو یقین اور بے یقینی کی کیفیت میں کھڑا تھا عمران صاحب کے گلے لگنے سے ہوش میں آیا

نالائق آج خوش کر دیا تم نے وہ فرحت جزبات سے بولے

لیکن ابھی آپ مجھے پھر سے گالیوں سے نوازنے والے ہیں

ابھی وہ اس کی بات کا مطلب سمجھتے جب وہ ایک ہی جست میں اپنے دروازے پر پہنچا رک کر انہیں دیکھ کر آنکھ دبائی اور دروازا ٹھاہ سے بند کر دیا

جب کہ وہ اس کی حرکت پر تلملا کر رہ گئے

آپ غصہ نہ کرے صبح مل لے گے ابھی انہیں ایک دوسرے سے بات کرنے دے ندا بیگم نے اپنے کمرے میں جاتے ہوئے کہا تو وہ اپنی بیگم کو گھور کر رہ گئے جنہیں ہر حال میں وہ نالائق ٹھیک ہی لگتا تھا

شاہ میر روم میں آیا تو دیا کو سامنے دروازے کی طرف پیٹھ کیے کھڑے ہوئے دیکھ کر شدید غصہ آیا

جس کی تھوڑی دیر پہلے طبعیت خراب تھی اب پھر سے اٹھ بیٹھی تھی

شاہ میر نے اپنے غصے پر قابو پا کر قدم دیا کی طرف لیے

پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لے کر اپنی تھوڑی اس کے کندھے پر ٹکائی

اور اپنے دونوں ہاتھ اس کے پیٹ پر رکھے

تھینک یو سو مچ دیا شاہ میر نے محبت اور خوشی سے چور آواز میں سرگوشی کی

مجھے لگ رہا ہے میں آج مکمل ہو گیا ہوں مجھے مکمل کرنے کے لیے شکریہ مائے بے بی گرل دیا کو کندھوں سے تھام کر اس کا رخ اپنی طرف کیا

اور پوری شدت سے اس کی دونوں گالوں پر اپنے لب رکھے

ابھی وہ اپنی شدتوں میں اضافہ کرتا جب دیا نے شاہ میر کو خود سے دور کیا اور خود دو چار قدم پیچھے ہو کر کھڑی ہو گئی

ابھی شاہ میر دیا کی طرف دوبارا بڑھتا کہ دیا کی طرف دیکھ کر اس کا رنگ ایک دم سے فق ہوا

جو چھری اپنے پیٹ پر رکھ چکی تھی

یہ کیا پاگل پن ہے دیا ہٹاؤ چھری پیٹ سے

شاہ میر دبی دبی آواز میں دھاڑا

پہلے تم وعدہ کرو تم میرے بھائی کو کچھ نہیں کہو گے

دیا نے روتے ہوئے سر نا میں ہلا کر کہا

تو اس کی سوئی اسی بات پر اٹکی دیکھ کر شاہ میر کا میٹر شاٹ ہو گیا

تمہاری نظر میں میری اولاد میری چھوڑوں دیا ہمارے پیار کی نشانی ہے یہ اس کی کوئی اہمیت نہیں

اس سب میں اس معصوم کا کیا قصور جو اس دنیا میں بھی نہیں آیا شاہ میر نے بے یقینی سے دیا کو دیکھ کر کہا اسے ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کی بیوی کی نظر میں اس کی یا اس کی اولاد کی کوئی اہمیت نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو بچانے کے لیے اپنے بچے کی جان لینے کی کوشش کر رہی ہے

ہاں نہیں ہے میر میں نہیں رہو گی تو کوئی اور مل جائے گی محبت پھر سے ہو جائے گی اولاد بھی ہو جائے گی لیکن میرا بھائی وہ مجھے دوبارا نہیں ملے گا کیوں نہیں سمجھ رہے تم دیا نے چلاتے ہوئے کہا تو شاہ میر نے زخمی نظروں سے اس کی طرف دیکھا

دیا نے سر جھکا کر چھری کو دیکھا ابھی وہ کچھ کرتی کے شاہ میر ایک ہی جست میں اس تک پہنچا اور چھری ہاتھ سے کھینچ کر دور اچھالی

دیا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے سینے میں بھینچا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ دبوچا

انف از انف دیا شاہ میر شاہ بہت برداشت کر لی میں نے تمہاری منمانیاں تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئے میری اولاد کے بارے میں ایسے کہنے کی

اور مجھے کوئی اور مل جائے گی تم نے سوچ بھی کیسے لیا دیا کہ میں تمہارے بغیر زندہ بھی رہ سکو گا

یہ اولاد اگر مجھے عزیز ہوگی بھی تو اس وجہ سے کہ اسے پیدا کرنے والی دنیا میں لانے والی میری محبوب بیوی ہے شاہ میر دیا کہ چہرے پر غرایا تو دیا کو اپنی جان سچ میں نکلتی محسوس ہوئی دیا ویسے ہی اس کے حصار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی شاہ میر اسے لیے ایسے ہی بیڈ پر آیا اسے آرام سے بٹھایا

ایک دم چپ دیا اب ایک آنسو بھی تمہاری آنکھوں میں نا دیکھو میں شاہ میر نے اس کے پاؤں کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا تو دیا ایک دم سے اس کے سینے سے آلگی

وہ اس سے ناراض تھا لیکن وہ دیا کی طرح اپنے غصے اور ناراضگی میں اسے خود سے دور نہیں جھٹک سکتا تھا اسی لیے اپنا حصار اس کے گرد باندھ کر اس کی پیٹھ سہلانے لگا

جب کہ دیا جب رو رو کر چپ کر گئی تو آہستہ سے اس کا چہرا اپنے سامنے کیا

دیکھو کتنا ظلم کیا ہے تم نے میری جان پر دیا کی آنکھوں کو اپنے انگھوٹھے کے پوروں سے سہلا کر کہا تو دیا نے ایک سسکی کی

اپنے لب باری باری دیا کی دونوں آنکھوں پر رکھ کر پھر اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا

مجھ پر یقین رکھو دیا میں کچھ بھی غلط نہیں ہونے دوں گا اپنی آنکھیں دیا کی آنکھوں میں گاڑھ کر اسے یقین دلانے والے انداز میں کہا تو اس نے بھی سر ہاں میں ہلا یا

تم اب کبھی بھی خود کو نقصان نہیں پہنچاؤ گی وعدہ کرو مجھ سے شاہ میر نے اپنے لبوں سے ہلکے سے دیا کو لبوں کو چھو کر کہا تو اس نے شاہ میر کے کالر کو اپنی مٹھیوں میں دبوچ لیا اور اپنا منہ شاہ میر کی گردن میں چھپا لیا

مجھ پر یقین ہے نا دیا شاہ میر نے پھر سے پوچھا مگر وہ خاموش ہی رہی جس پر شاہ میر نے غصے سے اپنے لب بھنچے

ابھی وہ وہاں سے اٹھتا جب اسے اپنی گردن پر نرم گرم سا لمس محسوس ہوا دیا کے ہونٹوں کو اپنی گردن پر حرکت کرتے محسوس کر کے شاہ میر کو اپنے رگ و پے میں سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا

یہ لڑکی مجھے پاگل کر دے گی شاہ میر نے دل میں سوچا

کیونکہ ایک پل میں وہ اسے غصے سے پاگل کر دیتی اور دوسرے ہی لمحے خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دیتی ابھی بھی شاہ میر کو اپنا دل بے قابو پاتا محسوس ہو رہا تھا

جب اس نے دیا کو باہوں میں بڑھا اور اسے لیے بیڈ پر آیا آرام سے دیا کو بیڈ پر لٹا کر اس نے لائٹ آف کی اور سائیڈ لیمپ ان کر دیا

کمفرٹر کھول کر دیا کے اوپر دینے لگا تو اس نے شرٹ سے کھینچ کر شاہ میر کو اپنے اوپر جھکا لیا جس پر شاہ میر کچھ دیر دیا کی نظروں میں دیکھتا رہا

آہستہ سے جھک کر اپنے لب دیا کے لبوں پر رکھے جس پر دیا نے شاہ میر کی گردن پر حصار باندھ لیا لیکن کچھ ہی پل بعد شاہ میر پیچھے ہٹا

دیا کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑ کر کروٹ بدل کر سونے کی کوشش کرنے لگا

وہ نہیں چاہتا تھا وہ اپنے بے قابو ہوتے جذبات کے آگے بے بس ہو جائے وہ چاہتا تھا دیا کو احساس ہو اپنی غلطی کا وہ ہر بار اپنے غصے میں اسے کتنی تکلیف دے جاتی ہے

شاہ میر کی پیٹھ کی طرف دیکھ کر دیا کی آنکھیں نم ہوئی وہ خود کی کیفیت نہیں سمجھ پا رہی تھی اسے شاہ میر پر یقین تھا لیکن وہ خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی

اسے پتا تھا کہ غلطی اس کی ہے لیکن وہ دل میں شاہ میر کو منانے کا سوچ چکی تھی اسی لیے آگے ہو کر پیچھے سے شاہ میر کے گرد اپنا حصار باندھ دیا

اپنے سینے پر بندھے دیا کے ہاتھ کو دیکھ کر جھک کر ان پر اپنے لب رکھے

کافی دیر وہ ویسے ہی لیٹا رہا جب دیا کی بھاری ہوتی سانسوں کو محسوس کیا تو کروٹ بدل کر اسے اپنے حصار میں لے لیا

بیگم صاحبہ یہ صاحب جی نے بھیجا ہے منہا جو کچن میں کھانا تیار کر رہی تھی ملازمہ کی آواز پر پلٹ کر دیکھا

کیا ہے یہ منہا نے حیرت سے استفسار کیا

بیگم صاحبہ یہ تو ڈرائیور دے کر گیا اس نے بس یہی کہاں کے صاحب جی نے بھیجا ہے آپ کے لیے ملازمہ نے منہا کو پکڑاتے ہوئے کہا تو اس نے سر ہلا دیا

تم یہ کھانا دیکھو میں آتی ہوں ملازمہ کو کہہ کر منہا اپنے روم میں آئی

اور جیسے ہی کھول کر دیکھنا چاہا تو اندر وائٹ اینڈ گولڈن کلر کا بہت پیارا کارڈ تھا

منہا نے جیسے ہی کارڈ کھولا تو بہت پیاری رائٹنگ میں تین حرف لکھیں ہوئے تھے جن کے آگے دل بنایا گیا تھا

For my Life

منہا نے اپنے ہونٹ ان لکھے ہوئے حروف پر رکھ دیے

اب اس کا دیہان گفٹ پر گیا تو اس نے جلدی سے نکالا ابھی وہ کھول کر دیکھتی کہ ماہر کی کال آگئی

منہا نے دھڑکتے دل کے ساتھ کال اٹینڈ کی

کافی دیر دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی

گفٹ دیکھ لیا دونوں کے درمیان کی خاموشی کو ماہر کی گھمبیر آواز نے توڑا تو منہا کا دل بے ساختہ دھڑکا

امم۔جی ابھی کھول ہی رہی تھی منہا نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا تو ماہر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی

میں سامنے تو نہیں ہوں جو ایسے گھبرایا جا رہا ہے ماہر نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکاتے گھمبیر آواز میں کہا تو منہا کا فون تھامے ہاتھ بری طرح سے کپکپایا

نن۔۔نہیں تو ایسا کچھ نہیں اپنی آواز پر قابو پانے کی کوشش کرتے کہا

تو ماہر کا زندگی سے بھرپور قہقہہ سنائی دیا تو منہا کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا

اچھا سنو ماہر نے تھوڑے وقفے بعد کہا تو منہا نے سر ہلا دیا جیسے وہ سامنے بیٹھا ہو یہی تو وہ کرتی تھی اسکی ہر بات کے جواب میں

ماہر نے اس کے نا بولنے پر منہا کی ہر بات کے جواب والی حرکت یاد کی تو نفی میں سر ہلایا

ایسے نہیں منو سامنے نہیں ہوں جو تمہاری آنکھوں اور سر کے اشارے دیکھ سکو ماہر نے اپنی مسکراہٹ چھپا کر سنجیدہ آواز میں کہا

تو منہا خجل سی ہوگئ

جی کہے میں سن رہی ہوں منہا نے فورا سے کہا کہ وہ کتنی بیوقوفوں والی حرکتیں اس کے سامنے کر جاتی تھی

تم سنتی ہی تو ہو لیکن سمجھتی نہیں

تمہیں کیا پتا زندگی میں تمہیں سننے کے لیے کتنا بے قرار ہوں

اور کبھی جو تم بے مقصد بولو تو میں تمہارے لفظوں کو خود میں قید کر لو ماہر نے گھمبیر آواز میں کہا تو منہا کو اپنے جسم میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی

منہا نے بری طرح سے اپنے لب کچل ڈالے وہ اسے کی بے باک باتوں کا کیا جواب دیتی سو خاموشی سے تیز ہوتی دھڑکنوں سے وہ اس کو سن رہی تھی

منہا کی بھاری ہوتی سانسوں کو محسوس کر کے ماہر نے سیٹ کی پشت سے سر ہٹایا اپنی کہنیاں سامنے ٹیبل پر رکھ کر ایک ہاتھ سے ٹیبل پر رکھی منہا کی تصویر کو چھو کر جیسے اسے محسوس کرنا چاہا

منو میں چاہتا ہوں آج پھر تم اس رنگ کو پہن کر میرے لیے سجو جیسے ہماری منگنی پر تم میرے لیے سجی تھی

تب میں جی بھر کر تمہیں اس رنگ میں نہیں دیکھ پایا آج میں چاہتا ہوں تم میری یہ خواہش پوری کر دو کرو گی نا لہجے میں آس لیے پوچھا تو منہا نے جلدی سے فون رکھ دیا

جس پر ماہر نے ضبط سے اپنے جبڑے بھینچ لیے

جبکہ کئی آنسو منہا کی آنکھوں سے بہہ نکلے وہ خود کو اس رنگ کے قابل ہی نہیں سمجھتی تھی اب

شام میں ماہر گھر آیا تو دل میں امید تھی کہ شاید منہا نے وہ فراک پہنی ہو وہ جلد از جلد کمرے میں پہنچ کر منہا کو دیکھنا چاہتا تھا

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا تو منہا سادہ سے کاٹن کے جوڑے میں ملبوس دوپٹہ سر پر لپیٹے نماز پڑھنے میں مصروف تھی

ماہر کی نظر بیڈ پر گئی تو وہ ڈریس ویسے ہی پیک پڑا ہوا تھا شاید اس نے کھولنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی

اپنے لب بری طرح کچلتے کبرڈ سے اپنے کپڑے لے کر واشروم چلا گیا

ناجانے کتنی ہی دیر شاور کے نیچے کھڑے ہو کر خود کے جذبات پر قابو پایا

وہ جیسے ہی فریش ہو کر باہر آیا تو منہا نے روم میں ہی اس کے لیے کھانا لگا دیا تھا

ماہر بنا کوئی بات کیے بیٹھ کر کھانا کھانے لگا اس سب کے دوران اس نے منہا کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا

جب کہ منہا انتظار کر رہی تھی کہ وہ کب شکوہ کرے گا پچھلے دو سال سے یہی تو ہوتا آرہا تھا وہ کچھ نا کچھ بھیجتا یا لاتا تو وہ اسے ویسے ہی رکھ دیتی لیکن گھر آکر وہ اس بارے میں کوئی بات نا کرتا

اور نارمل بیہو کرتا جیسے نا اس نے کوئی فرمائش کی اور نا منہا نے رد کی لیکن آج وہ خاموش تھا کچھ بھی نہیں کہہ رہا تھا نا گلہ نا شکوہ صرف خاموشی ہی تھی اور یہی خاموشی منہا کو اندر سے مار رہی تھی

منہا نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا جو کھانا کھانے میں اس قدر مصروف تھا جیسے اس کے علاؤہ وہاں کوئی نہیں پہلے اس کی نظریں گھر آتے ہی منہا کے گرد ہی گھومتی تھی اور آج اس نے ایک نظر بھی نہیں دیکھا

منہا انہیں خیالوں میں گم تھی جب ماہر کھانا کھا واشروم گیا ہاتھ دھو کر بنا منہا کو دیکھے ٹیرس چلا گیا

ٹیرس کا دروازا کھلنے پر منہا نے اپنے خیالوں سے چونک کر دیکھا تو ماہر وہاں نہیں تھا

خالی برتن اٹھا کر کچن میں لائی ساتھ ماہر کے لیے چائے بنانے کے لیے رکھ دی سوچوں میں ماہر کی ناراضگی تھی وہ تو کبھی اس سے ناراض نہیں ہوا تھا

نا کبھی منہا نے اسے منایا تھا ہمیشہ وہی تو اس کے نکھرے اٹھاتا تھا اور آج وہ ناراض ہوا تو منہا کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے کیسے منائے

چائے کپ میں ڈال کر وہ کمرے میں آئی تو ماہر ابھی بھی ٹیرس پر ہی تھا

ماہر آپ کی چائے منہا نے کپ اس کی طرف بڑھا کر کہا تو ماہر نے سرد نظروں سے اس کی طرف دیکھا بنا کچھ کہے کپ اپنے ہاتھ میں لے لیا

جبکہ منہا تذبذب کا شکار اپنی ہتھیلیاں مسلتی کبھی اس کے ہاتھوں کی طرف دیکھتی اور کبھی ماہر کے چہرے کو جو بالکل سپاٹ تھا

پھر آہستہ سے ماہر کے پیچھے آکر اس کے گرد اپنا حصار باندھ دیا اور سر اس کی پشت سے ٹکا دیا

ماہر نے بنا کوئی تاثر دیے کپ وہی رکھ دیا اب وہ منہا کے بولنے کے انتظار میں تھا

جس نے ہمیشہ بولنے کی بجائے رو کر اپنے آنسوؤں سے ماہر کی شرٹ کو گیلا کرنا ہی بہتر سمجھا

ایک تو وہ پہلے بہت کم بولتی تھی لیکن تب اس کی مسکراتی نظریں اور شرم سے سرخ پڑتے گال سب کچھ کہہ جاتے تھے اور اب اس کے آنسو

ماہر نے گہری سانس بھری اور اپنے سینے پر رکھے اس کے ہاتھوں کو تھام لیا

مجھے وہ رنگ اپنے قابل نہیں لگتا مجھے لگتا ہے وہ رنگ میرے کردار پر لگے داغ کو واضح کردے گا

منہا نے سختی سے ماہر کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے کہا تو ماہر نے افسوس سے سر جھٹکا

آہستہ سے پلٹ کر بنا منہا کو سمجھنے کا موقع دیے اسے اپنی بانہوں میں بھرا اور کمرے میں لاکر صوفے پر بٹھا دیا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گیا

میری بات کان کھول کر سنو منو تم میری بیوی ہو میری عزت اور یہ بات میں تم سے بھی بہتر جانتا ہوں کہ میری بیوی کہ دل میں صرف اور صرف میں ہوں اس کی سوچوں میں دل میں اور ہر آتی جاتی سانس میں صرف ماہر اکرام شاہ ہے

تو پھر بتاؤ مجھے جب میری بیوی میری وفادار ہے مجھ سے محبت کرتی ہے تو اس کا کردار کہا سے خراب ہو گیا

منہا کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں تھام سرد آواز میں کہا تو منہا نے اپنا چہرہ ماہر کے سینے میں چھپا لیا

میری طرف دیکھو منو

منہا کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا کیا تمہیں مجھ سے محبت نہیں کیا تم مجھ سے وفادار نہیں ماہر کے کہنے پر منہا نے روتے ہوئے نا میں سر ہلایا تو ماہر نے جھک کر اس کی آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑا تو پھر کیوں بار بار ایک ہی بات کر کہ مجھے اور خود کو تکلیف دے رہی ہو

ایک عورت کا کردار تب خراب ہوتا ہے جب وہ اپنے شوہر یا باپ بھائی سے بے وفائی کرے اپنے شوہر کے علاؤہ کسی غیر مرد کو سوچے جب تم نے ایسا کچھ نہیں کیا تو پھر کیوں منو

میرے لیے تم کل بھی اتنی پاک اور باکردار تھی اور آج بھی

وہ ایک آزمائش تھی منو رب اپنے خاص بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے

تم جانتی ہو نا کہ وہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا وہ جانتا تھا تم صابر ہو صبر کو لو گی

اور دیکھو تمہارے وجہ سے وہ درندے اپنے انجام کو پہنچ گئے ہیں ورنہ نا جانے وہ کتنی معصوم لڑکیوں کو اپنی حوس کا نشانہ بناتے

آج کے بعد تم نے ایسا کچھ اگر اپنے بارے میں کہا تو میں سمجھو گا تم میرے کردار پر انگلی اٹھا رہی ہو کیونکہ تم اور میں ایک ہی تو ہیں

منہا کو اپنے حصار میں لیے وہ اپنی باتوں سے اس کی تکلیف کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا

آپ کو آج کوئی آفس کا کام نہیں کرنا منہا نے اپنی ناک ماہر کی شرٹ سے صاف کرتے ہوئے کہا تو وہ اس کی حرکت پر مسکرا دیا

کیوں میری بیوی مجھے کمرے سے نکالنا چاہتی ہے اپنی ناک منہا کی ناک سے مس کر کہ کہا تو وہ پل میں سرخ ہوئی

ماہر نے جھک کر نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھوا جس پر منہا سٹپٹا کر اس سے دور ہوئی

نہیں میرا مطلب تھا آپ روز آتے اپنے سٹڈی روم میں گھس جاتے نا اسی لیے منہا نے دور ہونے کی کوشش کرتے کہا جسے ماہر نے ناکام بنا کر اپنے حصار میں لے کر گرفت سخت کر دی

لیکن آج میرا دل نہیں کر رہا ماہر نے اپنا چہرا منہا کی گردن میں چھپاتے ہوئے کہا تو منہا کو لگا جیسے اس کے جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا ہو

ماہر کے لبوں کو اپنی گردن پر جابجا محسوس کر کے منہا خود میں سمٹنے لگی

منہا کی بھاری ہوتی سانسوں کو محسوس کر کہ ماہر نے مخمور ہوتی نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا

میری اتنی سی قربت سے یہ حال ہے اور جس دن میں پوری طرح تم پر اپنے شدتوں سمیت چھا گیا تب کیا بنے گا مسسز منہا کی سانسوں میں سانس لیتے ہوئے کہا تو شرم سے منہا کو اپنی پلکیں اٹھانا محال لگا

افففف میری نازک بیوی چلو سو جاتے ہیں ورنہ تم ایسے شرماؤ گی تو بندے کا ایمان ڈگمگا سکتا ہے منہا کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھایا اور بستر پر آکر اپنی جگہ لیٹ گیا

منہا بھی لائٹ بند کر کے اپنی سائیڈ آکر لیٹ گئی

ابھی اسے لیٹے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب اسے اپنی کمر پر ماہر کی انگلیوں کا لمس محسوس ہوا تو وہ روح تک کانپ گئی

ایک ہی جھٹکے سے منہا کو کمر سے تھام کر اپنی جانب کھینچا اور اسے اپنے حصار میں قید کر لیا

مجھے لگتا ہے مجھے سنگل بیڈ لے لینا چاہیے اسی بہانے تم قریب تو ہوگی منہا کی گردن پر اپنا لمس چھوڑتے ہوئے کہا تو ماہر کی بات پر اس کے ہونٹوں پر بھی شرمگیٔ مسکراہٹ رینگ گئی

منہا ابھی اپنے خیالوں میں گم تھی جب موبائل کی رنگ پر وہ چونکی اردگرد نظر گھمائی تو ماہر کہی نہیں تھا چہرے پر افسردگی چھا گئی کتنے دن ہوگئے تھے اسے گئے ہوئے اور ایک بار بھی اس سے بات نہیں کی

موبائل پر مسلسل آتی کالز پر وہ ٹیبل تک گئی موبائل اٹھا کر دیکھا تو دیا کہ کال تھی

چہرے پر رونق واپس لوٹ آئی دیا کی باتوں سے اس کے وجود سے اسے ماہر کے ہونے کا احساس ہوتا تھا

السلام و علیکم کیسی ہو دیا شاہ میر کیسا ہے منہا نے ایک ہی سانس میں پوچھ ڈالا تو دیا اس کے انداز پر۔ مسکرا دی

وعلیکم السلام میں ٹھیک ہوں اور میر بھی شاہ میر کے ذکر پر اس کی آواز خود بی خود دھیمی ہوگئی

آنٹی کیسی ہے تمہارے پاس ہے یا گھر چلی گئی

نہیں وہ یہی ہے میرے پاس ہی مجھے تو کہہ رہی تھی ماہر جب آئے گا تب پھر سے چلے جائے گے اس سے پہلے تمہارے پاس سے ہو آتے انکل آنٹی بھی کیا سوچ رہے ہوگے

لیکن تم نے منع کر دیا منہا نے آخر پر منہ بنا کر کہا تو دیا کو ہنسی آئی

کل تم آنٹی کے ساتھ آجانا پھر میں بھی تم لوگوں کے ساتھ آجاؤ گی دیا نے کہا تو منہا کو حیرت ہوئی

اگر تم نے آنا ہی ہے تو شاہ میر کے ساتھ آجاؤ نا انکل آنٹی کو بھی ساتھ لیتے آنا انہیں اسلام آباد دکھائے گے منہا نے ایکسائیٹیڈ ہوتے ہوئے کہا تو دیا نے اپنے لب بھینچ لیے

نہیں صرف میں آؤ گی شاہ میر تو واپس ڈیوٹی پر جا رہا ہے نا دیا نے بہانا بناتے ہوئے کہا تو منہا نے بھی سمجھ کر سر ہلا دیا

ٹھیک ہے ہم آجائیں گے کل

آنٹی پاس ہیں تو بات کروادوں ان سے بھی

ہاں مما اپنے روم میں ہیں میں کر واتی ہوں

مما یہ دیا سے بات کر لے منہا نے ان کے روم میں آتے ہوئے کہا تو انہوں نے مسکرا کر فون اس کے ہاتھ سے لے لیا

السلام و علیکم آنٹی

وعلیکم السلام کیسی ہو بیٹا گھر میں سب کیسے ہیں

سب ٹھیک ہیں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے لیکن منہا کے سامنے نہیں دیا نے کہا تو انہوں نے منہا کی طرف دیکھا جو ان کی طرف ہی دیکھ رہی تھی

ہاں الحمدللہ سب ٹھیک انہوں نے مسکرا کر دیا سے کہا منہا میرے لیے چائے لا دو سر میں درد ہو رہا ہے دیا سے بات کرتے انہوں نے بہانے سے منہا سے کہا تو وہ سر ہلا کر چلی گئی

کیا کہنا تھا بیٹا انہوں نے فکرمندی سے استفسار کیا تو دیا نے ان سے ماہر اور شاہ میر کے بارے میں سب بتا دیا

اب تم کیا چاہتی بیٹا وہ بتاؤ

ٹھیک ہے ہم کل آجائیں گے دیا کے جواب پر انہوں نے کال کاٹ دی اور گہری سوچ میں مبتلا ہو گئی

منہا اور اس کی ماما دوپہر تک دیا کو لینے آگئے تھے

منہا کا کہنا تھا جب تک ماہر گھر نہیں آجاتا وہ دیا کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہے جس پر انہوں نے کھلے دل سے اجازت دے دی تھی

دیا نے منہا کی ماما کو اشارے سے اپنے ساتھ روم میں آنے کا کہا تو انہوں نے اٹھنے سے پہلے کسی کو میسج ٹائپ کر کے سینڈ کیا اور پھر وہ اس کے پیچھے اس کے روم میں آگئی

تم نے اسے بتایا کہ کہا جا رہی ہو تم

نہیں ضروری نہیں سمجھا میں نے

بات تمہارے ضروری سمجھنے کی نہیں اس کی اجازت کی ہے

کس اجازت کی بات کر رہی ہے آپ

یہ بات تم بہتر جانتی ہو

جانتی تو آپ بھی ہیں تو پھر کیوں تماشا دیکھنا چاہتی ہیں

وہ محبت کرتا ہے کیا کیا نہیں دیکھا بچے نے تم نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اب پھر جا رہی ہو اس پر نہیں تو خود پر رحم کر لو

رضیہ بیگم سے دیا کی کافی اچھی دوستی ہوگئی تھی ان سے فون پر ہی رابطہ ہوتا تھا لیکن وہ ان سے اب شئیر کرتی تھی وہ صرف منہا کی ہی نہیں دیا کی بھی ماں بن چکی تھی

خود پر اور اس پر رحم کر رہی ہوں تو جا رہی ہوں

گئی تو پہلے بھی ہو لیکن قسمت ہمیشہ اسی کے پاس لے آئی ہے نہ اس بار بھی ایسا ہوا تو مجھے ڈر ہے کہی اس کا ضبط جواب نہ دے جائیں اور جس چیز پر انسان صبر کر لیتا ہے نہ وہ سامنے بھی ہو تو نظر میں نہیں ہوتی

اور تم دونوں لڑکیاں انتہا کی بیوقوف ہو اور تم دونوں سے زیادہ بیوقوف وہ ہیں جو تم لوگوں کی یہ حرکتیں برداشت کر لیتے ہیں چپ چاپ

میں یہاں آئی ہوں تو تمہیں سمجھانے لے کر تب ہی جاؤ گی جب تمہارا یہ شوہر اجازت دے گا انہوں نے دروازے پر کھڑے شاہ میر کو دیکھا جو سرخ ہوتی آنکھوں سے دیا کو گھور رہا تھا

ان کی بات پر دیا نے حیرت سے پلٹ کر دیکھا

شاہ میر دو دن پہلے گھر سے گیا تھا اور جاتے وقت دیا سے کہا تھا کہ وہ ایک ہفتے تک اجائے گا لیکن اسے نہیں پتا تھا وہ ایسے اچانک سے آجائے گا

اپنے سامنے شاہ میر کو دیکھ کر دیا کا رنگ ایک دم سے فق ہوا

جب کہ رضیہ بیگم کمرے سے باہر چلی گئی

دیا نے جلدی سے اپنا رخ کبرڈ کی طرف کیا

جب شاہ میر اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا تو دیا کو اس کی گرم سانسوں سے اپنی گردن کی جلد جھلستی محسوس ہوئی

دیا نے جلدی سے وہاں سے ہٹنا چاہا جب شاہ میر نے کلائی سے پکڑ کر روکا

کیا تم پھر مجھے چھوڑ دو گی لہجے میں بے بسی اور دکھ شامل تھا

وہ کچھ دیر اس کی طرف دیکھتی رہی اور پھر آہستہ سے دو قدم چل کر اس کے بالکل قریب آکر اس کے دونوں ہاتھ تھام کے باقی کا بھی فاصلہ ختم کرکے اس کی پیشانی سے اپنی پیشانی لگا کر ایک لمبی سانس کھینچ کر اس کی خوشبو کو محسوس کیا

تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے اپنا ایک ہاتھ اس کے بائیں گال پر رکھا شاہ میر نے سکون سے اپنی آنکھیں بند کر لی جب کہ وہ کہہ رہی تھی تمہیں پتا ہے کی تم میرا عشق ہو تم ہوتے ہو تو مجھے لگتا ہے کہ زندگی ہے لیکن کچھ چیزیں اور لوگ ہمیشہ ادھورے ہی رہ جاتے ہیں ان کے نصیب میں مکمل ہونا نہیں لکھا ہوتا اور شاید کچھ رشتے بھی مجھے معاف کر دینا

اور میں نے کبھی تمہیں پہلے نہیں چھوڑا میر وہ بس ایک غلط فہمی تھی جو ہمارے ملنے پر دور ہوگئی

دیا کی بات پر شاہ میر تلخی سے مسکرایا

میں عشق تو ہوں لیکن یقین نہیں شاہ میر نے تلخ لہجے میں کہا اور دو قدم پیچھے ہو کر کھڑا ہوگیا

تمہیں اپنے بھائی سے محبت ہے وہ عزیز ہے میں جانتا ہوں لیکن تمہیں مجھ پر یقین نہیں یہ بات مجھے جیتے جی مارنے کے لیے کافی شاہ میر کی بات پر دیا نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا

ایسا کچھ نہیں میر دیا جلدی سے اس کی طرف بڑھی تو شاہ میر نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا

تم مجھ سے عشق نا کرتی دیا بس یقین کر لیتی تو تمہارا یقین ہی مجھے سرشار کر دیتا

تم سے بس یہی کہو گا دو ہفتوں تک ویٹ کر لو پھر اگر تم نے جانا ہوا تو میں خود چھوڑ آؤ گا

اور پھر وہ کمرے سے نکلتا چلا گیا

منہا اور رضیہ بیگم کو دیا نے کافی روکنے کی کوشش کی لیکن وہ یہ کہہ کر ٹال گئی جب ماہر آئے گا تب آئیں گی

مجھے تو اس لڑکے کی سمجھ نہیں آتی یا تو وہ اس یونٹ دو تین مہینوں کے لیے چلا جائے تاکہ دس دن سکون سے چھٹی آئے

یہ دو دن آتا ہے پھر دس دن غائب ہو جاتا ہے اور ان دو دنوں میں بھی سارا دن گھر سے غائب رہتا ہے عمران صاحب اپنا غصہ دباتے ہوئے ندا بیگم سے بولے

آج آتا ہے تو میں بات کرتی ہوں اس سے انہوں نے جواب دیا تو وہ سر ہلا گئے

صاحب جی باہر کوئی فارس بابو آئے ہیں کہہ رہے چھوٹی بی بی جی کہ کزن ہیں ملازمہ نے آکر ندا بیگم سے کہا تو وہ اپنی جگہ سے جلدی سے اٹھی

باہر کیوں کھڑا کیا ہے اندر بلا کر لاؤ

میں دیا کو بلاتی ہوں وہ دیا کے کمرے کی طرف بڑھی

تم نے بتایا ہی نہیں آنے کا دیا ندا بیگم کے بلانے پر ان کے ساتھ ہی ڈرائینگ روم میں آئی تو فارس کو دیکھ کر کہا

جو آتے ہی عمران صاحب سے گپے ہانکنے لگ گیا تھا

کیونکہ میں بے وفاؤں سے بات نہیں کرتا فارس نے منہ بناتے کہا تو دیا کو ہنسی آگئی

کیوں انکل ٹھیک کہا نا فارس نے عمران صاحب سے تائید لینا چاہی جیسے ان سے بہت یارانہ رہا ہو اس کا

فارس کی بات پر انہوں نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا

بیٹا مجھے لگتا ہے تمہاری کزن پر اس کے شوہر کا اثر ہوگیا ہے وہ بھی گدھا بڑا بے وفا ہے انہوں نے بھی دیا کو تنگ کرتے ہوئے کہا تو ندا بیگم بھی قہقہہ لگا کر ہنس پڑی

تم لوگ باتیں کروں میں کھانا لگواتی ہوں ندا بیگم نے اٹھتے ہوئے کہا

میں بھی ساتھ آتی ہوں ماما دیا نے بھی ان کی تقلید میں اٹھتے ہوئے کہا نہیں کوئی ضرورت نہیں تم یہی بیٹھو پہلے طبعیت ٹھیک نہیں

وہ اسے ٹوک کر خود کچن میں چلی گئی تو وہ تینوں باتوں میں مصروف ہو گئے

تمہارے آنے سے کچھ دیر پہلے ہی منہا اور آنٹی گئے تھے تم نے آنا تھا تو بتا دیتے تو وہ بھی تمہارے ساتھ آجاتی

نہیں میں تو کافی دن سے بزنس کے سلسلے میں آیا تھا آج فری ہوا تو سوچا تمہاری طرف چکر لگا لوں فارس نے عمران صاحب اور دیا کی طرف دیکھ کر تفصیلی جواب دیا

تو دیا نے سر ہلا دیا

اچھا کیا بیٹا تم آگئے آئندہ بھی اگر چکر لگے تو تو ضرور ہمارے پاس بھی آیا کرنا اپنا ہی گھر سمجھو

عمران صاحب نے اپنائیت سے کہا

آجاؤ بچوں کھانا لگ گیا ہے ندا بیگم کے بلانے پر وہ سب ڈائینگ ٹیبل پر آگئے

ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مزاق کرتے وہ کھانا کھانے میں مصروف تھے تبھی شاہ میر بھی گھر داخل ہوا

اپنے سامنے فارس کو دیا کی ساتھ والی چئیر پر بیٹھا دیکھ غصے سے رگیں تن گئ

اس کی اپنی گھر موجودگی اسے گوارا نہیں تھی کہا وہ دیا کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا

عمران صاحب کی اس پر نظر گئی تو انھوں نے آنکھیں گھما کر اسے ایسے نظر انداز کیا جیسے وہ وہاں ہو ہی نا

تن فن کرتا وہ دیا کہ سر پر جا کر کھڑا ہوگیا تو ندا بیگم اور دیا نے چونک کر اسے دیکھا

جو لال بھبھوکا چہرا لیے فارس کو گھورنے میں مصروف تھا

جبکہ فارس اور عمران صاحب اپنی باتوں میں ایسے مصروف تھے جیسے ان کے علاؤہ وہاں کوئی بھی نہیں

شاہ میر نے ایک ہی جھٹکے میں دیا کو بازو سے کھینچ کر کرسی سے اٹھایا تو وہ شاہ میر کے ایسے کھینچنے پر اس کے سینے سے آلگی

دیا کو سب کے سامنے شاہ میر کے ایسے رد عمل کی امید نہیں تھی

اب وہ کانپتے دل کے ساتھ شاہ میر کو دیکھ رہی تھی

کیا اب وہ اسے سب کے سامنے ڈانٹے گا اسے پتا تھا وہ فارس کو پہلے دن سے پسند نہیں کرتا

کیا اپنی ناپسندیدگی کی وجہ سے وہ اسے سب کے سامنے ذلیل کر دے گا

جبکہ شاہ میر نے دیا کے چہرے پر ڈر محسوس کرکہ اسے ایک پل کو شرمندگی محسوس ہوئی

تو بنا کسی کی پرواہ کیے جھک کر اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا تو دیا اس کے اس عمل پر سٹپٹا کر ایک دم سے سے پیچھے ہونا چاہا

تو شاہ میر نے اس کی کمر میں بازو حائل کرکہ اپنے سینے سے لگا لیا

جبکہ اس عمل پر عمران صاحب خونخوار نظروں سے اسے گھور رہے تھے

سلام کرو دیا کا کزن ہے یہ عمران صاحب نے دبے دبے غصے میں شاہ میر سے کہا تو اس نے ان سے زیادہ خونخوار نظروں سے فارس کو دیکھا

آؤ اچھا سالا جی آئیں ہیں السلام و علیکم سالا جی شاہ میر نے دانت پیس کر فارس سے کہا تو

اس نے چونک کر ایسے دیکھا جیسے اسے شاہ میر کے آنے کا پتا ہی نا چلا ہو

جبکہ شاہ میر کے سالا کہنے پر اس نے دل میں اسے دو سو گالیوں سے نوازا

وعلیکم السلام فارس نے بھی دانت پیستے جواب دیا

جبکہ دیا مسلسل خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی جس پر شاہ میر کی گرفت اس کی کمر پر مضبوط سے مضبوط ہوتی گئی

دیا کو شاہ میر کی انگلیاں اپنی جلد میں دھنستی محسوس ہو رہی تھی

بے بی گرل بتایا اپنے بھائی کو کہ یہ ماموں بننے والا ہے شاہ میر نے آنکھوں میں دنیا جہان کی محبت سمیٹ کر کہا تو دیا نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا

عمران صاحب کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ ان کا بھتیجا اس وقت جل بھن رہا ہے تو انہوں نے تاسف سے سر جھٹکا

تمہارے آنے سے پہلے کافی تفصیل سے ہماری باتیں ہوگئی ہیں لیکن تمہیں کافی دیر ہوگئی انہوں نے بھی جلتی پر تیل ڈالنے کا کام کیا

تو شاہ میر نے اپنی انگلیوں پر اتنا دباؤ بڑھایا تو دیا نے بامشکل پانی چیخ روکی

چچی میں اپنی بیگم کے ساتھ لانگ ڈرائیو پہ جا رہا ہوں واپسی تھوڑی لیٹ ہوگی شاہ میر نے ندا بیگم کو دیکھ کر کہا

ہاں بیٹا اور دیا کو کچھ راستے میں کھلا بھی دینا یہ کھانا دیکھ کر اس کی طبیعت خراب ہو رہی تھی کچھ کھایا ہی نہیں

ندا بیگم کی بات پر شاہ میر نے سر ہلایا اور دیا کو ایسے ہی اپنی گرفت میں لیے باہر کی جانب قدم بڑھائے

دیا کو گاڑی میں آرام سے بٹھا کر وہ اپنی سائیڈ پر آیا جبکہ دیا کو امید تھی کہ ہ ہمیشہ کی طرح اسے پٹکنے کے انداز میں بٹھائے گا لیکن اس کی ناراضگی میں بھی اپنی فکر کرتے دیکھ کر لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

جبکہ اب شاہ میر تم فن کرتا اپنا سائیڈ پر آیا اور زن سے گاڑی وہاں سے نکالتا چلا گیا

جبکہ غصہ ضبط کرنے کہ چکر میں چہرا سرخ ہوئے جا رہا تھا

دیا نے اپنے خشک ہوتے ہونٹ تر کر کہ اس کی جانب دیکھا

مجھے لگا تم مجھے ڈانٹوں گے

دیا کہ بات پر شاہ میر نے ایک ہی جھٹکے میں گاڑی روکی اور تن فن کرتا اس کی سائیڈ آکر اسے بازو سے پکڑ کر باہر نکال کر دروازا اتنی زور سے بند کیا کہ دیا کو اپنے کان کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے

شاہ میر نے دیا کو گاڑی کے دروازے سے پن کر کے اس کے دونوں اطراف میں اپنے ہاتھ رکھ دیے

مجھے ہر اس شخص سے پروبلم ہے جو تمہارے قریب آنے تم سے باتیں کرنے کی کوشش کرے گا

یہ حق صرف اور صرف میرا ہے اور اپنا حق میں کسی کو نہیں دیتا

لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ میں بلا وجہ کسی تھرڈ پرسن کی وجہ سے اپنی بیوی کو کسی کے بھی سامنے ذلیل کر دوں شاہ میر نے سرد آواز میں کہا تو دیا کو اپنا رویہ یاد کر کہ شرمندگی محسوس ہوئی

آنکھیں پل میں نم ہوئی تو شاہ میر نے تاسف سے اس کی طرف دیکھا اور پھر ہمیشہ کی طرح دیا کو سمجھنے کا موقع دیا بغیر اس کے ہونٹوں پر جھک آیا

اپنی سانسوں کو دیا کہ سانسوں میں الجھا کر ہمیشہ کی طرح اسے بے بس کر دیا

شاہ میر کی بڑھتی شدت پر دیا نے پیٹھ سے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ لیا دیا کے عمل پر شاہ میر نے اسے شدت سے اپنے سینے میں بھینچ لیا

دیا کہ قربت میں ہمیشہ کی طرح وہ ساری دنیا بھول جاتا تھا جیسے اب وہ یہ تک بھول چکا تھا وہ صبح سے اس سے بہت ناراض تھا دیا نے اسے کتنی تکلیف پہنچائی اگر کچھ یاد ہوتا تھا تو وہ اس کا بے پناہ عشق جو اس کے سر چڑھ کر بولتا تھا

جو اس کی ناراضگی اور ہر تکلیف سے بڑھ کر تھا

اپنی شرٹ پر کھچاؤ محسوس کر کے اپنے لب آہستہ سے دیا کے لبوں سے جدا کیے جس پر اس نے ہانپتے ہوئے اپنے سر شاہ میر کے سینے سے ٹکا دیا

دیا کو گہرے سانس بھرتے دیکھ کر شاہ میر نے اس کی پیٹھ سہلائی جبکہ ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ تھی

دیا نے ایک دم سے شاہ میر کو پیچھے کر کہ اس کہ سینے پر مکہ برسانہ شروع کر دیے

تم میر تمہیں ذرا میری طبیعت کا احساس نہیں دیا نے روہانسی آواز میں کہا تو شاہ میر نے ہنستے ہوئے اس کے ہاتھ تھام کر گاڑی سے لگا دیے

جیسے تمہیں میرے دل کا احساس نہیں کہ کتنا تڑپا ہے اتنے دن سے تمہاری قربت کے لیے دیا کی گردن میں منہ چھپا کر اس کی خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے کہا تو دیا گردن تک سرخ پر گئی

جبکہ شاہ میر بے خود ہوتا دیا کی گردن پر جا بجا اپنے جنون کی داستان رقم کرنے لگا

مم۔میر ہم روڈ پر ہیں دیا نے شاہ میر کی بڑھتی بے باکیوں پر ممنا کر کہا تو شاہ میر نے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں اٹھا کر دیا کی آنکھوں میں دیکھا

آج تو فرار نا ممکن ہے بے بی گرل بیٹ اس سے پہلے میرے اس بے بی کی بھوک کا انتظام کرتے ہیں دیا کے پیٹ کو ہلکے سے اپنے ہونٹوں سے چھو کر کہا تو دیا کو شرم سے اپنا سر اٹھانا محال لگا

جبکہ شاہ میر نے مسکراتے ہوئے اسے گاڑی میں بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا اور دیا کہ طرف دیکھا جو اپنے لب کچلتی باہر دیکھ رہی تھی

شاہ میر نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما اور گاڑی سٹارٹ کر دی

صاحب جی وہ بیگم صاحبہ کی صبح سے طبیعت خراب ہے ابھی بھی وہ کمرے میں رو رہی ہیں میں نے ڈاکٹر کو بلانے کا کہا لیکن وہ مانی نہیں رضا کو ملازمہ نے بتایا جو ابھی گھر آیا تھا

کیا مطلب طبعیت خراب تھی اور ڈاکٹر کو نہیں بلایا فوراً سے ڈاکٹر کو کال کر کے بلائیں اور کچھ کھایا ہے فجر نے

نہیں صاحب جی میں نے ابھی ملازمہ بات پوری کرتی کہ رضا سخت لہجے میں بولا حد کرتی ہیں آپ صبح سے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ڈاکٹر کو نہیں بلایا تو کھانا تو کھلا سکتی تھی آپ رضا نے ملازمہ کی بات کاٹ کر جھنجھلا کر کہا

اسے خود پر جی بھر کر غصہ آیا لیکن وہ خود بھی مجبور تھا جانتا تھا اسے ٹائم نہیں دے پاتا لیکن یہ مشن بہت امپورٹنٹ تھا

اب بس دو دن رہ گئے تھے پھر ان کا یہ مشن ختم ہو جانا تھا فجر کی ناراضگی اور اس کی فکر تھی لیکن اپنے فرض سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو گھپ اندھیرے میں فجر کی سسکیاں سنائی دی تو رضا کو لگا کسی نے اس کا دل مٹھی میں بند کر دیا ہو فوراً سے ساری لائٹس اون کی اور نظر فجر کی تلاش میں دوڑائی

جو اسے واشروم کے باہر منی کاؤچ رکھے اسے پر اوندھے منہ لیٹی نظر آئی تو رضا کی جان لبوں پر آگئی

ایک ہی جست میں اس کے پاس پہنچ کر اسے اپنی بانہوں میں بھر کر بیڈ پر لایا رضا کے اٹھانے پر فجر کی سسکیوں میں اضافہ ہو گیا

فجر میری چڑیا کیا ہوا درد ہو رہا ہے کیا اپنے ہاتھوں سے اس کے بال چہرے سے پیچھے کرتے ہوئے پوچھا

آنکھوں کے پپوٹے رو رو کر سوجھ چکے تھے چہرہ درد برداشت کرنے یا رو رو کر سرخ ہوا پڑا تھا جیسے ابھی خون چھلک پڑے گا

فجر کی ایسی حالت دیکھ کر رضا کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا

رضا کے ہاتھوں کو اپنے چہرے سے ہٹا کر تکیے میں میں چھپا کر سسکنا شروع کر دیا تو رضا نے بے بسی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا

تت۔۔تم وو۔ہی۔۔جج۔جا ۔۔ؤ۔۔ جج۔۔ہاں۔۔ رات۔۔سس۔سے تھ۔۔ے سسکیوں میں بامشکل اپنی بات پوری کرتے ہوئے کہا تو رضا نے ایک ہی جھٹکے میں فجر کو سیدھے کرکہ اپنے سینے میں بھینچ لیا

ایم سوری میری جان ایم رئیلی سوری آئندہ ایسا نہیں ہوگا میں کبھی اپنی چڑیا کو ایسے نہیں چھوڑ کر جاؤ گا فجر کو مسلسل خود میں بھینچتے ہوئے کہا تو فجر نے رضا کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ لیا

جبکہ رضا نے آہستہ آہستہ پیٹھ سہلا کر اسے نارمل کرنا چاہا جب رضا کو لگا اب وہ پہلے سے بہتر ہے تو آرام سے اپنے سامنے کیا

سوجھی ہوئی آنکھوں کو اپنے لبوں سے چھوا کیا ہوا ہے فجر کہاں درد ہے مجھے بتاؤ دیکھو تمہیں اس حالت میں دیکھ کر مجھے تکلیف ہو رہی ہے فجر کا چہرا اپنے ہاتھوں میں بھر کر اس کی سوجھی ہوئی آنکھوں کو اپنے انگوٹھے کے پوروں سے سہلاتے ہوئے فکر مندی سے استفسار کیا

تو فجر نے رضا کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹا کر اپنا سر اس کے سینے میں چھپا لیا

مجھے رات سے بہت وومٹ ہو رہی ہے رضا میں تھک گئی تھی واشروم جا جا کر اسی لیے میں کاؤچ واشروم کے پاس کھینچ لیا رضا کی شرٹ پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا تو رضا نے اپنے لب ہولے سے اس کے بالوں سے مس کیے

تو ڈاکٹر کو کیوں نہیں بلانے دیا رضا نے خفگی سے کہا تو فجر نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا

مجھے ڈاکٹر کو نہیں بتانا آتا نا وہ پہلے میں کبھی بیمار نہیں ہوئی اگر ہوتی بھی تھی تو مما ہی بتاتی تھی مجھے کیا پرابلم ہے مجھے شرم آتی ہے اپنی ناک رضا کی شرٹ سے صاف کرتے ہوئے کہا تو رضا اس کے ریزن پر دل میں عش عش کر اٹھا

مطلب ڈاکٹر کو بتاتے ہوئے شرم آتی ہے خود کی چاہے جان چلی جائے رضا نے اپنی عقل مند بیوی کی باتوں پر افسوس سے سر ہلایا

تمہاری شرم کے چکر میں میرا چاہے نقصان ہوجاتا رضا نے فجر کا چہرا سامنے کرتے ہوئے کہا تو اس نے منہ پھیر لیا

اتنی نقصان کی فکر ہوتی ہے تو ہر روز رات کو کیوں چھوڑ کر چلے جاتے ہو فجر نے منہ بنا کر کہا تو رضا کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

تو میری چڑیا کو کیا پرابلم ہے رات کا ادھورا چھوڑا کام صبح آکر پورا تو کرتا ہوں نا رضا کہ زومعنی بات پر فجر نے سٹپٹا کر اس کی طرف دیکھا جو اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا

فجر نے نظریں پھیرنی چاہی تو رضا نے گرفت مضبوط کر دی جس سے فجر اپنے چہرے کو حرکت نہیں دے سکے جس پر اس نے اپنی نظریں جھکا دی

میرا تو ارادہ تھا گھر جا کر اپنی ساری تھکن اپنی چڑیا پر اتار دوں اور پھر اسے اپنی بانہوں میں بھر کر اس کی قربت میں میٹھی نیند سو جاؤں رضا نے جھک کر فجر کے کان میں سرگوشی کی تو اسے اپنے جسم میں سنسناہٹ محسوس ہوئی دل اتنی زور سے دھڑکنا شروع ہوا کہ فجر کو لگا کہ رضا باآسانی اس کی دھڑکنوں کے شور کو سن سکتا ہے

ابھی رضا جھک کر کوئی گستاخی کرتا کہ کمرے کا دروازا ناک ہوا تو رضا نے ایک نظر فجر کے چہرے کو دیکھا جو آنکھیں بند کیے کانپنے میں مصروف تھی ہستے ہوئے اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑ کر دروازے تک گیا اور دروازا کھولا تو سامنے ڈاکٹر تھی

ڈاکٹر کو اندر آنے کا راستہ دیا تو وہ مشترکہ سلام کر کے اندر داخل ہوئی

آپ باہر چلے جائیں مجھے اکیلے میں ان کا چیک اپ کرنا ہوگا ڈاکٹر نے پلٹ کر کہا تو

رضا نے ہونٹ دبا کر مسکراہٹ روکی اور سنجیدہ آواز میں گویا ہوا

لیکن ڈاکٹر میری بیوی کو اپنی پرابلم بتاتے ہوئے شرم آتی ہے میں چلا گیا تو کون بتائے گا فجر کو نظروں کے حصار میں رکھ کر کہا تو فجر کان کی لو تک سرخ پڑ گئی

اور بامشکل نظریں اٹھا کر رضا کو گھورنے کی کوشش کی

میں جاتا ہوں لیکن مسئلہ بتا دوں میری بیگم کو رات سے وومٹ ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے کاؤچ واشروم کے پاس سیٹ کر لیا کیونکہ یہ تھک گئی تھی باقی آپ خود دیکھ لیں رضا مسکراتے ہوئے کمرے کا دروازا بند کر گیا جبکہ فجر نے دانت پیس کر اس کی پشت کو دیکھا

وہ بے چینی سے ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا کتنی دیر ہوگئی تھی دو بار تو دروازا بھی ناک کر چکا تھا جس پر ڈاکٹر نے ویٹ کرنے کو کہا تھا

ایک تو نیند سے برا حال تھا پھر فجر کی فکر ابھی تو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ کب پھر جانا پڑ جائے اسی لیے وہ یہ وقت فجر کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا

ابھی وہ دوبارا سے پھر دستک دیتا کہ ڈاکٹر مسکراتی ہوئی دروازا کھول کر باہر آئی تو رضا جلدی سے ان کی طرف لپکا

سب ٹھیک تو ہے نا ڈاکٹر طبعیت زیادہ تو خراب نہیں ہوئی رضا نے ایک ہی سانس میں فکر میں استفسار کیا تو ڈاکٹر مسکرا جی

جی ایوری تھنگ از او کے

آپ کے لیے خوشخبری ہے یور وائف از پریگننٹ ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا تو رضا کا حیرت سے منہ کھل گیا اور آنکھیں پھاڑے ڈاکٹر کو دیکھنے لگا جو اب اپنا بیگ لے کر باہر کی جانب چلی گئی

جبکہ رضا ابھی بھی وہی بے یقینی کی کیفیت میں کھڑا ہوا تھا ایک دم سے ہوش میں آکر کمرے کی طرف دوڑ لگائی

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو فجر نے شرما کر اپنا چہرہ بلینکٹ میں چھپا لیا جس پر رضا کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی دروازا لاک کر کہ جیسا ہی مڑا تو کسی نے دروازے ناک کیا تو رضا کو جی بھر کر کوفت ہوئی

کیا مصیبت ہے کھا جانے والے انداز میں دروازا کھول کر بولا تو سامنے ملازمہ ہاتھ میں سوپ لیے کھڑی تھی اپنے لہجے پر افسوس ہوا تو معذرت کر کے سوپ پکڑ کر دروازا بند کیا

یہ سوپ رکھ کر جا رہا ہوں میرے فریش ہونے تک جتنا شرمانا ہے شرما لو اپنے لب دانتوں میں دبا کر فجر سے کہا جو خود کو مکمل طور پر بلینکٹ میں چھپا چکی تھی

رضا مسکراتے ہوئے اپنے کپڑے لے کر واشروم میں چلا گیا تو فجر نے جلدی سے بلینکٹ اتار کر سوپ پیا اور پھر اس میں گھس گئی

وہ جیسے ہی باہر آیا تو نظر فجر پر گئی جو اب بھی ویسے ہی لیٹی ہوئی تھی

اپنے بیگ کے پاس جاکر اس میں سے ایک کالے رنگ کی گھٹلی نکالی

لائٹ اوف کر کے فجر کے پاس بستر پر نیم دراز ہو گیا سائیڈ لیمپ اون کر کہ اس گھٹلی کو کھولا جس میں ایک بہت پیارا بٹرفلائے شیپ میں ڈائمنڈ کا پینڈیٹ تھا جس پر لائٹ گرین کلر کے نگ لگے ہوئے تھے

رضا نے ہاتھ بڑھا کر بلینکٹ اٹھانا چاہا لیکن فجر بلینکٹ کو چاروں اطراف سے خود کے نیچے کیے ہوئے تھی رضا نے گھور کر فجر کو دیکھا

اور پھر ایک ہاتھ اوپر سے گزار کر بیڈ کے دوسری طرف رکھا تاکہ فجر گرے نا اور اپنی طرف سے بلینکٹ کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر کھینچا تو بلینکٹ ایک طرف سے نکل گیا تو رضا ایک دم سے اس میں گھس گیا جس پر فجر نے ہڑبڑا کر باہر نکلنا چاہا لیکن رضا نے اسے اپنے بازؤں میں دبوچ لیا

فجر کی مزاحمت کو نظر انداز کر کہ اس کے گلے میں پینڈیٹ پہنا دیا یہ جب میں کشمیر گیا تھا ایک مشن کے لیے وہاں کے سردار نے مجھے اور شاہ میر کو یہ گفٹ دیا تھا بٹر فلائی کو دیکھ کر مجھے میری چڑیا یاد آئی تب سے تمہارے لیے سنبھال کر رکھا تھا لیکن تمہیں دینے کا ٹائم ہی نہیں مل سکا

لیکن مجھے لگتا ہے اس سے بہتر کوئی دن نہیں ہو سکتا مجھے اتنی بڑی خوشی دینے کے لیے شکریہ میری جان فجر کے چہرے پر جھکتے ہوئے رضا نے سرگوشی میں کہا تو فجر کو رضا کی گرم سانسوں سے اپنا چہرا جھلستا ہوا محسوس ہوا

جیسے ہی فجر نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دور کرنا چاہا تو رضا کو شرٹ لیس محسوس کر کہ فجر کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے

رضا میرا دم گھٹ رہا ہے اس ہٹاؤ اپنی زبان تر کر کہ کہا تو رضا نے اپنے اور فجر کے چہرے سے بلینکٹ ہٹا دیا

جب فجر نے گہرے سانس بھر کر فضا کے سپرد کر کہ آنکھیں کھولیں تو نظریں سیدھا رضا کی لائٹ براؤن آنکھوں سے ٹکرائی

جو آنکھوں میں خمار لیے ہونٹوں پر شوخ مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا

فجر نے سٹپٹا کر نظریں پھریں تو رضا نے جھک کر فجر کی گال پر اپنے دانت گاڑے جس پر فجر نے کراہ کر رضا کو دور کرنا چاہا تو اس نے دوسری گال پر بھی یہی عمل کیا تو فجر نے دانت پیس کر اسے گھورا

رضا تم پٹ جاؤ گے میرے ہاتھوں رضا کے بال مٹھی میں بھر کر کہا تو فضا میں رضا کا جاندار قہقہہ گونجا

ساتھ ہی ایک آنسو گال پر بہہ نکلا تو فجر نے حیرت سے رضا کہ طرف دیکھا

جب کہ رضا اب خاموش نظروں سے فجر کو دیکھ رہا تھا رضا کے ایسے دیکھنے پر فجر نے اس کا چہرا اپنے ہاتھوں میں بھر لیا

میرا بچپن بہت ادھورا گزرا ہے فجر ماما بابا ایسے ہی مہینوں گھر سے غائب رہتے تھے میرے پاس کوئی نہیں ہوتا تھا بس شاہ میر تھا جو اپنا تھا

لیکن میں اپنے بچوں کو ایسا بچپن نہیں دوں گا مجھ سے وعدہ کرو فجر میں رہوں یا نا رہو تم اپنا آپ پیسے کمانے پر ضائع نہیں کرو گی میری اولاد کو اپنا وقت بھی دو گی رضا کی سنجیدہ آواز پر فجر نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا

رضا ابھی فجر کچھ کہتی کہ رضا نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی

ہششش میں اس خوشی کو تمہارے ساتھ محسوس کرنا چاہتا ہوں انگلی ہونٹوں سے ہوتے ہوئے فجر کی پیٹ پر آکر رکی تو فجر نے شرم سے آنکھیں بند کر لی جبکہ سنجیدگی کی جگہ اب شوخی تھی جو رضا کی آنکھوں سے ظاہر ہو رہی تھی

فجر کے پیٹ کو اپنے ہاتھ سے چھو کر اس احساس کو محسوس کرنا چاہا تو ایک خوبصورت مسکراہٹ رضا کہ ہونٹوں پر جبکہ فجر رضا کے اس عمل پر سمٹنے پر مجبور ہوگئ

فجر کا چہرا ہاتھوں میں تھام کر پوری شدت سے رضا اس کے ہونٹوں پر جھک آیا اور قطرہ قطرہ کر کہ فجر کی سانسوں کو خود میں اتارنے لگا

فجر کے ناخنوں کا تشدد اپنی پیٹھ پر محسوس کر کہ رضا کی شدتوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور ایک خوبصورت رات نے اپنے پر پھیلا کر انہیں اپنی آغوش میں لے لیا جس میں گزرتی رات کے ساتھ رضا کی شدتوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا

شاہ میر کی صبح آنکھ کھلی تو نظر اپنے سینے پر سر رکھے سوئی ہوئی دیا پر گئی جو اپنا حصار شاہ میر کے گرد باندھ کر سو رہی تھی جیسے وہ کہی چلا جائے گا

یہ حرکت وہ تب سے کر رہی تھی جب شاہ میر روز رات کو بنا بتائے چلا جاتا تھا اپنی بیوی کی معصوم حرکت پر شاہ میر نے مسکرا کر اس کے بال چہرے سے ہٹائے

دیا کو اپنے بازو پر منتقل کر کہ خود اس کے اوپر جھک آیا تو نظر ڈیپ گلا ہونے کہ وجہ سے دیا کی گردن پر گئی جس پر شاہ میر کی جنونیت کے نشان واضح تھے

اپنے دیے گئے نشانوں پر لب رکھ دیے تو شاہ میر کو اپنا آپ بہکتا ہوا محسوس ہوا جس کا ارادہ تھوڑا سا تنگ کر کہ پیچھے ہونے کا تھا اب خود پر اختیار کھوتا اپنی شدتوں میں اضافہ کرنے لگا

اپنے گردن پر چبھن اور جلن محسوس کر کہ دیا نے موندی موندی آنکھیں کھولیں تو تھوڑی دیر تو اسے سچویشن سمجھنے میں لگ گئی

خود پر جھکے شاہ میر کو دیکھ کر نیند بھک سے اڑی تو دیا نے اسے پیچھے کرنا چاہا جس پر شاہ میر نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں قید کر لیے

شاہ میر کی بیرڈ کی چھبن کو اپنی گردن پر محسوس کر کہ دیا نے اپنے لب دانتوں تلے دبا لیے

میر اپنی بھاری ہوتی سانسوں سے شاہ میر کو پکارا تو شاہ میر نے سر اٹھا کر دیا کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں نیند کا خمار لیے اسے دیکھ رہی تھی

دیا کی آنکھیں رت جگے کی کہانی بتا رہی تھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو شاہ میر نے اسے اپنی جان لیوا قربت سے رہائی دی تھی جب نڈھال ہو کر وہ اس کی باہوں میں سمٹ کر سوئی تھی

دیا کی آنکھوں میں دیکھ کر شاہ میر کو اس کی حالت پر ترس آیا تو جھک کر اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا

کچھ نہیں کر رہا میں بے بی گرل سوجاؤ میں کام سے جارہا ہوں جلد لوٹ آؤ گا دیا کے چہرے پر اپنے جھلساتی سانسوں کے ساتھ جھک کر کہا تو دیا نے اپنا سانس تک روک لیا

ہر گزرتے دن کے ساتھ شاہ میر کی محبت اور اس کی شدتوں میں اضافہ ہی ہوا تھا دیا کو اپنا آپ فضاؤں میں محسوس ہوتا تھا شاہ میر نے تو اسے اپنے ہاتھ کا چھالا بنا کر رکھ لیا تھا

لیکن جب اپنی منمانیوں پر اترتا تھا تب دیا کی کوئی مزاحمت کام نہیں آتی تھی اور پھر وہ اپنے ساتھ دیا کو بھی خود میں گم کر لیتا تھا جیسے ابھی وہ اس کے اوپر جھکا اس کے چہرے کہ ہر نقش ہر اپنی شدت نچھاور کر رہا تھا

اپنا لمس دیا کے ہونٹوں پر چھوڑ کر اس پر مسکراتی نظر ڈال کر شاہ میر بستر سے اترا تو دیا کی نظر جیسے ہی اس کی پیٹھ پر گئی تو اپنی ناخنوں کی وجہ سے پیٹھ پر آئی خراشوں کو دیکھ کر شرمندگی سے اپنے لب دبا لیے

اپنی پیٹھ پر دیا کی نظریں محسوس کر کہ جیسے ہی شاہ میر نے آئینے میں دیکھا تو دیا کی محویت دیکھ کر مسکراہٹ ہونٹوں پر آئی جسے چھپاتے ہوئے واشروم میں چلا گیا

تھوڑی دیر بعد شاہ میر فریش ہو کر باہر آیا تو دیا پھر سے سو چکی تھی

ایک تو اس کی نیند پہلے ہی بہت پکی تھی اور اس کنڈیشن میں وہ ہر جگہ سوتی ہوئی ملتی تھی

شاہ میر نے میڈیکل باکس میں سے ایک ٹیوب نکالی اور دیا کے پاس آکر بیٹھ گیا

بے بی گرل بالوں میں ہاتھ پھیر کر دیا کو جگایا تو اسنے نیند سے بھری آنکھیں کھول کر شاہ میر کو دیکھا تو شاہ میر نے ٹیوب آگے کر دی

جس پر دیا نے نا سمجھی سے ایک نظر ٹیوب اور پھر شاہ میر کو دیکھا

تم نے سارا دن اپنے تشدد کو یاد کر کہ پریشان ہونا تھا ساتھ میری بے بی کو بھی کرنا تھا اسی لیے یہ لگادو تاکہ تم بھی ٹینشن فری رہو اور میرا لٹل بے بی شاہ میر نے مسکرا کر بتایا تو دیا خجل سی ہوتی اٹھ کر بیٹھ گئی

شاہ میر رخ بدل کر بیٹھ گیا دیا کی نرم گرم لمس پر اپنی روح تک اترتے سکون کو محسوس کر کہ آنکھیں بند کر لی

تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولیں اور پلٹ کر دیکھا کہ بیگم صاحبہ ٹیوب لگا کر پھر سے بستر میں گھس کر نیند پوری کرنے میں مصروف ہوگئی تھی

شاہ میر نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا اور تیار ہونے چلا گیا

جیسے ہی وہ باہر آیا تو چچا چچی بھی نہیں اٹھے تھے دیا کی نیند نے ان کی بھی روٹین خراب کی ہوئی تھی

جب شاہ میر رات کو گھر نہیں ہوتا تو دیا میڈم سارا دن سو کر رات کو ان کے پاس بیٹھ جاتی جس پر انہوں نے بھی یہی حل نکالا جب دیا سوتی وہ بھی سوجاتے اور جب اٹھتی وہ بھی اسی ٹائم اٹھ جاتے

شاہ میر سر جھٹک کر لان کی پچھلی سائیڈ آیا اور کیبل کی وائر کو کاٹ دیا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا آج رات تک آنے والی کوئی بھی نیوز دیا دیکھے

یہ کیبل کیوں نہیں آرہی دیا ندا بیگم اور عمران صاحب ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے تھے جب عمران صاحب نے جھنجھلا کر کہا

بابا کوئی اور چینل لگا کر دیکھے شاید آجائے دیا نے پھل کھاتے ہوئے سر اٹھا کر ان سے کہا تو انہوں نے مایوسی سے سر ہلایا

کوئی بھی چینل نہیں آرہا بیٹا

پہلے تو وہ سارا دن نیوز دیکھتے تھے اور ندا بیگم کو بھی مجبوری میں دیکھنی پڑتی تھی جب کہ دیا کہ آنے سے وہ اس کے ساتھ ڈرامہ دیکھتی تو ان دونوں کو دیکھ کر عمران صاحب کو بھی عادت ہر گئی

اب شاہ میر شام میں کسی وقت گھر ہوتا تو وہ تینوں کھانا پینا چھوڑ کر آٹھ بجے پورے ٹائم پر ٹی وی کے آگے بیٹھ جاتے

پہلے ڈنر اٹھ بجے کھاتے تھے سب لیکن اب ڈرامہ کی وجہ سے کبھی رات دس کبھی شام چھ بجے ہو کھانا پڑتا تھا

شاہ میر ان تینوں کی اس حرکت پر خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا عمران صاحب کی بات ہوتی تو وہ انہیں کچھ کہہ بھی دیتا اب چچی اور اپنی بیوی کو کیا کہتا

اتنی بار اس نالائق سے کہا ہے کہ انٹرنیٹ سے کنیکٹ کر وا دے لیکن نہیں اب مجھے لگتا ہے پیچھے سے کوئی مسئلہ ہوگیا ہوگا میں ذرا دیکھ کر آتا ہوں نا ٹھیک ہوا تو کال کرتا ہوں آکر ریموٹ وہی رکھ کر وہ باہر آئے

تو دیکھا کہ وائر کو بیچ میں سے کاٹا ہوا تھا انہیں جی بھر کر شاہ میر پہ تاؤ آیا

دیا بیٹا اون کر کہ دیکھو کہ ٹھیک ہوئی کہ نہیں انہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا تو دیا نے جلدی سے ایل ای ڈی اون کی تو کی کیبل آرہی تھی

جی بابا ٹھیک ہو گئی دیا نے کہا تو وہ اندر آئے

دیکھا اپنے بیٹے کر کرتوت اب اسے نالائق گدھے کو میرا ٹی وی دیکھنا اتنا برا لگتا ہے کہ وائر کاٹ کر چلا گیا وہ غصے سے بولے

تو آپ نے بھی تو عورتوں والے شوق ڈال لیے ہیں ندا بیگم نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں ان کی بات ہوا میں اڑائی تو وہ بس ااپنی بیگم کو دیکھتے رہ گئے

انہوں نے نیوز چینل لگایا اور نیوز سننے لگے

جیسا کہ ناظرین آپ لوگ دیکھ رہے ہیں اس جگہ پہ آرمی آپریشن ہوا ہے جس کہ مطابق یہ بات منظر عام پر آرہی ہے کہ اے ایس پی حماد کے کیس میں کیپٹن شاہ میر شاہ کام کر رہے تھے

بتایا جارہا ہے کہ کیس اسمگلنگ کا تھا جس میں بچے لڑکیاں ڈرگز اور ہتھیار وغیرہ تھے

شاہ میر کے نام پر دیا اپنی جگہ سے ایک دم سے کھڑی ہوئی جبکہ عمران صاحب اور ندا بیگم بھی حیرانگی سے نیوز دیکھ رہی تھے

ہمیشہ کی طرح آج بھی بزنس کے نام پر یہ کاروبار کیا جارہا تھا جس سے پردہ اٹھ چکا ہے اور کیپٹن شاہ میر شاہ نے بہت بہادری سے اس کاروبار کے سب سربراہوں کو جہنم واصل کر دیا ہے اور وہ خود بھی اس دوران کافی زخمی ہوئے ہیں

عمران صاحب اور ندا بیگم حیرانگی سے خبریں سن رہے تھے چونکے تو تب جب دیا زمین بوس ہوگئی وہ دونوں ہڑبڑا کر اس کی طرف بڑھے

اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی جب دیا کو ہوش نا آیا تو وہ جلدی سے اسے لیے ہسپتال روانہ ہوئے

وہ اتفاق سے اسی ہسپتال آئے جس میں شاہ میر اور اس کی ٹیم کے زخمی لوگ تھے

پولیس اور میڈیا کا کافی رش تھا اتفاق سے رضا باہر ہی تھا جیسے ہی اس کی نظر عمران صاحب پر پڑی وہ جلدی سے ان تک پہنچا تو وہاں دیا کو بیہوش دیکھ اس نے جلدی سے اسٹیرچر منگوایا اور رش کو ہٹا کر اندر کے لے کر گئے

دیا کو ڈائریکٹ آئی سی یو میں لے گئے جبکہ ندا بیگم باہر بیٹھ کر دعائیں کرنا شروع ہو گئی

شاہ میر ٹھیک تو ہے نا بیٹا عمران صاحب نے فکر مندی سے استفسار کیا

جی انکل وہ تو بالکل ٹھیک ہے بس تھوڑی بہت چوٹیں ہیں باقی الحمدللہ سب ٹھیک ہیں رضا نے انہیں تسلی دی

رضا آرمی یونیفارم میں جس پر جگہ جگہ خون کے نشان لگے ہوئے تھے سرخ انگارا آنکھیں لیے ماتھے پر براؤن بال بکھرے ہوئے اپنی بھرپور مردانہ وجاہت سے وہاں سے گزرے لوگوں کو پلٹ کر دیکھنے پر مجبور کر رہا تھا سفید رنگت غصے اور ٹینشن کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی

غصہ کی وجہ وہاں کی نرسیں تھی جنہیں ایسی سچویشن میں بھی تاڑنے سے فرصت نہیں مل رہی تھی

ابھی وہ عمران صاحب سے باتوں میں مصروف تھا کہ ڈاکٹر باہر آئی

آپ کی پیشنٹ کا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے لگلے بارہ گھنٹوں تک انہیں ہوش نہیں آیا تو وہ کومہ میں بھی جا سکتی ہیں اور پھر شاید ان کے بچے کو بھی نا بچایا جا سکے کیونکہ فلحال تو بچہ محفوظ ہے ڈاکٹر اپنی بات کر کہ واپس چلی گئی جبکہ عمران صاحب سکتے کے عالم میں دروازے کو دیکھ رہے تھے

ابھی وہ لڑکھڑا کر گرتے کہ رضا نے انہیں تھام لیا

اسے پتا تھا کہ نیوز آئے گی اسی لیے وہ وائر کاٹ کر گیا تھا اب میں اسے کیا جواب دوں گا عمران صاحب کی بات پر رضا نے جبڑے بھینچ لیے انہیں وہاں بٹھایا

انکل انشاء اللہ کچھ نہیں ہوگا آپ دعا کریں سب ٹھیک ہو جائے گا عمران صاحب کو تسلی دے کر رضا نے اپنے قدم شاہ میر کے روم کی طرف کیے جہاں اس کا ٹریٹمنٹ ہو رہا تھا

رضا روم کا دروازا کھول کر داخل ہوا تو شاہ میر اپنی ڈرپ اتار رہا تھا رضا کے آنے پر نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور ڈرپ اتار کر کھڑا ہو گیا

یار کہاں بھی تھا زیادہ زخم نہیں ہیں ٹائم ویسٹ کیا میرا دل گھبرا رہا تھا عجیب بے چینی ہے آج میرا ارادہ وہاں سے سیدھا گھر جانے کا تھا تا کہ دیا کو بتا سکوں شاہ میر نے رضا کو دیکھ کر کہا تو وہ سنجیدہ نظروں سے شاہ میر کو ہی دیکھ رہا تھا رضا کہ ایسے دیکھنے پر شاہ میر نے آبرو آچکا کر اسے دیکھا

کیا ہوا ہے ایسے کیوں دیکھ رہا ہے رضا کے چہرے کو دائیں بائیں ہلا کر مذاق میں کہا تو رضا نے شاہ میر کا ہاتھ پکڑ کر نیچے کیا

دیا آئی سی یو میں ہے نیوز دیکھ لی تھی اس نے نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے ہوش میں نا آئی تو کومہ میں جا سکتی ہے اور رضا نے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور آخری بات پر لب بھینچ لیے

جبکہ شاہ میر سکتے کے عالم میں رضا کو دیکھ رہا تھا

شاید بے بی کو بھی بچایا نا جاسکے رضا نے رخ پھیرتے ہوئے کہا جبکہ شاہ میر کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی

ابھی تو اس نے اس خوشی کو ٹھیک سے محسوس ہی نہیں کیا تھا اور دیا وہ تو اس کا جنون تھی جینے کی وجہ کیسے جی سکتا تھا وہ اس کے بغیر

ہوش میں آتے شاہ میر نے آئی سی یو کی طرف دوڑ لگائی

وہ جیسے ہی آئی سی یو کے باہر پہنچا تو عمران صاحب اٹھ کر اس کے سامنے آئے

چچا میری دیا لال انگارا آنکھیں لیے بے بسی سے استفسار کیا تو انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی بولنے کو کچھ تھا ہی نہیں

شاہ میر اندر جانے لگا تو روم سے باہر آتے ڈاکٹر نے اسے روک دیا

دیکھیں آفیسر آپ اندر نہیں جا سکتے پیشنٹ کو جیسے ہی روم میں ابھی ڈاکٹر کچھ بولتا جب شاہ میر نے اسے کالر سے پکڑ کر کھینچا

جسٹ شیٹ اپ بیوی ہے میری ہوتے کون ہو روکنے والے اب اگر راستے میں آئے تو یہی زندہ دفنا دوں گا سرخ آنکھیں لیے وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ پیچھے آتا رضا بھی ڈر کر اپنی جگہ رک گیا ڈاکٹر کو دھکا دے کر دروازا کھولتا وہ اندر داخل ہوگیا

جبکہ پیچھے آتے رضا نے ڈاکٹر کو اٹھا کر معزرت کی بس یہی کام رہ گیا ہے کبھی اس کے اوپر پہنچائیں لوگوں کو ٹھکانے لگاؤ اور کبھی زمین پہ گریں ہوئے کو اٹھاؤ رضا نے دل میں سوچ کر دانت پیسے

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا تو دیا کو اس حالت میں دیکھ کر اپنا دل کٹتا ہوا محسوس ہوا بھاری قدموں سے اس تک پہنچا

اپنے ہاتھ سے دیا کے نقوش کو چھو کر اسے محسوس کرنا چاہا

میں نے وعدہ کیا تھا کہ تمہارے بھائی اور خود کو کچھ نہیں ہونے دوں گا میں نے وعدہ وفا کیا تو تم میرے ساتھ ایسے کیسے کر سکتی ہو دیا تم نے کہا تھا تم اپنا اور ہمارے بچہ کا خیال رکھو گی تو پھر کیوں ہو یہاں

اگر تمہیں یا بے بی کو کچھ بھی ہوا دیا تو میں تم سے کبھی بات نہیں کرو گا اپنا سر دیا کہ سر سے ٹکا کر کہا تو کئی آنسو پلکوں کی بار توڑ کر دیا کے چہرے پر گرے

ڈیڑھ ماہ پہلے

میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا کیپٹن ماہر نے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا جس سے شاہ میر اندر داخل ہو رہا تھا

ایک نظر راشد کی لاش کو دیکھ کر سنجیدہ نظروں سے ماہر کو دیکھا جو اب اپنی چئیر پر جا کر بیٹھ رہا تھا اور شاہ میر کو بھی اشارے سے اپنے سامنے والی چئیر پر بیٹھنے کا کہا

اب وہ آمنے سامنے بیٹھے سنجیدہ نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے

اے ایس پی کافی ایماندار بندہ ہے لیکن افسوس وہ مجھے تین سال پہلے نہیں مل سکا ورنہ میں اس دلدل میں نا پھنستا ماہر نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا جب کہ شاہ میر بغور سنجیدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا

کچھ تو تم سن چکے ہو آگے کا بتاتا ہوں دھواں فضا کی سپرد کر کہ ماہر نے کہا تو شاہ میر نے سر ہلانے پر اکتفا کیا

مجھے صرف اتنا معلوم تھا کہ یہ لوگ ڈرگز اور ہتھیاروں کی اسمگلنگ کرتے ہیں اور دنیا کی نظر میں میرے پارٹنر ہیں

لیکن ایسا نہیں تھا ایک دن میں اس ڈیل کو ختم کرنے کے لیے یہاں بات کرنے آیا تو اتفاق سے میں نے ان کی باتیں سن لی جن میں کڈنیپ کی ہوئی لڑکیوں کو دبئی بھیجنا تھا

اور میں اس بات سے بھی واقف ہوگیا تھا کہ انہیں نیو اے ایس پی سے مسئلہ ہے میں نے ساری انفارمیشن اس تک پہنچا دی جس پر انہیں کافی نقصان ہوا

اور پھر میں اس میں انوالو ہونے لگا مجھے لگا یہ سب جلد ختم ہو جائے گا

لیکن جیسے جیسے میں اس میں شامل ہو رہا تھا تو اس گینگ کو اتنی جگہ پھیلا ہوا دیکھ کر مجھے واپس نکلنا مشکل لگا

اپنے باس کا قتل کر کہ مجھے لگا اب آسانی سے نکل سکتا ہوں لیکن میں غلط تھا

میرے پاس ان لوگوں کے اتنے راز تھے کہ اگر میں یہاں سے نکل بھی جاتا تو یہ لوگ مجھے اور میری فیملی کو ختم کر دیتے اس لیے میں نے دیا کو پاکستان آنے سے روکا ہوا تھا

ماہر نے گہری سانس لے کر شاہ میر کو دیکھا

کرنل سے کیسے رابطہ ہوا شاہ میر نے ویسے ہی سنجیدہ نظروں سے پوچھا تو

اے ایس پی پر میری پوری نظر تھی جب تم کسی مشن پر گئے تو اس نے کرنل سے رابطہ کیا اور تمہیں اس مشن میں شامل کرنے کی پرمیشن مانگی وہاں سے ہی میں نے کرنل سے رابطہ کیا

پھر ہر انفارمیشن انہیں دیتا رہا اور پھر اس سب کو ختم کرنے کا پلین بنایا

اب بس ہم اختتام پر ہیں ماہر نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے کہا

اور مجھے لگا میں اس کیس کو لے کر چل رہا ہوں جبکہ میں تمہارے بنائے ہوئے پلین پر عمل کر رہا تھا

شاہ میر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو ماہر نے مدھم سا قہقہہ لگایا

نے پلٹ کر راشد کی لاش کو دیکھتے ہوئے پوچھا

تم مجھے اپنی حراست میں لو گے تاکہ جو سانپ بل میں چھپ کر بیٹھے ہیں وہ منظر عام پر آئیں وہ مجھے ہر حال میں ختم کرنے کے لیے آئیں گے کیونکہ میرے پاس جو ان کے راز ہیں انہیں بری طرح سے تباہ کر سکتے ہیں

اور پھر ان کو یہاں سے ختم کرنے کے بعد تم مجھے لوگوں کی نظروں میں ہلاک ظاہر کرو گے تاکہ بیرون ملک میں جتنے بھی اس گینگ سے منسلک لوگ ہیں وہ مجھے مرا ہوا سمجھ لیں تاکہ میں اس سب سے باہر نکل آؤ

باقی یہ کیس یہی ختم ہو جائے گا اور جو بیرون ملک تک گینگ ہیں اس پر کرنل اپنی ٹیم کے دوسرے لوگوں کو بھیجے گا ماہر نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا تو شاہ میر نے شرباہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا جو اتنی دیر میں پتہ نہیں کتنی پھونک چکا تھا

شاہ میر کے گھورنے پر ماہر نے نظریں اٹھا کر دیکھا جو اسے گھورنے میں مصروف تھا شاہ میر کے گھورنے پر ماہر مسکرایا

محبوب پاس نا ہو تو اسی سے کام چلانا پڑتا ہے ماہر نے آنکھ دبا کر کہا تو شاہ میر ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور دل میں اپنے سالے کو دوسو گالیوں سے نوازا

دو دن بعد میری بیگم کو مجھ سے ملانے لے آنا میری دوری اس سے برداشت نہیں ہوگی اور مجھے بھی چین نہیں آئے گا اور جب مجھے چین نہیں آئے گا تو تمہاری مدد نہیں کر سکو گا شاہ میر کو جاتے ہوئے دیکھ کر ماہر نے پیچھے سے ہانک لگائی تو اس نے شعلہ برساتی آنکھوں سے پلٹ کر ماہر کو دیکھا

آج وہ چار دن بعد منہا کو لے کر اپنی سیکرٹ جگہ پر آیا تھا جہاں ماہر موجود تھا

تم یہاں بیٹھوں منہا میں آتا ہوں شاہ میر منہا کو صوفے پر بٹھا کر اندر گیا وہاں سے سیکرٹ ڈور کھول کر نیچے بنے تہہ کھانے میں گیا

جہاں ماہر ایک آدمی کو مارنے میں مصروف تھا

شاہ میر کے آنے پر پلٹ کر دیکھا

یہ پاشا کا بندہ ہے اس کی انفارمیشن کے مطابق وہ کراچی میں چھپا بیٹھا ہے اور ہر حال میں پانچ دنوں تک لڑکیاں پہنچانی ہیں اب اس کا کوئیفائدہ نہیں زندہ ہونے کا تو شاہ میر کو پلٹ کر جواب دیتے ایک دم سے سیدھا ہو کر اس شخص کی گردن دبوچی اور ایک ہی جھٹکے میں اسے جہنم واصل کر دیا

دیا کو پتا لگ گیا کہ تم میرے پاس ہو اور وہ سمجھ رہی ہے کہ میں تمہیں مارنا چاہتا ہوں شاہ میر نے سرد آواز میں کہا تو ماہر نے حیرت سے پلٹ کر دیکھا

مطلب ماہر نے حیرت سے استفسار کیا تو شاہ میر نے اپنی اور اے ایس پی کی بات بتائی

یہ ضروری ہے شاہ میر اس اے ایس پی کے ٹھانے میں بہت دشمن ہے کوئی بھی مخبری کر سکتا ہے ابھی اے ایس پی کو اس میں شامل نہیں کر سکتے اس کے ساتھ ویسے ہی کام کرو جیسے سب

جاننے سے پہلے کر رہے تھے ماہر نے اپنے ہاتھ واش کرتے ہوئے کہا تو اس کی بات پر شاہ میر نے دانت پیسے

اور ہاں اپنی بیوی کو بھی خود سنبھالو میں کچھ نہیں کر سکتا ماہر نے کندھے آچکا کر کہا تو شاہ میر کا دل کیا منہا کو ابھی واپس چھوڑ آئے

اپنی بیوی کو سنبھال لوں گا تم اپنے والی کو سنبھالو جو باہر انتظار کر رہی ہے شاہ میر نے دانت پیس کر کہا تو ماہر نے خوشی اور حیرانگی کی ملی جلی کیفیت سے اس کی طرف دیکھا

منو آئی ہے اور تم میرا یہاں وقت برباد کر رہے ہو شاہ میر کو جواب دیتے وہ ماہر وہاں سے باہر کی جانب بڑھا

جبکہ شاہ میر دیا کو سوچتے ہوئے پریشان ہو گیا

ماہر جیسے ہی باہر آیا منہا صوفے پر بیٹھی اپنے ہاتھوں کو دیکھنے میں مصروف تھی

منہا کو دیکھ کر ماہر کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی

ذندگی ماہر نے بوجھل آواز میں منہا کو پکارا تو منہا نے جھٹ سے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو ماہر اس کی طرف مسکراتے ہوئے آرہا تھا

اتنے دنوں بعد ماہر کو اپنے روبرو دیکھ کر منہا کی آنکھیں پل میں نم ہوئی

ابھی وہ اس کے پاس جا کر اسے بانہوں میں بڑھتا کہ شاہ میر کی آواز پر پلٹا

اے ایس پی کو انفارمیشن ملی ہے میں جا رہا ہوں رات تک یا صبح تک آؤ گا پھر منہا کو گھر چھوڑ دوں گا

شاہ میر نے بنا رکے دروازے تک جاتے ہوئے کہا تو ماہر نے سمجھ کر سر ہلایا

اور اس سب کے دوران منہا سر جھکائے اپنے آنسو روکنے کی تگ ودو میں تھی جو لاکھ روکنے کے باوجود بھی رخسار پر بہہ نکلے تھے

منہا کے پاس آکر ماہر نے اس کے جھکے سر کو دیکھا

اور کمر میں ہاتھ ڈال کر خود سے قریب کر لیا منہا نے نظریں جھکائے اپنے دونوں ہاتھ ماہر کے سینے پر رکھ دیے

کچھ دیر ماہر اس کے بولنے کا انتظار کرتا رہا لیکن منہا کی مسلسل خاموشی پر اس کی تھوڑی کو دو انگلیوں کی مدد سے اوپر اٹھایا

سفید چہرہ آنسوؤں سے تر تھا لمبی گھنی پلکیں جھکی ہوئی تھیں گلابی بھرے بھرے ہونٹوں کو سسکی روکنے کے لیے دانتوں میں دبایا ہوا تھا

ماہر نے جھک کر ان موتیوں کو اپنے ہونٹوں سے چن لیا جس پر منہا نے ماہر کی شرٹ اپنی مٹھیوں میں دبوچ لی

ے نٹوں کا لمس محسوس کر کہ منہا کو اپنے پاؤں پر کھڑے رہنا محال ہوگیا

ں نے ماہر کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اس کے سینے میں چہرہ چھپا لیا

منہا کا تیز دھڑکتا دل ماہر کو اپنے سینے میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا اور منہا کے بالوں کی دلکش خوشبو اپنے اعصابوں پر چھاتی محسوس ہو رہی تھی

منہا کے گرد اپنی گرفت مضبوط کر کہ اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا

میں نے آپ کو بہت یاد کیا ماہر منہا نے بھاری ہوتی سانسوں کے ساتھ سرگوشی کی تو ماہر نے حیرت سے اپنے سینے سے لگے منہا کہ سر کو دیکھا

یہ شاید پہلی بار تھا جو منہا پہل کر رہی تھی اور بتا رہی تھی کہ اسنے یاد کیا ورنہ وہ کبھی ماہر کی باتوں کے جواب میں کہہ دیتی تھی ورنہ وہ سن لیتی تھی ماہر کے لیے یہی بہت ہوتا تھا

اپنے ہاتھ منہا کے چہرے اور گردن کے درمیان رکھتے ہوئے اسے سامنے کیا اور اپنی مخمور آنکھوں کو اس کی آنکھوں میں گاڑھ دیا

جبکہ منہا سے ان جزبے لٹاتی نظروں میں دیکھنا محال ہو گیا تو اس نے نظریں جھکا دی

منہا کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اسے اپنی بانہوں میں بھر کر وہاں شاہ میر کے دیے گئے روم میں لے گیا جبکہ منہا اس اچانک افتاد پر ہونق بن کر ماہر کو اور کبھی کمرے کو دیکھ رہی تھی

جب ماہر نے پاؤں کی مدد سے دروازا بند کیا اور منہا کو لا کر بیڈ پر لٹایا اور خود جاکر دروازا لاک کرنے لگے

ماہر کے ارادے جان کر منہا کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی ایک ہی جست میں بیڈ سے اتر کر وہ ماہر کے پیچھے آئی

ماہر دروازا کھولے مجھے جانا ہے منہا نے نظریں ملائیں بغیر کہا اور آگے بھر کر دروازا کھولنا چاہا تو ماہر نے پیچھے سے اسے اپنی گرفت میں لے لیا

کیوں جانا ہے میں یہاں ہوں تو تمہیں بھی یہی میرے پاس ہونا چاہیے اپنی دہکتی سانسیں منہا کی گردن پر چھوڑتے ہوئے کہا تو منہا کے جسم میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی منہا کو کپکپاتے محسوس کر کہ ماہر نے اپنی گرفت اور مضبوط کر دی

نن۔ نہیں ماہر شاہ میر کیا سوچے گا منہا نے اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا جس پر ماہر نے اسے خود میں بھینچ لیا

کچھ نہیں سوچے گا بلکہ تم یہ سوچوں کہا میں اس ہفتے میں تمہارے لیے کتنا تڑپا ہوں منہا کے بال گردن سے پیچھے کر کہ جابجا اپنا لمس چھوڑتے ہوئے کہا تو منہا اس حصار میں تڑپ کر رہ گئی

جب کوئی مزاحمت کام نا آئی تو اپنے ہاتھ ماہر کے ہاتھوں پر رکھ دیے

جس نے ایک جھٹکے میں منہا کو سیدھا کر کہ سامنے دیوار سے پن کر دیا

اور اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں قید کر کہ دیوار کے ساتھ لگا دیا

اپنا سر منہا کی سر کہ ساتھ ٹکا کر اس کو خوشبو میں گہری سانس بھری تو منہا شرم سے گردن تک سرخ پر گئی

میں نے تمہاری خوشبو کو بہت مس کیا جذبوں سے بھکی آواز میں سرگوشی کی تو منہا کو شرم سے نظریں اٹھانا محال ہوگیا

جبکہ ماہر اس کی خوشبو اور سانسوں کو خود میں انہیل کرنے میں مصروف تھا جب منہا نے اپنے نازک ہاتھوں کو اس کے سینے پر رکھ کر دور کرنا چاہا

کیونکہ ماہر کی گرم سانسوں سے اسے اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

ماہر کی جان لیوا قربت ہمیشہ اس کی جان لبوں پر لے آتی تھی

ماہر نے اپنی آنکھیں کھول کر منہا کو دیکھا جو ہولے ہولے کانپ رہی تھی نظر بھٹکتی ہوئی ہونٹوں پر جا ٹھہری جو اس وقت لائٹ براؤن کلر کی لپ اسٹک سے سجے ہوئے تھے

ایک ہاتھ منہا کی گردن میں ڈال کر دوسرا اس کی کمر میں ڈال کر پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھک آیا اور اپنی سانسوں کو منہا کی سانسوں سے الجھا دیا

پوری شدت سے اپنی وارفتگیاں اس پر لٹانے لگا منہا نے خود سپردگی کے عالم میں اپنا حصار ماہر کے گرد باندھ دیا

سگریٹ کے دھوئیں کی وجہ سے منہا نے اپنی آنکھیں کھولی اور خود کو ماہر کے حصار میں پایا

جو بازو منہا کے گرد لپیٹے دوسرے ہاتھ سے سگریٹ سلگا رہا تھا گود میں رکھے لیپ ٹاپ پر کچھ پڑھنے میں مصروف تھا پھر سگریٹ والے ہاتھ سے کچھ ٹائپ کیا اور سینڈ کر دیا

منہا نے بغور ماہر کے چہرے کی طرف دیکھا نیلی آنکھیں اس وقت خمار کی سرخی لیے ہوئیں تھی گلابی لب جن میں سے سگریٹ کا دھواں وہ فضا کے سپرد کررہا تھا

کسرتی جسم جس میں منہا کو اپنا آپ محفوظ محسوس ہوتا تھا اور جب وہ اس پر چھاتا تھا تب منہا کو اپنا اپنا اس کے وجود میں گم ہوتا محسوس ہوتا تھا

بے اختیاری میں منہا نے اپنے انگلی کو ماہر کے مسلز پر ٹریس کرنا شروع کیا

منہا کی اس حرکت پر ماہر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی لیکن وہ اپنے ہی خیالوں میں گم کبھی انگلی کو اوپر گردن تک لے جاتی اور کبھی ہاتھ تک واپس لے آتی

شاہ میر کو انفارمیشن اور لوکیشن سینڈ کرکہ لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھا

اور منہا کو ایک جھٹکے میں کھینچ کر اپنے سینے پر کیا وہ جو اپنے خیالوں میں گم تھی ماہر کی حرکت پر بوکھلا کر دور ہونا چاہا لیکن ماہر نے دونوں ہاتھوں کو کمر پر لاک کر دیا

تمہارا ہی ہوں میں زندگی تو پورے حق سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھو ایسے چھپ چھپ کر نہیں ماہر کی بات پر منہا نے خجل سی ہو کر شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا

کروٹ بدل کر منہا کے اوپر جھک آیا اور اپنے دیے گئے نشانوں پر اپنے لب رکھ دیے

میں لنچ ریڈی کرتا ہوں تم شاور لے کر آجاؤ منہا کے بھیگے لبوں پر انگلی پھیر کر کہا تو اس نے سر ہلا دیا

منہا جیسے ہی باہر آئی ماہر کھانا لگا رہا تھا آجاؤ زندگی ماہر نے منہا کو دروازے پر رکے دیکھ کر کہا تو وہ ہچکچاتے ہوئے وہاں آکر بیٹھ گئی

ماہر نے منہا کو کھانا سرو کیا اور اس کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھ گیا

جب منہا کھانا کھا چکی تو ماہر نے برتن سمیٹ کر رکھے اور چائے بنانے لگا

ماہر کو چائے بناتا دیکھ کر منہا سنک تک گئی اور برتن دھونے لگی

منہا کی پشت کو دیکھ کر ماہر ہولے سے مسکرایا اور چائے کپوں میں ڈال کر ٹیبل پر بیٹھ گیا

جب منہا بھی اس کے ساتھ آکر بیٹھ گئی وہ مسلسل ماہر کو دیکھنے سے کترا رہی تھی گالوں پر حیا کی لالی چھائی ہوئی تھی جو ماہر کو بے خود کر رہی تھی

منو میری بات غور سے سننا منہا کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھام کر سنجیدہ لہجے میں کہا تو منہا نے سوالیہ نظروں سے ماہر کی طرف دیکھا

شاہ میر ایک مشن پر ہے اور اس کے لیے اسے میری ضرورت ہے جس کے مطابق اسے میری جھوٹی موت کا ڈرامہ کرنا ہوگا لیکن مجھے کچھ نہیں ہوگا منہا کی آنکھیں بھیگتے دیکھ وہ جلدی سے بولا

منہا کو وہ سچ نہیں بتانا چاہتا تھا کہ وہ اس سب کا حصہ تھا وہ جانتا تھا پاگل لڑکی پھر خود کو الزام دے گی

کتنی مشکل سے وہ اسے زندگی کی طرف لایا تھا کتنا ٹوٹ کے بکھرا تھا جب پتا چلا تھا کہ وہ ڈرگز لیتی ہے

جب اسے پتا چلا تھا کہ اس کی فیملی کو خطرہ ہو سکتا ہے گھر میں کیمراز لگائیں تو اس نے منہا کو کام والی سے ڈرگز لیتے اور پھر چھپ کر اس کا استعمال کرتے دیکھا

کتنا مشکل وقت تھا وہ اس کے لیے

اب وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ پھر ویسا کچھ کرے اس لیے شاہ میر سے چھپ کر منہا کو بتا دیا منہا کے معاملے میں ہمیشہ وہ خود کو خود غرض محسوس کرتا تھا اس لڑکی کے عشق کا جنون سر چڑھ کر بولتا تھا کبھی کبھی تو ماہر خود پر حیران رہ جاتا تھا

وہ کیوں اسے اتنی اچھی لگتی ہیں اور اس کیوں کا ہی جواب نہیں اسے ملتا تھا اور ہر روز اس کا عشق بڑھتا ہی جارہا تھا

تم یہ بات کسی کو نہیں بتاؤ گی منو اور میرے آنے تک کوئی بھی نیوز سننے کو ملے تم اس پر یقین نہیں کرو گی بلکہ میری واپسی کا انتظار کرو گی یا شاہ میر سے پوچھو گی ماہر نے منہا کے بال سہلاتے ہوئے کہا جو اس کے سینے سے لگی آنسو بہا رہی تھی ماہر نے اپنے ہونٹ منہا کے سر پر رکھ دیے اور اس کی پیٹھ سہلانے لگا

مجھے کہی نہیں جانا ماہر مجھے اپنے ساتھ رکھ لے میں کیسے رہوں گی پلیز منہا نے روتے ہوئے سر اٹھا کر کہا تو ماہر نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا

اور تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہارے بغیر سکون سے رہ سکتا ہوں لیکن کچھ دنوں کی بات ہے پھر میں اپنی زندگی کے پاس آجاؤ گا اور کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا منہا کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلا کر ماہر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا

آپ جو کہے گے ماہر میں کروں گی اور دیکھے نا یہاں تو میڈ بھی نہیں میں آپ کے سارے کام کر دوں گی شاہ میر سے بولیے آپ سے کام نہیں ہوتے اس لیے مجھے رکھ لیا لیکن مجھے نا بھیجے خود سے دور منہا نے نم آنکھوں سے کہا تو ماہر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

منہا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی گود میں بٹھا لیا جو کہو گا وہ سب کرو گی ماہر نے سنجیدہ آواز میں کہا تو منہا نے آنسو صاف کرتے ہوئے جھٹ سے سر ہاں میں ہلایا تو ماہر نے دانتوں میں ہونٹ دبا کر مسکراہٹ روکی

مکرو گی تو نہیں ماہر نے پھر سنجیدہ آواز میں کہا تو منہا نے ماہر کا چہرہ ہاتھوں میں بھر لیا نن۔ نہیں بس مجھے نہیں جانا ماہر

اوکے دن کس می ماہر نے اپنی گال پر انگلی رکھ کر کہا تو منہا منہ کھولے اس کی طرف دیکھا جو اب مسکرا کر دیکھ رہا تھا

میں سیریس ہوں ماہر منہا نے خفگی سے منہ پھیر کر کہا تو ماہر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا

میں بھی سیریس ہوں اگر یہاں رکنا ہے تو میری جان لیوا قربت بھی روز برداشت کرنی ہوگی اور رات ہوتے ہی تم خود میرے پاس آؤگی اور یہاں اپنا لمس چھوڑ کر خود کو میرے سپرد کر دو گی منہا۔کی انگلی اپنے ہونٹوں پر رکھ کر کہا تو منہا نے جھٹ سے اپنا ہاتھ پیچھے کر کہ ماہر کا حصار توڑ کر کھڑی ہوگئ

آپ جلدی آجائیں گا میں انتظار کر لوں گی اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا تو ماہر نے بغور منہا کی طرف دیکھا

اگر تم چاہتی ہو میں گھر جلدی آؤ تب بھی یہی شرط ہوگی ورنہ شرط منظور نا ہونے کی صورت میں انتظار لمبا بھی ہو سکتا ہے ماہر نے کندھے آچکا کر کہا تو منہا نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا جو انجان بنا اب موبائل میں کچھ دیکھ رہا تھا

مم۔مجھے منظور ہے منہا کی بھیگی آواز پر ماہر نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ خفگی سے اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی

اگر آپ جلدی نا آئیں تو سزا کی صورت میں مجھ سے دس فٹ کے فاصلے پر رہیں گے انگلی اٹھا کر وارن کرنے والے انداز میں کہا تو ماہر نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیا

اور پھر جب شاہ میر اسے لینے آیا تب بھی منہا نے آس لیے ماہر کی طرف دیکھا شاید وہ اسے روک لے لیکن وہ انجان بنا لیپ ٹاپ میں مصروف رہا

--------------------&&&&

جیسے کہ عورتوں کے پیٹ میں کوئی بات ٹکتی نہیں مہنا نے یہ بات اپنی مما سے شئیر کی تو انھوں نے اسے ڈانٹا اگر شوہر نے منع کیا تھا تو کیوں سب کو بتاتی پھر رہی ہو کیونکہ اس کا ارادہ دیا کو بتانے کا بھی تھا کہ وہ بھی فکر نا کرے

لیکن رضیہ بیگم کے ڈانٹنے پر خاموش ہو گئی

اسی لیے جس دن دیا نے رضیہ بیگم سے بات کی تو انھوں نے شاہ میر کو کال کی لیکن اس کا فون مسلسل بند تھا

جب وہ اسے لینے گئی تب بھی انھوں نے شاہ میر کو میسج کیا شاید وہ دیکھ لے اور خوش قسمتی سے شاہ میر آ بھی گیا تھا

اور دیا سے وعدہ کر کہ اسے روک لیا تھا

وہ منزل کے بہت قریب تھے لاہور کراچی اور فیصل آباد سے کڈنیپ ہونے والوں بچوں کی لسٹ ان کے پاس آ گئی تھی جو اسمگل ہونے تھے اور ساتھ لڑکیاں بھی تھی

اور پاشا کی ایگزیکٹ لوکیشن بھی انھیں پتا چل چکی تھی

مسلسل ہوتی ناکامی پر پاشا کا پلین تھا کہ وہ خود اس بار مال اسمگل کروائے گا اپنی نگرانی میں کیوں کہ یہاں اس کے گینگ بری طرح سے تباہ ہو چکے تھے

آج آخری وار تھا شاہ میر اسی لیے وائر اتار کر بے فکر ہو کر اپنی ٹیم کے ساتھ پلین ڈسکس کر رہا تھا

یہ اس جگہ کی بیک سائیڈ ہے شاہ میر نے اڈے کا نقشہ سامنے رکھتے ہوئے کہا جہاں بیک سائیڈ درختوں میں چھپی ہوئی تھی

سر یہاں تو سارے درخت لگے ہوئے ہیں اور اتنی اونچی دیوار ہے یہاں سے کیسے جائے گے ایک ٹیم ممبر نے حیرانگی سے استفسار کیا تو شاہ میر نے سر ہلایا

بالکل یہ جگہ بالکل کور ہے دیکھنے میں یہاں جانے کا کوئی راستہ نہیں جبکہ حقیقت میں انہیں درختوں کی آڑ میں خفیہ راستہ ہے جو اس دیوار کو تیس سیکنڈ تک کھولتا ہے اور بند ہونے کے پندرہ منٹ بعد دوبارا کھلتا ہے

اسی لیے ہمیں تیس سیکنڈ میں اندر جانا ہوگا اور جو لوگ پیچھے رہ جائیں گے ان کا انتظار کرنا ہوگا اور اندر داخل ہو کر پندرہ منٹ تک کسی کی بھی نظر میں آنے سے بچنا ہوگا

اور باہر رہنے والے پندرہ منٹ پہلے کوڈ نہیں ڈائل کریں گے ورنہ سیکیورٹی الارم آن ہو جائے گا

اور کوڈ ہمیں ماہر وہاں چل کر بتا دے گا شاہ میر نے ماہر کو دیکھ کر کہا جو سگریٹ سلگانے میں مصروف تھا

جیسا اس سے ضروری کام تو تھا ہی نہیں شاہ میر نے سر جھٹک کر سب کو ریڈی ہونے کا کہاں اور وہ سب اپنی منزل کی طرف گامزن ہوگئے

وہ سب ایک ہی بار میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے تھے اب شاہ میر نے ایک ٹیم کو دائیں جانب ماہر کے ساتھ آگے بڑھنے کا کہا اور خود بائیں جانب اپنی ٹیم کے ساتھ آگے بڑھا

جبکہ رضا سامنے کی طرف اپنے ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھا

ماہر جیسے ہی آگے بڑھا دو آدمی اس کی طرف پیٹھ کیے کھڑے تھے اپنی ٹیم کو ہاتھ کے اشارے سے رکنے کا بول کر دبے قدموں سے ان تک پہنچا اور دونوں آدمیوں کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اپنے ہاتھ آگے کر کہ چاقو سے شہ رگ کاٹ ڈالی اور وہ دونوں وہیں زمین بوس ہو گئے

جبکہ شاہ میر جس طرف گیا اس طرف کافی پہرے دار ایک کمرے کے باہر پہرہ دے رہے تھے جس میں سے لڑکیوں کی چیخوں پکار باہر تک آرہی تھی جس سن کر کسی کا بھی دل کانپ جائے

ان آدمیوں کی شاہ میر پر نظر پڑی اس سے پہلے وہ اپنی بندوقیں تانتے شاہ میر اور اس کی ٹیم نے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے انہیں جہنم واصل کر دیا

سائلنسر لگے ہونے کی وجہ سے اندر آواز نہیں گئی

شاہ میر نے دروازے کے پاس آتے اسے پورے زور سے ٹھوکر ماری جس سے وہ کھل گیا اندر کا منظر دیکھ کر شاہ میر نے ضبط سے آنکھیں میچی اور جب کھولی تو وہ خون لیے ہوئی تھی

کیونکہ وہاں معصوم لڑکیوں کی عصمتوں کو رندے جا رہا تھا اور اردگرد کھڑے حیوان ویڈیوز بنارہے تھے تاکہ بیرون ممالک میں بھیج سکیں

اپنے سامنے آرمی ٹیم دیکھ کر ان سب کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے انہیں تو اپنی سیکیورٹی پر بڑا غرور تھا اسی لیے بے فکر ہو کر اپنی حیوانیت میں مصروف تھے اب انہیں بھاگنے کو جگہ نہیں مل رہی تھی

جب شاہ میر کی ٹیم نے ان پر دھاوا بول دیا جبکہ شاہ میر وہاں لگے ہوئے کرٹنز کو کھینچ کر اتار رہا تھا اور پھر سب کرٹنز اتار کر وہاں موجود لڑکیوں کو ان سے ڈھانپ دیا

وہاں موجود حیوانوں کی لاشوں کو اپنی ٹیم کو باہر لے جانے کا کہا جب وہ لاشیں باہر لے گئے شاہ میر نے کمرے کا جائزہ لیے جہاں ایک کبرڈ بنی تھی

جب کھول کر دیکھا تو اس میں سب واحیات ڈریسز تھے جب اس نے زور سے پٹ بند کیے اور باہر چلا آیا

جبکہ رضا جیسے ہی آگے گیا تو گھپ آندھیرے میں راستہ آگے جا کر ختم ہو رہا تھا

یہ ایسے تو نہیں ہو سکتا رضا نے دیواروں کو چھوتے ہوئے کہا

پھر اپنی جیب سے لائٹر نکال کر روشنی کی اور سب دیواروں کو چیک کرنے لگا

جب آپنے پاؤں کی ٹھوکر دیوار پر ماری تو وہ ایک دم سے پیچھے کو ہونے لگی

جب وہ پیچھے ہو گئی تو رضا اپنی ٹیم کے ساتھ آگے بڑھا

جیسے ہی وہ لوگ اس میں داخل ہوئے تین چار سو کے قریب ہر عمر کے بچیں وہاں موجود تھے

جنہیں دیکھ کر رضا نے اپنا موبائل نکال کر اے ایس پی کو میسج کیا اسے میڈیا اور ایمبولینس کے ساتھ آنے کا کہا

سب بچے یہی ہیں تم چار لوگ یہاں رکو انہیں پورا یقین تھا کہ کوئی یہاں تک نہیں پہنچ سکے گا اسی لیے یہاں سیکیورٹی نہیں

جبکہ ماہر اور اس کی ٹیم کئی لاشوں کے ڈھیر گراتی آگے بڑھ رہی تھی اس دوران ماہر اور اس کے کچھ ساتھی بھی زخمی ہوئے تھے

جب انہیں اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی تو وہ ایک دم سے پلٹے مگر اپنے پیچھے رضا اور شاہ میر کو دیکھ کر حیران ہوئے

بچیں محفوظ ہیں رضا نے کہا تو ماہر نے شاہ میر کی طرف دیکھا جو آگ برساتی آنکھوں سے سامنے دیکھنے میں مصروف تھا

اس سائیڈ کا ایریا کلئیر ہوگیا ہے اب وہ حیوان اور باقی کی لڑکیاں ادھر ہی ہوگی شاہ میر کی سرد آواز پر اور باقی لڑکیاں کہنے پر ماہر اس کی بات سمجھ گیا اور سر ہلا کر قدم آگے بڑھائے

جیسے ہی وہ کوڈ ڈائل کر کہ اندر داخل ہوئے وہاں کئی بچوں کے سینے کھلے ہوئے پڑے تھے اور ساتھ پڑیں جار میں دل گردے وغیرہ پڑے تھے

یہاں کا کوڈ چینج ہو چکا تھا لیکن ماہر نے پہلے والا کوڈ ایڈ کر کہ یہاں کے سارے کوڈ ہیک کر لیے تھے اسی لیے انہیں کوئی پریشان نہیں ہوئی تھی

کمرے میں اور بھی کمروں کے راستے تھے جہاں شاہ میر اور ماہر کی ٹیم داخل ہو گئی جبکہ رضا ماہر اور شاہ میر زندہ بچ جانے والے بچوں کو دیکھ رہے تھے

یہ سب زندہ ہیں رضا نے اپنی سائیڈ پر بیہوش پڑے بچوں کو دیکھ کر کہا

جبکہ ماہر اور شاہ میر نے وہاں کھڑی لکڑی کی الماری کی طرف اپنے قدم بڑھائے جیسے ہی اس کا دروازا کھولا سامنے کپڑے لٹکے ہوئے تھے جسے سائیڈ پر کر کہ ماہر نے کوڈ لکھا تو وہ ایک طرف کو کھل گئی

جسے دیکھ وہ دونوں اندر داخل جہاں پاشا نشے میں دھت بستر پر اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا

اس پاشا کو میں اپنی پسند سے موت دوں گا ماہر نے سرد آواز میں کہا تو شاہ میر نے اس کی طرف دیکھا

لیکن پلین میں چینجنگ کی ہے ہم نے اب تمہیں دنیا کہ سامنے مرنا نہیں پڑے گا کیونکہ پھر تمہارا بزنس ڈوب جائے گا

کرنل نے اپنی ٹیم بھیج دی ہے دبئی اور جن ممالک میں ان کے گینگ ہیں

صرف ان کی نظر میں تم مر چکے ہو لیکن یہاں نہیں اگر یہاں ہم تمہیں سب کے سامنے مردہ ثابت کرے گے اور اس گینگ کا حصہ تو فیوچر میں تمہارے لیے پرابلم ہوگی

باقی کا کرنل تم سے میٹنگ کریں گے تمہیں بس کچھ دن وہی رہنا ہوگا اور اس کے ساتھ تم جو مرضی کر سکتے ہو شاہ میر نے کہا تو ماہر نے مدھم قہقہہ لگایا

جس پر شاہ میر نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا

یہ میرا ہی پلین تھا جو میں نے کرنل سے شئیر کیا تھا اور وقت آنے پر تمہیں بتانے کا کہا تھا ماہر نے پاشا کو باندھتے ہوئے کہا تو شاہ میر نے دانت پیسے

اس بندے کو تو وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا ورنہ اس کی بہن نے اس کا قتل کر دینا تھا جو آگے اسے اپنے بھائی کو دشمن سمجھے بیٹھی ہے شاہ میر نے سر جھٹکا

اور پھر وہ اپنے مشن میں سرخرو ہو گئے بچوں کو ہاسپٹل جبکہ لڑکیوں کو شاہ میر کے سیکرٹ ہاسپٹل پہچا دیا گیا

اور ماہر پاشا کو لے کر وہاں سے غائب ہو گیا

حال

بھابھی کو ہوش آگئی ہیں اور میں نے ماہر سے ان کی بات کروا دی وہ تم سے ملنا چاہتی ہیں رضا نے شاہ میر سے کہا جو پرئیر روم سے نفل ادا کر کہ آرہا تھا

اور آج پہلی بار رضا نے دیا کو بھابھی کہا تھا شاہ میر کے تیور دیکھ کر اسے ڈر لگ رہا تھا کہ کسی بات کا بہانہ بنا کر اپنا غصہ اس پر نا اتار دے

جبکہ شاہ میر نے رضا کی بات سن کر اپنے قدم روم کی طرف بڑھائے

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا دیا نے نظریں اٹھا کر آنے والے کو دیکھا

اور شاہ میر کو دیکھ کر دھک سے رہ گئی

جو بکھری حالت میں ماتھے پر ہر وقت سیٹ رہنے والے بال بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے تھے

کالی آنکھیں اس وقت سرخی لیے ہوئے تھی اور اب وہ خطرناک تیور لیے دیا کی طرف بڑھ رہا تھا تو دیا نے اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا

دیا کہ پاس آکر شاہ میر نے جیسے ہی اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا دیا نے ڈر کہ آنکھیں بند کر لی

جبکہ اپنے پیٹ پر شاہ میر کے ہاتھ کو محسوس کرکہ آہستہ سے اپنی آنکھیں واہ کی جو اب اس کے پیٹ پر جھک کر اپنا لمس چھوڑ رہا تھا

شاہ میر کی حرکت پر دیا کہ زرد پڑی رنگت میں پل میں گلال بکھرا اور مطمئن مسکراہٹ دیا کہ ہونٹوں پر آئی کہ شکر ہے وہ ناراض تو نہیں

لیکن یہ صرف کچھ سیکنڈز کے لیے ہی تھا جب شاہ میر نے اپنے دونوں ہاتھ دیا کے اردگرد رکھے اور اپنی بے تاثر نگاہوں سے دیا کی طرف دیکھا

تو بتاؤ مجھے مسسز شاہ میر شاہ کہ تمہاری نظر میں میری کوئی حثیت ہے کہ نہیں شاہ میر ایک دم سے دھاڑا تو دیا نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر بے ساختہ نکلنے والی چیخ کا گلا گھونٹا اور نم آنکھوں سے شاہ میر کی طرف دیکھا

جو آگ برساتی آنکھوں سے دیا کو گھور رہا تھا شاہ میر کی گرم سانسیں دیا کو اپنی جلد کو جھلساتی محسوس رہی تھی زبان تو جیسے تالوں سے چپک چکی تھی

تم کیا بتاؤ گی میں بتاتا ہوں کہ تمہاری نظر میں میری کیا حثیت ہے میں ایک کاٹھ کا الو ہو جس کی کسی بھی بکواس پر تمہیں رتی برابر یقین نہیں شاہ میر پھر سے دھاڑا تو دیا نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

نن۔۔نہیں میر مم۔مجھے یقین ہے تت۔۔تم پہ سسکتے ہوئے شاہ میر کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے ہوئے کہا تو شاہ میر نے بری طرح سے دیا کے ہاتھ جھٹک دیے

یقین ہے تو پھر یہ کیا ہے بے بی گرل اپنی طبیعت خراب کرکہ کونسی پکنک منانے آئی ہو ہوسپٹل ہنہہ شاہ میر نے طنزیہ انداز میں کہا تو دیا نے اپنے ہونٹوں پر مٹھی رکھ کر سسکی روکی

چپ ایک دم چپ اگر ایک آنسو بھی اور بہا نا تو یہی گاڑ دوں گا تمہاری وجہ سے اگر میری اولاد کی صحت پر ذرا بھی اثر ہوا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا دیا کہ جبڑے کو ہاتھ میں دبوچتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو دیا نے سکتے کہ عالم میں دیکھا

کہا تھا نا یہ بچہ مجھے تمہاری وجہ سے عزیز ہے لیکن اب مجھے اندازہ ہوگیا ہے نا یہ بچہ اور نا اس کا باپ دونوں کے ہونے یا نا ہونے سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تو بے بی گرل میرے بچے کو میرے حوالے کر کہ اپنے بھائی کے پاس ہمیشہ کے لیے جا سکتی ہو

پھر ساری عمر اپنے بھائی کی حفاظت کرتی رہنا

لیکن یہ بات کبھی نا بھولنا کی شاہ میر شاہ تمہیں اپنے نام سے کبھی آزاد نہیں کرے گا تمہارے وجود پر آتی جاتی سانسوں پر سر سے لے کر پاؤں تک تمہاری کر سوچ اور ہر احساس پر صرف میرا حق ہے اور میرے مرنے کے بعد بھی میرا ہی رہے گا

لیکن تمہیں اپنا بھائی زیادہ عزیز ہے اس لیے تمہیں اس کے پاس ہی چھوڑ دوں گا دیا کا گال تھپتھپا کر پیچھے ہٹا تو دیا نے تڑپ کر شاہ میر کا ہاتھ پکڑنا چاہا جسے اس نے دیا کی پہنچ سے دور کر دیا

نن۔نہیں میر مجھے تمہارے ساتھ ساری عمر رہنا ہے پلیز ایم سوری دیا نے سسکتے ہوئے کہا لیکن شاہ میر بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا

اور پھر ہمیشہ کی طرح دیا کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کے ہونٹوں پر پوری شدت سے جھک گیا شاہ میر کی ناراضگی کی وجہ سے دیا نے اس کی شدت پر آنکھیں میچ لی لیکن اسے خود سے دور نا کیا

دیا کا تنفس بگڑتے محسوس کر کہ بھی شاہ میر پیچھے نا ہٹا بلکہ دیا کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹوں کی گرفت سخت کر دی خون کا ذائقہ منہ میں گھلتے محسوس کر کہ شاہ میر پیچھے ہٹا تو دیا گہرے گہرے سانس لے رہی تھی جبکہ شاہ میر نے بھیگے ہونٹوں پر اپنا انگھوٹھا پھیرا اور پھر وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ دیا نے نم نگاہوں سے اسے خود سے دور جاتے دیکھا

پاشا کے جسم پر جگہ جگہ گہرے کٹ لگا کر ماہر نے اس کے جسم پر شہد گرایا

جبکہ پاشا درد سے کراہتا زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا

پھر ایک جار کھول کر اس میں سے خطرناک کیڑے مکوڑے پاشا کے جسم پر چھوڑ دیے پاشا کی درد ناک چیخوں سے کمرا گونج اٹھا تو ماہر نے نفرت سے سر جھٹکا

تم سے میرا ذاتی بدلہ تھا پاشا میرے مجرموں میں تم بھی شامل تھے

پاشا کی چیخوں پکار کو نظر انداز کرتا ماہر باہر آگیا

سگریٹ سلگاتے ہوئے پاشا کی موت کا انتظار کرنے لگا جو ایکھ گھنٹے تک چیختا چلاتا رہا اور اب بلکل سکوت چھا چکا تھا

اپنی آدمی کو اشارہ کر کہ اس جگہ کو جلانے کا حکم کیا

اور خود گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا پلٹ کر دیکھا تو وہ چھوٹا سا لکڑی کا گھر آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آچکا تھا

آٹھ مہینے بعد

کتنا کچھ بدل گیا تھا اس وقت میں

منہا بھی ماں بننے والی تھی ماہر نے اسے اپنے ہاتھ کا چھالا بنا کر رکھا تھا

جبکہ دیا پہلے تو ماہر سے ناراض تھی لیکن بعد میں مان گئی

لیکن شاہ میر اس دن کا گیا ابھی تک واپس نہیں آیا تھا

شاہ میر کے جانے کے بعد رضا کو بھی ڈیوٹی پر بلا لیا گیا تو وہ فجر کو دیا کہ پاس چھوڑ کر چلا گیا اور اب تک اس کی بھی واپسی نا ہوئی

اور یہ آٹھ مہینے دیا اور فجر نے تڑپ کر گزارے سارا دن گھر میں بوکھلائی پھرتی تھی

اور وہ دونوں ظالم اپنی عادت ڈال کر غایب ہوگئے تھے

جبکہ عمران صاحب کے ساتھ ندا بیگم کو بھی دونوں لڑکوں پر شدید غصہ تھا

جنہوں نے پلٹ کر حال تک نہیں پوچھا

آج کل موسم کے تیور بھی بگڑے ہوئے تھے روز موسلا دھار بارشیں ہو رہی تھیں

دیا بھی بجلی کے گرجنے کی آواز پر دیا نے موندی موندی آنکھیں کھول کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی جس سے ٹھنڈی ہوا اندر آرہی تھی

خود سے کمفرٹر ہٹا کر کھڑکی تک آئی اور اسے بند کیا

پلٹ کر دیکھا تو گھڑی رات کے بارہ بجا رہی تھی

اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھے آہستہ آہستہ چل کر بیڈ کے پاس آئی اور سائیڈ ٹیبل پر پڑی شاہ میر کی تصویر کو اپنے ہاتھ میں پکڑا

کئی آنسو پلکوں کی بار توڑ کر شاہ میر کی تصویر پر گرے

میری غلطی اتنی بھی نہیں تھی جتنی تم نے سزا دی مجھے میر اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے شکوہ کیا جیسے شاہ میر سچ میں سامنے ہو

تصویر کو سینے سے لگائے خود پر کمفرٹر لے کر سونے کی کوشش کی

پورے آٹھ ماہ بعد شاہ میر نے گھر میں قدم رکھے تھے بارش کی وجہ سے کپڑے سارے بھیگ چکے تھے

یہ مشن ختم ہوتے ہی انہیں ایک مشن کے لیے فوری جانا پڑا تھا وہ چاہ کر بھی دیا سے رابطہ نا کر سکا

وہ ناراض تھا لیکن دیا کو اس حالت میں اکیلے چھوڑنے پر ساری ناراضگی فکر میں بدل چکی تھی

اب تیز قدم چلتے وہ کمرے میں داخل ہوا آہستہ سے دروازا بند کرکہ نظریں سامنے لیٹے وجود پر مرکوز کی جسے دیکھ کر سکون روگوں میں سرایت کر گیا اپنا بیگ ٹیبل پر رکھا

اور پلٹ کر آہستہ قدموں سے بیڈ کے قریب آیا بالوں میں ہاتھ پھیر کے انہیں جھٹکا پانی کی بوندیں دیا کے چہرے پر گری تو اس نے کسمکسا کر کروٹ بدلنی چاہی لیکن اپنے بھرے بھرے وجود کے ساتھ شاید اسے کروٹ لینے میں مشکل ہوئی کیونکہ پھر سے سیدھے ہو کر لیٹ گئی

شاہ میر نے کمفرٹر ہٹا کر دیا کے بھرے بھرے وجود کو محبت سے دیکھا نظریں دیا کے چہرے پر ٹکا کر اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے شروع کیے

شرٹ اتار کر صوفے پر اچھالی اور دوسری جانب آکر دیا پر جھک گیا

گہری نظروں سے دیا کے سبھی نقوش کو دل میں اتارا گلابی گال بھرے بھرے لگ رہے تھے ہاتھوں پر ہلکی ہلکی سوجن تھی جنہیں دیکھ کر شاہ میر نے ان پر اپنے ہونٹ رکھے

دیا کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑ کر اس کی خوشبو کو محسوس کرنا چاہا

اتنے مہینوں بعد اپنے محبوب کو اپنے اتنے قریب پاکر شاہ میر کا دل اس کی قربت کے لیے مچل گیا

لاکھ کوشش کے بعد بھی وہ خود کو روک نا پایا اور پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھک آیا

ایک ہاتھ دیا کی کمر کے گرد لپیٹ کر اور دوسرا اس کے بالوں میں الجھا کر دیا کی سانسوں کو قطرہ قطرہ کر کہ خود میں انڈیلنے لگا

اپنے لبوں کو کسی کی گرم سخت گرفت میں محسوس کر کہ دیا نے پٹ سے آنکھیں کھولیں جب خود پر جھکے وجود کو دیکھ کر آنکھیں لبالب پانیوں سے بھری اور خود کو اس گرفت سے آزاد کرانا چاہا

دیا کی مزاحمت محسوس کر کہ شاہ میر نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جو آنکھیں میچیں خود کو چھڑوا رہی تھی

چھوڑوں مجھے گھٹیا انسان لعنت ہو تم ابھی دیا اپنی بات مکمل کرتی شاہ میر نے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا

تو دیا نے پلکیں واہ کر کہ خونخوار نظروں سے سامنے دیکھا اپنے سامنے شاہ میر کو دیکھ چہرے کے تاثرات بدلے

تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میرے علاوہ کوئی ایسی حرکت کر سکتا ہے اپنی ناک دیا کی گردن پر سہلا کر کہا تو اس نے شاہ میر کی پیٹھ پر اپنے ہاتھ رکھ لیے

دیا نے شاہ میر کو خود سے پڑے کیا اور اٹھ کر بیٹھ گئی جبکہ شاہ میر اپنے دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھے آنکھوں میں جزبوں کی آنچ لیے اسے دیکھ رہا تھا جو دوپٹا اپنے پیٹ کر گرد لپیٹ کر اپنا وجود چھپانے کی کوشش کر رہی تھی

اس خاموشی میں صرف دیا کی بھاری ہوتی سانسوں کا شور تھا اور کھڑکی پر برستی بارش کی بوندوں کی ٹپ ٹپ تھی

دیا اٹھ کر جانے لگی جب شاہ میر نے ایک ہی جست میں آٹھ کر اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا اور اپنے ہاتھ نرمی اس کے پیٹ پر باندھ دیے

اپنی تھوڑی دیا کے کندھے پر رکھ دی

مجھ میں ہمت نہیں تم سے بحث کرنے کی اسی لیے چھوڑو مجھے میر دیا نے جھنجھلا کر اس کا حصار توڑنے کی کوشش کی تو شاہ میر نے آہستہ سے دیا کا رخ اپنی طرف کیا

اور بحث کیوں نہیں کرنی شاہ میر نے مسکراہٹ چھپا کر پوچھا تو دیا نے خفگی بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا

ناراض ہوں میں تم سے اب شرافت سے مجھ سے دور رہو شاہ میر کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دور ہونا چاہو تو اس نے کلائیوں سے کھینچ کر اپنے سینے میں بھینچ لیا

ایسی کی تیسی تمہاری ناراضگی کی اپنی بات کہہ کر دیاکہ ہونٹوں پر جھک آیا دیا کے نیچے والے ہونٹ کو اپنے لبوں میں دبا کر کھینچا اور اس میں اپنے دانت گاڑ دیے تو دیا نے اپنی مٹھی میں شاہ میر کے بال مضبوطی سے قید کر لیے

یہ اس بات کی سزا جس پر میں ناراض تھا ماتھا دیا کے ماتھے سے ٹکا کر کہا

تو دیا نے حیا سے بھاری ہوتی پلکوں کو اٹھا کر شاہ میر کو دیکھا جو مخمور آنکھیں لیا دیا کو ہی دیکھنے میں مصروف تھا دیا کے دیکھنے پر اس کی سانسوں میں گہری سانس بھری تو دیا کان کی لوح تک سرخ پر گئی

ہاتھ بڑھا کر دیا کا دوپٹہ اس کے وجود سے اتار کر بیڈ پر اچھالا تو دیا نے ایک دم سٹپٹا کر دوپٹہ پکڑنا چاہا تو شاہ میر نے دیا کے گرد اپنی گرفت مضبوط کر دی

مجھ سے کیسا شرمانا بے بی گرل یہ میری ہی بے شرمی کا نتیجہ بے شرموں کی طرح آنکھ دبا کر کہا تو دیا نے شرما کر اپنے ہاتھوں میں چہرا چھپا لیا

تم سے دوری پر تمہاری محبت اور قربت کی تڑپ میرے وجود میں زہر کی طرح سرائیت کر گئی تھی اب اس کا حل تمہارا میری روح میں شامل ہوجانا ہی ہے تم سے دوری سہان روح ہے بے بی گرل

دیا کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر جزبوں سے بھاری آواز میں کہا تو دیا کو اپنا آپ اس لمحے بہکتا ہوا محسوس ہوا

اور پھر اچانک ہی شاہ میر کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اپنے پاؤں شاہ میر کے پاؤں پر رکھ کر اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر شاہ میر کے ہونٹوں پر پوری شدت سے جھک گئی

جبکہ شاہ میر اس افتاد پر پوری آنکھیں کھولیں دیا کو دیکھ رہا تھا

پھر اپنی حیرانی پر قابو پا کر دیا کی شدتوں میں اپنی شدتیں شامل کر دی اپنے ہونٹوں پر دیا کے دانتوں کا دباؤ محسوس کر کے شاہ میر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی اور اس شتدد کو وہ آنکھیں بند کر کے محسوس کرنے لگا

جب دیا نے نڈھال ہو کر اپنا سر شاہ میر کے سینے سے ٹکا دیا تو شاہ میر نے دیا کی پیٹھ سہلائی کمرے میں دیا اور شاہ میر کی بھاری ہوتی سانسوں اور بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کا شور رقص کر رہا تھا

دیا کہ سانس ہموار کرنے پر شاہ میر نے اس کے بال مٹھی میں بھر کر چہرہ سامنے کیا اور اس کی گردن پر جھک گیا جابجا اپنا شدت بھرا لمس چھوڑنے لگا

مم۔میر میرے پاؤں میں درد ہو رہا ہے شاہ میر نے سر اٹھا کر دیا کہ طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر درد کے آثار دیکھ کر ایک جھٹکے میں اسے اپنی بانہوں میں بھر کر بیڈ پر لٹایا اور خود اس کے ساتھ نیم دراز ہوکر کمفرٹر دیا پر پھیلایا

ایم سوری بے بی گرل کہ اس کنڈیشن میں تمہارے ساتھ نہیں تھا میں دیا کا ہاتھ تھام کر کہا تو دیا نے اپنا سر شاہ میر کے سینے سے ٹکا دیا

مجھے بہت ضرورت تھی تمہاری میر سب تھے لیکن تم نہیں تھے پاس تو سب بے معنی تھا مجھے اپنا آپ نامکمل لگتا تھا تمہارے بغیر کئی بار رات کو مجھے تمہاری ضرورت محسوس ہوئی چچی چچا تھے لیکن دنیا کا کوئی بھی شخص تمہارا نعم البدل تو نہیں ہوسکتا نا

ہم نے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزارا تھا لیکن مجھے اپنی ہر ضرورت ہر تکلیف ہر خواہش کا حل تم ہی محسوس ہوتے تھے شاہ میر کا سینا اپنے آنسوؤں سے بھگوتے ہوئے بھیگی آواز میں کہا تو شاہ میر نے نرمی سے اپنے لب اس کے بالوں سے ٹکا دیے

منہا کے موڈ سونگز میں بھائی اس کے بہت لاڈ کرتے تھے منہا روز بتاتی تھی مجھے اس سے حسد نہیں ہوتی لیکن تمہاری کمی مجھے شدت سے محسوس ہوتی تھی اگر تم اب بھی نا آتے میر تو میں اس دوری کو اور برداشت نا کر پاتی تمہارے بغیر ایسی زندگی سے موت بہتر ہے اور میں شاید مرجاتی اب دیا کے کہنے پر شاہ میر نے تڑپ کر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا

یہ کیا بکواس ہے دیا تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو دبی دبی آواز میں چیخا تو دیا نے اپنی بھیگی پلکیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو شاہ میر نے اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کی

آئندہ ایسا کبھی بھی نا کہنا دیا اپنا سر دیا کے سر سے ٹکا کر کہا تو دیا نے اپنی آنکھیں بند کر لی

تھوڑی دیر بعد دیا کی بھاری ہوتی سانسوں کو محسوس کر کہ شاہ میر نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو دیا اس کے بازوں پر سر رکھے سو چکی تھی تو شاہ میر نے مسکرا کر اسی اپنی بانہوں میں بھر لیا اور اپنا چہرہ دیا کی گردن میں چھپا کر سونے لگا

تین سال بعد

آپریشن تھیٹر کے باہر بے چینی سے ٹہلتے ہوئے نظریں بار بار دروازے کی طرف جا رہی تھی جبکہ عمران صاحب خونخوار نظروں سے شاہ میر کو گھور رہے تھے

اب تم ایک جگہ بیٹھ رہے ہو یا میں دو لگاؤ تمہیں آنکھیں گھما دی ہیں میری جاہل انسان عمران صاحب نے دبی دبی آواز میں چلا کر کہا تو شاہ میر کے قدموں کو بریک لگی

یہ آنکھیں آپ کی میری وجہ سے نہیں یہ آتی جاتی نرسوں کو دیکھنے کی وجہ سے گھوم رہی ہیں

اور مسئلہ میرا گھومنا نہیں آپ کی ان نظروں کے سامنے رکاوٹ بننے کا ہیں شاہ میر نے دائیں بائیں نرسوں کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران صاحب نے دانت پیسے

اتنی ہی فکر ہو رہی ہے تو کیا ضرورت تھی یہ کھڑاک ڈالنے کی پہلے تین تو سنبھالے نہیں جاتے

شاہ میر کو ماشاءاللہ سے ٹرپلٹس ہوئے تھے اور اب نو ماہ پہلے انہیں پتا چلا تھا کی دیا پھر امید سے ہے

شاہ میر کا اور بچوں کا ارادہ تو نہیں تھا لیکن یہ خبر سن اس کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے

پہلے تین بیٹے تو اسے اپنے رقیب لگتے تھے ان نو مہینوں میں دن رات اس نے بیٹی کی دعا کی تھی جو اس کی ٹیم میں ہو

کھڑاک نہیں آپ کی بہو سے محبت ہے شاہ میر نے آنکھ دبا کر کہا تو انہوں اپنا رخ ہی پھیر لیا

جب شاہ میر ان کے پاس آکر بیٹھ گیا

انہیں پتا تھا یہ جو بلا خاموشی سے بیٹھی ہے ضرور کچھ ابھی وہ کچھ کہتے کہ دو نرسیں باہر آئی مبارک ہو سر ٹوئنز بیٹیاں ہوئی ہیں

نرس کی بات پر شاہ میر ایک ہی جست میں اس تک پہنچا اور اپنی بیٹی کو باہوں میں بھر کر چٹا چٹ چوم ڈالا جبکہ عمران صاحب اس کے شودے پن پر گھور کر رہ گئے اور دوسری بچی کو اپنے بازؤں میں اٹھا کر اس کے ماتھے پر پیار دیا

جبکہ شاہ میر اب عمران صاحب کے بازوؤں میں سوئی ہوئی اپنی بیٹی کو چوم رہا تھا تو انہوں نے پاؤں اس کے پاؤں پر مارا تو شاہ میر اچھل کر پیچھے ہوا

یہ جاہل پن تمہارا ساری عمر دیکھنا ہے انہوں نے آج کے دن رحم کھاؤ بچیوں پر

عمران صاحب بچی کو لے کر چئیر پر بیٹھے اور اس کے کانوں میں اذان دی اس بچی کا نام روحا ہے روحا شاہ

پھر دوسری بچی کو تھام کر اس کے کان میں اذان دی اور اس بچی کا نام حورم ہے حورم شاہ

وہ مسکراتے ہوئے بچی کو دیکھ رہے تھے جب شاہ میر کی زبان پر کھجلی ہوئی

اب تو گھر سونا سونا نہیں لگتا چچا جان اتنے بچے کافی ہیں نا اگر پھر بھی خاموشی محسوس ہوتی ہے تو میں آپ کو ٹپس دے سکتا ہوں باقی کی ٹیم آپ تیار کر لیجیے گا کیونکہ اپنی معصوم بیوی پر میں زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا شاہ میر نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا تو عمران صاحب خون کے گھونٹ بھر کر رہ گئے اس کی بے شرمی پر

جب عمران صاحب کہ موبائل پر کال آئی تو انھوں نے ایک ہاتھ سے بچی کو تھام کر موبائل نکالنا چاہا جب شاہ میر نے اپنے دوسرے ہاتھ سے ان کی گود سے حورم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا

اور عمران صاحب کو لگا کہ بچی ان کے ہاتھ سے سلپ ہوگئی انھوں نے موبائل چھوڑ کر بچی پکڑنی چاہی لیکن بچی تو شاہ میر کے پاس تھی اور پھر ٹھا کی آواز کے ساتھ عمران صاحب کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا کیونکہ ان کا نیو آئی فون تھرٹین زمین بوس ہو چکا تھا

جبکہ شاہ میر دونوں بچیوں کو تھامیں آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے عمران صاحب کو دیکھ رہا تھا جو آنکھیں پھیلائے سامنے دیکھ رہے تھے کیونکہ نیچے گرے اپنے موبائل کی لاش دیکھنے کی ہمت نہیں تھی

شاہ میر پتر بول دے میرا موبائل نہیں گرا انہوں نے شاہ میر کو پچکارتے ہوئے کہا

جس نے معصومیت کے ریکارڈ توڑتے ہوئے ہونٹ باہر نکال کر نفی میں سر ہلایا

جھوٹ بولنا تو گناہ ہے چچا جان اور میں آپ کو جھوٹی تسلی نہیں دے سکتا لیکن اس عمر میں ایسے حادثے دل کے لیے بھی تو نقصان دہ ہوتے ابھی وہ اپنی بات جاری رکھتا کہ عمران صاحب دھاڑے

دفع ہوجا کھوتے انسان ورنہ اس عمر میں پانچ پانچ بچوں کا باپ بن کر مجھ سے سرے عام جوتے کھانے والا حادثہ ساری عمر یاد رہے گا

جس پر شاہ میر نے دیا کے روم کی طرف دوڑ لگائی جہاں اسے شفٹ کیا جارہا تھا

جبکہ عمران صاحب نے جھک کر اپنے موبائل کی لاش کو اٹھایا

رضا اٹھ جاؤ بندر تمہاری گندی اولاد نے مجھے تگنی کا ناچ نچایا ہوا ہے اگر تم نا اٹھے تو میں اکیلی چلی جاؤ گی پھر سنبھالتے رہنا اپنا سپوت فجر نے بلینکٹ کھینچتے ہوئے کہا جسے رضا مسلسل خود پر لپیٹے جا رہا تھا

بھاڑ میں جاؤ باپ بیٹا میں جا رہی ہوں بلینکٹ رضا پر پھینکتے ہوئے فجر جیسے ہی پلٹی رضا نے کلائی سے پکڑ اپنے اوپر گرا لیا

فجر اس اچانک افتاد پر بھونچکا رہ گئی

رضا اب اٹھ کر جا کر دروازا لاک کر کے پلٹا تو فجر نے حیران نظروں سے اسے دیکھا جس نے اپنی شرٹ اتار کر فجر کے منہ پر پھینکی

جبکہ رضا آنکھوں میں شوخی لیے فجر کی طرف بڑھ رہا تھا رضا کے ارادے جان کر فجر نے وہاں سے بھاگنا چاہا جب رضا نے ایک ہی جست میں اس کی کلائی سے کھینچا اور وہ جو بیڈ سے اٹھ کر واشروم کی طرف بڑھنے لگی تھی سیدھا رضا کے سینے پر گری

دل اتنی زور سے دھڑکا کہ فجر کو اپنے کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا رر۔۔رضا کیا بے شرمی ہیں یہ چھوڑوں مجھے رضا کو کندھوں سے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا

بے شرمی نہیں پیار ہے میرا فجر کو کمر سے پکڑ کر بیڈ پر دھکا دے کر اس کے اوپر جھک آیا

تمہیں نہیں لگتا ہم شاہ میر سے کافی پیچھے رہ گئے ہیں جو لوگ پانچ سالوں میں کرتے ہیں وہ اس نے تین سالوں میں کر لیا

ہمیں بھی ٹرائے کرنا چاہیے نا ویسے بھی مجھے لگتا ہے ہمارے بیٹے کو بہن کی کمی محسوس ہوتی ہے فجر کے ہونٹوں پر انگھوٹھا رب کرتے ہوئے سرگوشی کی تو فجر کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

گلابی چہرا ایسے ہوگیا جیسے ابھی خون چھلکا دے گا رضا نے مبہوت ہو کر یہ منظر دیکھا لمبی پلکیں سایہ فگن تھی

گلابی لب ہولے ہولے کانپ رہے تھے

رضا کو اپنی قربت میں فجر بالکل الگ ہی لگتی تھی وہ لڑتے تھے جھگڑتے تھے پہلے کی ہی طرح لیکن رضا کی ذرا سی قربت پر اس کی زبان تالوں سے چپک جاتی تھی

جس کا فائدہ وہ ہمیشہ ہی اٹھاتا تھا اور اپنی شدتوں سے فجر کو خود میں ہی سمٹنے پر مجبور کر دیتا تھا

رضا نے ہاتھ بڑھا کر فجر کا دوپٹا اس کے گلے سے الگ کیا جب فجر نے سٹپٹا کر دوپٹہ پکڑنا چاہا

دیا ویٹ کر رہی ہوگی رضا فجر نے نظریں جھکائے ممنا کر کہا تو رضا نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی

ہشش اور جو میں اتنے دنوں سے تمہاری قربت کے لیے تڑپ رہا ہوں وہ انگلی کو فجر کے چہرے پر ٹریس کرتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہا تو فجر نے اپنے کپکپاتے ہاتھ رضا کے کندھوں پر رکھ دیے

تمہیں اپنے بندر سے زیادہ وہ چوزا عزیز ہوگیا جسے ساری رات بانہوں میں بھرے رکھتی ہو فجر کی گردن میں منہ چھپاتے کہا تو فجر نے رضا کے کندھوں پر گرفت مضبوط کر دی

تت۔ تم۔۔تمہارا ہی بیٹا ہے تم جیسا ہی ہے فجر نے بھاری ہوتی سانسوں کے درمیان کہا تو رضا نے مخمور نظروں سے اس کی طرف دیکھا

رقیب لگتا ہے مجھے رضا نے دانت پیس کر کہا تو فجر کھلکھلا کر ہنس پر جب رضا نے ایک دم سے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھک آیا

اپنے لب پوری شدت سے فجر کے لبوں پر رکھ کر اس کی سانسوں سے اپنی سانسیں الجھا دی

رضا کی شدت پر فجر نے آنکھیں میچ کر ہاتھ اس کے بالوں میں الجھا دیے

جان تو تب نکلی جب رضا کے ہاتھوں کا لمس اپنی کمر پر محسوس کیا جو اب زپ کھول رہا تھا فجر نے سٹپٹا کر پیچھے کرنا چاہا جو فجر کے دور کرنے پر اس کے لبوں پر گرفت سخت کر دیتا تھا

ایک ہی جھٹکے میں زپ کھول کر شرٹ کو کندھے سے سر کا کر سیکنڈز میں لبوں سے کندھوں تک کا سفر طے کیا جابجا گردن پر اپنا لمس چھوڑنے لگا

تت۔تم۔بن۔در پھیلو مت ہمیں جانا ہے رضا کو دور کرتے ہوئے کہا جس نے اب کروٹ بدل کر فجر کو اپنے سینے پر کرلیا رضا کے ایسا کرنے سے فجر کے بال چہرے کے اردگرد ہالہ بنا گئے ان کی خوشبو کو محسوس کر کے رضا نے کان کے پیچھے اڑسا

اور جذبات سے سرخ ہوتی آنکھوں کو فجر کی سرخ ہوتی آنکھوں میں گاڑھ دیا

لیکن تمہاری یہ بھاری ہوتی سانسیں یہ سرخ آنکھیں تو کچھ اور ہی کہہ رہی ہیں فجر کی آنکھوں اور سینے پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا تو فجر نے رضا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر اپنی انگلیاں رضا کی انگلیوں سے الجھا دیں

فجر کے ایسا کرنے پر رضا نے مخمور نظروں سے اسے دیکھا اور فجر کے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر اسے اپنے ہونٹوں پر جھکا لیا

اور قطرہ قطرہ اس کی سانسوں کو خود میں انڈیلنے لگا

ایک دم کروٹ بدل کر فجر کے اوپر جھک آیا اپنا لمس فجر کے چہرے پر جا بجا چھوڑتے ہوئے کندھے پر اپنے لب رکھ دیے

تو آنکھوں میں اپنی شادی کا پہلا دن یاد آیا تو ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی ایک نظر فجر کے چہرے کو دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر اپنے دانت گاڑھ دیے

جس پر فجر نے پٹ سے آنکھیں کھول کر رضا کے سر کو دیکھا

جنگلی انسان چھوڑوں مجھے رضا کے بال مٹھی میں بھر کر کہا تو رضا نے ہنستے ہوئے چہرا اٹھایا

یہ بدلہ تھا میری چڑیا آنکھ دبا کر کہا تو فجر نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا اور ایک دم سے رضا کے ہونٹوں پر جھک کر اس میں اپنے دانت گاڑھ دیئے

بدلے میں رضا نے اپنی شدتوں میں اضافہ کر دیا

رضا کو دروازا کھلنے کی آواز آئی لیکن اس نے نظر انداز کیا کیونکہ اس نے تو دروازا لوک کیا تھا

چیخ تو تب نکلی جب اپنے بیٹے نے دونوں ہاتھوں میں بال بھر کر پیچھے کو کھینچا تو رضا کراہ کر پیچھے ہٹا

تھولو میلی مما تو دندے بندر) چھوڑوں میری مما کو گندے بندر (عیان نے اپنی توتلی آواز میں کہا تو فجر نے جلدی سے اپنی شرٹ ٹھیک کی اور دوپٹا جلدی سے اوڑھا اور خونخوار نظروں سے رضا کو دیکھ رہی تھی جو اب شعلہ برساتی نظروں سے اپنے بیٹے کو گھور رہا تھا

تھولو کے کچھ لگتے دروازا کیسے کھولا رضا نے دبی دبی آواز میں چیخ کر کہا

?دوبلیتیٹ تی چھ

دوبلیتیٹ تی چھے)ڈبلیکیٹ کی سے (عیان نے اپنے ہاتھوں میں تھامی چابی کو آگے کر کہ کہا تو رضا کا دل کیا اپنے چھوٹے نمونے کو دو لگا دے

اور یہ کہاں سے ملی تمہیں رضا نے دانت پیستے ہوئے کہا

تچن تھے) کچن سے (عیان نے فجر کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے کہا جو اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی

مان گیا میں شاہ میر کو جو تین تین شیطانوں کے ہوتے پھر سے باپ بن گیا اور میرا یہ ایک ہی میری نیا پار نہیں لگنے دیتا

رضا بربڑاتے ہوئے واشروم میں گھس گیا

ماہا بیٹا اٹھ جاؤ پھر پھوپو کے گھر جانا ہے منہا نے اپنی لاڈلہ بیٹی کو اٹھاتے ہوئے کہا

اللہ نے اسے تین سال پہلے بیٹی کی رحمت سے نوازا تھا جس کا نام اس نےاور ماہر نے ماہر اور اپنے نام کو جوڑ کر رکھا تھا

ماہر کا ما اور منہا کا ہا اور یہ ماہر کی خواہش تھی جس پر منہا کو اپنی خوش قسمتی پر جتنا ناز ہوتا اتنا کم تھا

ماہر آپ ہی اٹھ جائیں آپ نہیں اٹھے گے تو یہ بھی نہیں اٹھی گی منہا نے ماہر کو کہا جو آنکھیں موندے سونے کا ناٹک کر رہا تھا

ماہر سے شرط منہا کو بہت بھاری پڑی تھی کیونکہ جس دن وہ شرط پوری نا کرتی تو ماہر اس سے ناراض رہتا اور جس دن اسے وہ مناتی وہ اپنی ناراضگی پوری شدت سے اس پر اتارتا

رات ہی تو منہا نے اسے منایا تھا اور پھر ساری رات اس کی منمانیاں برداشت کی اور اب وہ اٹھ نہیں رہا تھا

کہنا تھا ساری رات وہ اس کی وجہ سے جاگتا رہا

ابھی منہا اٹھ کر جاتی کہ ماہر نے اسے بازو سے پکڑ کر خود پر گرایا لیکن یہ اس نے بہت احتیاط سے کیا تھا کیونکہ منہا پریگننٹ تھی اور ماہر کو پہلے سے زیادہ اس کی فکر تھی اس کا تو اور بچوں کا ارادہ نہیں تھا لیکن منہا کا کہنا تھا کہ وہ ایک بیٹا چاہتی ہے جو بالکل ماہر جیسا ہو

اور جب اس کی بیٹی بیاہ کہ جائے تو اس گھر میں دوسری بیٹی اجائے

منہا نے بوکھلا کر ماہر کو دیکھا جو مخمور نظروں سے منہا کو دیکھ رہا تھا

ماہر کے ایسے دیکھنے پر منہا نے سٹپٹا کر اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا جس پر ماہر نے مدہم قہقہہ لگایا

افففف میری زندگی ماہر نے اپنی ناک منہا کی ناک سے سہلا کر شوخ آواز میں کہا

تو منہا کانوں کی لوح تک سرخ پر گئی

اپنے لبوں سے منہا کے لبوں کو آہستہ سے چھو کر پیچھے کیا اور اٹھ کر اپنی بیٹی کو بانہوں میں بھر لیا

بابا کی جان کب اٹھے گی ماہر نے اسے گدگداتے ہوئے کہا

تو ماہا کھکھلا کر ہنس دی

دب میلے بابا اتھے دے) جب میرے بابا اٹھے گے (ماہا نے توتلی زبان میں کہا تو ماہر کے ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آگئی

زندگی مشکل ہوئی تھی ایسا محسوس ہوا تو کہ اب سب ختم لیکن اللہ پر یقین قائم تھا اور وہی یقین زندگی کی طرف واپس لے آیا تھا آزمائش تھی تو اس کا انعام بھی انہیں مل گیا تھا ایک مکمل خوشیوں سے بھرے گھر کی صورت میں

دیا شاہ میر منہا ماہر فجر اور رضا ایک ساتھ بیٹھے اپنی باتوں میں مصروف تھے

جبکہ ندا بیگم اور عمران صاحب سامنے بیٹھے اپنے بچوں کو خوشی سے دیکھ رہے تھے

کتنے دکھ دیکھے کتنا کچھ کھویا تھا

لیکن جو چیز انھوں نے کبھی نہیں چھوڑی تھی وہ تھی محبت

کبھی اپنے غصے آنا کو اپنی محبت پر حاوی نہیں ہونے دیا

اور آج وہ سب ہنسی خوشی ساتھ تھے

ابھی وہ باتوں میں مصروف ہی تھے جب شاہ میر کے بڑے بیٹے دامیر شاہ نے اپنے سے چھوٹے دلاور کو پٹک کر نیچے پھینکا تو دلاور سے پہلے برہان کا سپیکر اتنی زور سے پھٹا کہ شاہ میر ایک ہی جست میں اٹھ کر باہر بھاگا

اور جا کر برہان کو اٹھایا

کیا ہوا میرے شیر کو شاہ میر نے برہان کو چپ کراتے ہوئے کہا

ڈیڈ میں دلا)ڈیڈ میں گرا (دلاور نے دانت پیس کر باپ کو کہا جو دوسرے نوٹنکی کو چپ کرا رہا تھا

دلاور کے کہنے پر شاہ میر نے حیرانگی سے روتے ہوئے اپنے بیٹے کو دیکھا جو آنسو بہانے میں مصروف تھا

تم کیوں رو رہے ہو شاہ میر نے حیرت سے استفسار کیا

مدے لدا یہ مدے بی مالے دا اتی لیے لویا تا تے آپ آداؤ) مجھے لگا یہ مجھے بھی مارے گا اسی لیے رویا تاکہ آپ آجاؤ (برہان نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا تو شاہ میر نے دانت پیسے جبکہ رضا فجر دیا ماہر اور منہا کے پیچھے سے چھت پھاڑتے قہقھوں پر شاہ میر نے اپنے بیٹوں کو گھورا

کوئی ایسا دن نہیں ہوتا تھا جب وہ اس کا نام روشن نہیں کرتے تھی لیکن نام بھی بلب پر لکھ کر روشن کرنے والا

باپ تو نمونا تھا ہی بیٹے بھی اپنے جیسے نمونے پیدا کر لیے عمران صاحب نے اپنا بدلہ لیا

شاہ میر کے بیٹوں کا یہ فایدہ تھا کہ وہ شاہ میر کو دل کھول کر تانے دے لیتے تھے اور تب وہ کچھ کہہ نہیں پاتا تھا

ختم شد